

یوسف
2/12

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو

قرآن مجید کی لغوی تشریح

پارہ آٹھ

{سورة الفاتحة، سورة البقرة آیت نمبر 141 تک}



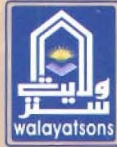
www.KitaboSunnat.com

تالیف و تشریح

حافظ عبد الجبار

[فاضل مدینہ یونیورسٹی]

پبلشرز: ڈسٹری بیوٹرز



لاہور - پاکستان

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

لاہور - پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [يوسف 2/12]

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو

قرآن مجید کی لغوی تشریح

پارہ ۱

{سورة الفاتحة، سورة البقرة آیت نمبر 141 تک}



تالیف و تشریح

حافظ عبدالجبار

[فاضل مدینہ یونیورسٹی]

پبلشرز: ریڈ سٹری بیورز



لاہور - پاکستان

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

لاہور - پاکستان

قرآن مجید کی لغوی تشریح

جملہ حقوق بحق فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ محفوظ ہیں

یہ کتاب قرآن مجید کی لغوی تشریح ہے۔ اس کے مصنفین نے قرآن مجید کی لغوی تشریح کے لیے ایک نیا اور جامع طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس میں قرآن مجید کی لغوی تشریح کے لیے ایک نیا اور جامع طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس میں قرآن مجید کی لغوی تشریح کے لیے ایک نیا اور جامع طریقہ اختیار کیا ہے۔

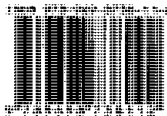
نام کتاب	✽	قرآن مجید کی لغوی تشریح (پہلا پارہ)	23401
تالیف و تشریح	✽	حافظ عبدالجبار مدنی	ع م ب د س ق
اہتمام	✽	ابو عاصم رحمت بیگ	
نگران اشاعت	✽	عاصم مرزا	
ڈیزائننگ	✽	چودھری زاہد لطیف	
سکیننگ	✽	ڈاٹ لنکس، لاہور	
ناشر	✽	فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ	
پہلا ایڈیشن	✽	نومبر 2010ء	
تعداد	✽	1000	
سائز	✽	7.25" X 9.50"	
صفحات	✽	232	

طابع و ڈسٹری بیوٹرز ✽ ولایت سنز (پبلشرز)

محمدی ہاؤس، 14- ایبٹ روڈ، لاہور۔ پاکستان

فون: 4-36311513 فیکس: 042-36311512

ای میل: walayatsons@yahoo.com



978-969-8738-11-2

المکتبۃ الرسالۃ لادنی بی بی این
 ۹۹-... جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
 قیمت
 لمبر

حسین ترتیب

صفحہ	نمبر	آیت	صفحہ	نمبر	آیت
33	15	﴿ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ ----- ﴾	9		﴿ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
34	16	﴿ أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالََةَ ----- ﴾			الفاتحة
35	17	﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ----- ﴾	10	1	﴿ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
37	18	﴿ صُمْ بِكُمْ عَمَىٰ قَهْمٌ لَا يُرْجَعُونَ ----- ﴾	11	2	﴿ أَلْحَدْنَا لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
37	19	﴿ أَوْ كَصَيْبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ ----- ﴾	12	3	﴿ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
39	20	﴿ يَكَاذُ الْبَرِيُّ يَخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ ----- ﴾	12	4	﴿ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ
41	21	﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي ----- ﴾	13	5	﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ
42	22	﴿ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَمْوَاعَ ----- ﴾	15	6	﴿ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
44	23	﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا ----- ﴾	16	7	﴿ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ----- ﴾
45	24	﴿ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا ----- ﴾			البقرة ٢
46	25	﴿ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ----- ﴾	18	1-2	﴿ أَلَمْ - ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ----- ﴾
49	26	﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ ----- ﴾	20	3	﴿ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ----- ﴾
51	27	﴿ الَّذِينَ يَتَّقُونَ عَهْدَ اللَّهِ ----- ﴾	22	4	﴿ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ ----- ﴾
52	28	﴿ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ ----- ﴾	23	5	﴿ أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ----- ﴾
53	29	﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ ----- ﴾	24	6	﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ ----- ﴾
54	30	﴿ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي ----- ﴾	24	7	﴿ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ ----- ﴾
56	31	﴿ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ ----- ﴾	25	8	﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا ----- ﴾
57	32	﴿ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا ----- ﴾	26	9	﴿ يُحَدِّثُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ----- ﴾
58	33	﴿ قَالَ يَا آدَمُ أَنذِرْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ----- ﴾	27	10	﴿ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ ----- ﴾
60	34	﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا ----- ﴾	29	11	﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا ----- ﴾
61	35	﴿ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ ----- ﴾	30	12	﴿ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ----- ﴾
62	36	﴿ فَأَزَلُّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا ----- ﴾	30	13	﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ امْشُوا كَمَا ----- ﴾
64	37	﴿ فَكَلَّمَ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ ----- ﴾	32	14	﴿ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ----- ﴾

109	64	﴿ ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ----- ﴾	65	38	﴿ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ----- ﴾
110	65	﴿ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ ----- ﴾	67	39	﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ----- ﴾
111	66	﴿ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا ----- ﴾	68	40	﴿ لِيُبَيِّنَ إِسْرَائِيلَ إِذْ كُرُوا بِعِبَتِي الْآتِقِ ----- ﴾
113	67	﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ ----- ﴾	69	41	﴿ وَأَمِنُوا بِهَا أَنْزَلْتُ مَصَدِّقًا لِّمَا ----- ﴾
114	68	﴿ قَالُوا اذْءُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنُ لَنَا مَا هِيَ ----- ﴾	70	42	﴿ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ ----- ﴾
116	69	﴿ قَالُوا اذْءُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنُ لَنَا ----- ﴾	71	43	﴿ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ----- ﴾
117	70	﴿ قَالُوا اذْءُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنُ ----- ﴾	72	44	﴿ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ ----- ﴾
118	71	﴿ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ ----- ﴾	73	45	﴿ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّوْرِ وَالصَّلَاةِ ----- ﴾
120	72	﴿ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّءُتُمْ فِيهَا ----- ﴾	75	46	﴿ الَّذِينَ يَطْفُونَ أَنَّهُمْ مُلْكُوا رَائِهِمْ ----- ﴾
121	73	﴿ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ ----- ﴾	76	47	﴿ لِيُبَيِّنَ إِسْرَائِيلَ إِذْ كُرُوا بِعِبَتِي ----- ﴾
122	74	﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ----- ﴾	78	48	﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ ----- ﴾
126	75	﴿ أَفَتَعْطِفُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ ----- ﴾	79	49	﴿ وَإِذْ نَجَّيْنَاهُمْ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ ----- ﴾
127	76	﴿ وَإِذْ لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ----- ﴾	81	50	﴿ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ ----- ﴾
130	77	﴿ أَوْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ ----- ﴾	83	51	﴿ وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ----- ﴾
131	78	﴿ وَمِنْهُمْ أُمَّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ ----- ﴾	84	52	﴿ ثُمَّ عَقَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ----- ﴾
132	79	﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ ----- ﴾	85	53	﴿ وَإِذْ أَنْبَأْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ ----- ﴾
133	80	﴿ وَقَالُوا لَنْ نَمَسَّنَا النَّارَ إِلَّا ----- ﴾	87	54	﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَقْرِو ----- ﴾
135	81	﴿ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ ----- ﴾	89	55	﴿ وَإِذْ قُلْتُمْ لِيُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ ----- ﴾
136	82	﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ----- ﴾	91	56	﴿ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِهِمْ ----- ﴾
136	83	﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ----- ﴾	92	57	﴿ وَظَلَلْنَا عَلَيْهِمُ الْعَمَامَ وَأَنْزَلْنَا ----- ﴾
139	84	﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ ----- ﴾	94	58	﴿ وَإِذْ قُلْنَا إِذْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا ----- ﴾
140	85	﴿ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ ----- ﴾	97	59	﴿ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا ----- ﴾
143	86	﴿ أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ ----- ﴾	98	60	﴿ وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا ----- ﴾
144	87	﴿ وَلَقَدْ أَنْبَأْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا ----- ﴾	100	61	﴿ وَإِذْ قُلْتُمْ لِيُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ ----- ﴾
146	88	﴿ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۗ بَلْ لَعَنَهُم ----- ﴾	105	62	﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا ----- ﴾
147	89	﴿ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ----- ﴾	107	63	﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا ----- ﴾

ابتدائیہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ آمَّا بَعْدُ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کی ہدایت کیلئے ایک جامع و اکمل کتاب ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے اعمال و اقوال کے ذریعے تشریح فرمائی۔ قرآن کریم صرف احکام و تشریحات کی کتاب نہیں ہے بلکہ پوری کائنات کیلئے ایک ضابطہ حیات ہے۔ قرآن میں فکر و تدبیر، حکمت و عبرت، علم و نظر و عقل و افعال پر بے شمار آیات ہیں۔ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (البخاری: باب فضائل قرآن) [تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے]۔ قرآن کے نزول کا مقصد اس میں تدبیر، غور و فکر کرنا اور عمل کرنا ہے۔ عدم تدبیر کرنے والوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے! أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْرًا عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد: 24/47) [کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) پر غور (و فکر) نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے (گئے) ہیں؟] [مقتفل دلوں کے بارے میں فرمان ربانی ہے! قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمِمَّا تَتَذَكَّرُونَ] (الاسی نبی ﷺ) آپ (ان سے) کہہ دیں کہ ایمان والوں کے لیے تو یہ (قرآن سرتاپا) ہدایت اور (روحانی امراض کے لیے) شفا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں کی (یہ) ڈاٹ (کارک) ہے اور ان کی آنکھوں پر (یہ) پٹی ہے]۔

قرآن مجید ضخامت و حجم میں چھوٹا ہے لیکن مضامین اور معنوی عظمت کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ وسعت معلومات اور براہین و دلائل کے لحاظ سے ایسا بحر رواں ہے جسکا کوئی کنارہ نہیں، اسکا اسلوب و بیان فطری ہے۔ انسانی عقل و فراست اسکی کا حقہ حقیقت سے عاجز ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی علمی استعداد و قوت کے مطابق اس چشمے سے سیراب ہو سکتا ہے۔ اسکے وقت نزول سے لے کر تاحال اہل علم نے اسکے معانی، تفاسیر و دیگر علوم و معارف پر قلم اٹھایا ہے اور اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور دنیا کی ہر زبان میں اسکی نشر و اشاعت ہو رہی ہے۔ ایسی کتاب جو انسان کا تزکیہ کر کے سعادتوں کی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے اور ایک مجرم کو ضلالت و جہالت سے نکال کر اللہ کا مقرب بنا دیتی ہے۔ دنیا کی عظیم سے عظیم کتاب بھی اسکا بدل نہیں بن سکتی اور نہ انسان اسکی کثرت قرأت سے اکتاتا ہے۔

اگر مسلمان اپنی سابقہ عظمت رفتہ کی طرف واپس آنا چاہتے ہیں تو اس عظیم الشان کتاب کو سمجھ کر پڑھیں، صرف زبانی یاد کر لینے سے اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی شکایت ہمیں بدبختی کے گڑھے کی طرف دھکیل دے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

قرآنی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے عربی زبان اور اس کے قواعد کو سیکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے قواعد کو آسان سے آسان تر کرنے کے لئے ہر دور میں کوشش ہوتی رہی ہے۔ ”فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ“ کے بانی پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اچھا سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے اس قرآن فہمی کی دعوت حقہ کو عام کرنے کے لئے تحریر و تقریر کے ذریعے 1995ء سے کام شروع کر کے اس مبارک کوشش کا آغاز کیا، لیکن اہل باطل کو ان کا یہ طریقہ درس و تدریس اور نشر و اشاعت اچھا نہ لگا کیونکہ اس سے ان کو اپنا مستقبل تاریک ہوتا نظر آ رہا تھا اس لیے انہوں نے پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو 19 مارچ 2002ء کو شہید کر دیا (اللہ رب العالمین ان کی شہادت کو قبول فرمائے، آمین)۔

لیکن شاید ناواقف اندیش دشمنان دین کو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: 9/15)** [بے شک ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں]۔

پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ کے لئے خانوں میں قرآن کے الگ الگ الفاظ، نیچے اس کا لفظی ترجمہ، نیچے گرامر، اس کے بعد با محاورہ ترجمہ، لغوی نکات کا عنوان اور پھر مختصر تفسیری نکات کا عنوان قائم کر کے بہت اچھا کام شروع کیا تھا۔ ان کی شہادت تک سورۃ البقرۃ کی صرف اکتالیس آیات ہی ”مجلہ فہم قرآن“ میں شائع ہوئی تھیں۔ پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد ”مجلہ فہم قرآن“ میں قسط وار شائع کرنے کے لیے ادارہ ”فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ“ نے اس کام کی ذمہ داری میرے سپرد کر دی۔ عربی گرامر پڑھنے کے بعد قرآن فہمی کے لئے یہ طریقہ بہت آسان ہے اور ایسا عمدہ طریقے سے کام میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کے موجودہ چیئرمین ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ صاحب نے 2008ء میں فرمایا کہ سورۃ البقرۃ کی لغوی تشریح پر از سر نو نظر ثانی کر کے اسے مزید عام فہم بنائیں تاکہ قرآن فہمی کے طلباء کو مزید قرآن سمجھنے میں آسانی ہو۔ الحمد للہ! اٹھارہ ماہ میں سورۃ البقرۃ پر لغوی تشریح کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب سورہ آل عمران پر کام جاری ہے اور تقریباً 30 آیات مکمل ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مزید قوت و استعداد عطا فرمائے اور دین حقہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ

حافظ عبدالجبار مدنی

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

۸- ذی الحجۃ ۱۴۳۱ھ

15- نومبر 2010ء

عرض ناشر

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ رب العزت نے سیدنا آدم ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان سے سلسلہ انسانیت شروع ہوا اور پوری دنیا میں پھیل گیا۔ انسان کی ہدایت و راہنمائی کیلئے انبیاء ﷺ کو تسلسل کیساتھ دنیا میں مبعوث فرما کر صحیفے اور الہامی کتب بھی نازل فرمائیں۔ اسی سلسلے کی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی جو رہتی دنیا تک پوری انسانیت کیلئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: إِنَّ هَذَا نَذْرٌ لِّكَ ۖ فَمَنْ شَاءَ انْتَحِزْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَمِيحًا (الدھر: 29/76) [پیشک یہ (قرآن تو) ایک نصیحت ہے، تو جو چاہے اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا صحیح) راستہ اختیار کر لے۔]

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِمٍ (القمر: 17/54) [اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو (لوگوں کے) نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔]

اس نصیحت اور ہدایت (قرآن مجید) کی تعلیمات کو چھوڑ دینے پر رسول کریم ﷺ اللہ القوی العزیز سے عرض کریں گے: لِيَذَرَكَ إِنِّي قَوْمِي انْتَحِزُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَهَجُورًا (الفرقان: 30/25) [اے میرے رب، میری قوم نے قرآن کو نظر انداز کیے رکھا (نہ ہی سمجھے کی کوشش کی اور نہ ہی اسکی تعلیمات پر عمل کیا)۔] قرآن مجید کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچانے کیلئے پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ نے ”فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ“ کی بنیاد رکھی اور قرآنی گرامر کو سمجھنے کیلئے ایک مختصر اور آسان سلسلے ”تیسیر القرآن“ ترتیب دیا۔ تیسیر القرآن کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مقبول کیا کہ فہم قرآن کلاسز کے علاوہ پاکستان کے اکثر سکولوں اور مدارس میں اضافی کورس کے طور پر پڑھائی جا رہی ہے اور ستمبر 1999ء میں مجلہ فہم قرآن میں ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ کا آغاز کیا جو ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ سورۃ البقرۃ کی ابھی صرف آیتیں ہی مکمل کر پائے تھے کہ انہیں شہید کر دیا گیا (اللہ تعالیٰ انکی اس کاوش کو مقبول و منظور فرما کر بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔)

الحمد للہ! پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید کی اس کاوش کو آگے بڑھانے کیلئے ہمیں گرامر کے ایک اچھے استاد حافظ عبدالجبار مدنی کی خدمات میسر آ گئیں جس سے یہ سلسلہ ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ جاری ہے اور ہر ماہ ”مجلہ فہم قرآن“ میں تسلسل کیساتھ شائع ہو رہا ہے۔ پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ کی زندگی میں بھی طلبا کا مطالبہ تھا کہ ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ کو الگ الگ پاروں کی شکل میں شائع کیا جائے اس سے قرآن فہمی کے طلبا کو بہت فائدہ ہوگا اور قرآن مجید کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوگی۔

لہذا ”فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ“ کی انتظامیہ نے محترم حافظ عبدالجبار مدنی صاحب سے درخواست کی کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ (پہلا پارہ) مکمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب اس کام کا آغاز ہو چکا ہے اور پہلا پارہ اللہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ان شاء اللہ اب ایک ایک پارہ کر کے ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ کی اشاعت کی جائیگی۔ اللہ غفور الرحیم سے التجا ہے کہ وہ ہماری ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ (چیئرمین)

۱۳ ذی الحجۃ ۱۴۳۱ھ

20- نومبر 2010ء

○ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

اَعُوذُ	بِ + اللّٰهِ	مِنْ	الشَّيْطَانِ	الرَّجِيمِ
میں پناہ پکڑتا ہوں	ساتھ + اللّٰہ کے	سے	شیطان	مردود
فعل مضارع + فاعل	جار + مجرور	حرف جار	موصوف	صفت

بامحاورہ ترجمہ: میں شیطان مردود سے اللّٰہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

لغوی نکات:

اَعُوذُ {ع و ذ} عَادَ يَعُوذُ (ن) اصل میں عَوَّذَ يَعُوذُ تھا فعل ماضی میں مطابقت (Co-ordination) اور فعل مضارع میں اسقاط حرکت (Drop Method) والا قاعدہ استعمال ہوا ہے۔ ”اَنَا“ ضمیر کا مفہوم اس کے اندر پوشیدہ ہے جو اس کا فاعل ہے [میں پناہ میں آتا ہوں]

بِ + اللّٰہ = مرکب جاری۔ اللّٰہ کا مادہ {و ل ء} ہو تو یہ لفظ اصل میں اَلْوَلَاةُ تھا اور وَاوُ کو ہمزہ سے بدلنا عربی زبان میں عام رائج ہے۔ جس طرح قَالَ يَقُولُ سے اسم الفاعل قَادِلٌ کی بجائے قَائِلٌ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں اللّٰہ رب العزت کا یہ اسم گرامی وَكَلَهُ [حیران و ششدر ہونا] سے ماخوذ ہوگا۔ یعنی ”اَلَّذَاتُ الَّتِي تَسْتَحْيِي فِيهَا الْعُقُولُ“ ایسی ہستی جس کی قدرتوں اور اس کی کائنات کی وسعتوں میں عقل گم ہو کر رہ جائے اور اس کا احاطہ نہ کر سکے اور اگر اس کا مادہ {ء ل ء} ہو تو یہ لفظ اَلَيْهَ يَأْكُلُ سے ماخوذ ہوگا یعنی ”اَلَّذَاتُ الَّتِي تَسْتَحْيِي الْاُلُوْهِيَّةَ“ ایسی ہستی جو الوہیت کی مستحق ہو۔ واضح رہے الوہیت عبودیت کی ضد ہے اور عبودیت اس جذبے کو کہا جاتا ہے جو ہر بندے کی فطرت کا حصہ ہے یعنی ہر شخص میں یہ جذبہ موجود ہے کہ وہ کسی کو بالاترین ہستی تصور کرتے ہوئے اس کے سامنے جھکے اور عجز و انکساری کا اظہار کرے۔ اسلام میں اس جذبے کا اظہار کسی بھی مخلوق کے سامنے نہیں بلکہ صرف خالق کائنات کے سامنے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مِنْ حرف جر ہے۔ [سے]

مِنْ الشَّيْطَانِ کو ملا کر مِنَ الشَّيْطَانِ پڑھا گیا۔ بعض اہل لغت کے ہاں اس کا مادہ {ش ط ن} ہے جس کا معنی (دور ہونا) ہے یعنی ”حق سے یا اللّٰہ کی رحمت سے دور ہونے والا شخص“ جب کہ بعض کے نزدیک یہ لفظ شَطَا يَشِيْطُ {ش ي ط} سے ”فَعْلَانٌ“ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے جس کا معنی (ہانڈی کا جلنا یا کسی کا غصے سے بھڑک اٹھنا) ہے۔ حق کے خلاف حسد کی آگ میں جلنے والے اور اسلام کی نشر و اشاعت اور ترقی سے غصہ کھانے والے کے لئے شیطان کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ ایسے لوگ چونکہ اللّٰہ کے خلاف بغاوت اور سرکشی

کرنے والے اور گمراہ لوگوں کے زعماء اور سردار ہوتے ہیں، اس لئے سرکش، باغی اور کفر کے سرغنوں کو شیاطین کہا گیا ہے۔ مراد ان کے لیڈران ہیں۔

الرَّحِيمِ { رجم } رَجَمَ يَرْجُمُ (ن) سے ”فَعِيلٌ“ کے وزن پر رَجِيمٌ استعمال ہوا ہے۔ فَعِيلٌ کے وزن (Rhythm or Die) پر استعمال ہونے والا اسم عربی زبان میں عموماً مبالغے یعنی کثرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً عَلِيمٌ کا معنی بہت زیادہ جاننے والا جب کہ عَلِيمٌ کا معنی صرف جاننے والا ہے اور بعض اوقات فَعِيلٌ ”مَفْعُولٌ“ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَعِيلٌ کے وزن پر استعمال ہونے والا اسم قَتِيلٌ ”مَقْتُولٌ“ کے معنی میں ہے۔ اسی طرح جَرِيحٌ بمعنی مَجْرُوحٌ وغیرہ۔ یہاں بھی الرَّحِيمُ ”الْمَرْجُومُ“ کے معنی میں ہے۔ رجم کا معنی ہے سنگسار کرنا، پتھر مارنا۔ چنانچہ اس کا معنی ہوگا ”وہ شیطان جسے رجم کر کے یعنی ذلیل و رسوا کر کے اللہ کے دربار سے نکال دیا گیا۔“

تفسیری نکات: شیطان نے اسی دن آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ انہیں مجبور ملائکہ کے اعزاز سے محروم کرنے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ جس مخلوق کی خاطر اسے اللہ کے دربار سے نکالا گیا ہے، وہ اس اعزاز و منصب کی اہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے یہ مہلت دے دی۔ انسان اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہہ کر اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے کہ اگر اللہ اسے دامن پناہ میں نہ لے تو وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

ترکیب نحوی: ”اَعُوذُ“ فعل + فاعل ”ب“ حرف جر + ”اللہ“ مجرور = مرکب جاری نمبر 1 ”مِن“ حرف جر ”الشَّيْطَانِ“ موصوف ”الرَّحِيمِ“ صفت۔ موصوف + صفت = مجرور = مرکب جاری نمبر 2۔ اَعُوذُ + مرکب جاری نمبر 1 + مرکب جاری نمبر 2 = جملہ فعلیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ {1}

بِ + اِسْمِ	اللّٰهُ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِیْمِ
(شروع کرتا ہوں) ساتھ + نام	اللہ تعالیٰ کے	جو بہت رحم کرنے والا	نہایت مہربان ہے
جار + مجرور مضاف	مضاف الیہ، موصوف	صفت اول	صفت ثانی

بامحاورہ ترجمہ: میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

لغوی نکات:

بِسْمِ بِ + اِسْمِ میں اِسْمِ کے ہمزہ کو ساکت (Silent) کر کے بِسْمِ پڑھا گیا۔ مرکب جاری ہے۔ ”اِسْمِ“ لفظ اللہ کی طرف مضاف ہے۔ اسی لئے بِالْاِسْمِ اللّٰهِ نہیں کہا گیا۔ کیونکہ مضاف سے پہلے ال استعمال نہیں ہوتا۔ اس (بِسْمِ) سے پہلے اَبْدًا (میں شروع کرتا ہوں) محذوف (Dropped) ہے۔

لفظ اللہ یہاں اسم کا مضاف الیہ ہے، اسی لئے حالت جر میں ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی دو صفات آرہی ہیں، اس لئے یہ لفظ مضاف الیہ ہونے کے ساتھ ساتھ موصوف بھی ہے۔

{رح م} {س} رَحِمٌ يَرْحَمُ سے فَعْلَانِ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے۔ لفظ اللہ کی صفت نمبر 1 ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔

یہ لفظ بھی {س} رَحِمٌ يَرْحَمُ سے فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے۔ اس میں کثرت کے ساتھ ساتھ دوام اور استمرار کا معنی بھی ہے۔ یہ لفظ اللہ کی صفت نمبر 2 ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ اہل لغت یہاں موصوف صفت کی بجائے مبدل منہ اور بدل کی اصطلاحات بھی استعمال کرتے ہیں۔ ”الرَّحْمَانُ“ اور ”الرَّحِيمُ“ کی مزید تشریح آگے آرہی ہے۔

ترکیب نحوی: ب = حرف جر۔ ام = مجرور + مضاف۔ اللہ = مضاف الیہ + موصوف۔ الرحمن = صفت نمبر 1۔ الرحیم = صفت نمبر 2۔ موصوف اپنی دونوں صفات سے مل کر مضاف الیہ ہوا۔ اسم مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا۔ جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا اَبْدًا کے اَبْدًا فعل اپنے فاعل (انا) اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ {2}

اَلْحَمْدُ	لِ + اللّٰهِ	رَبِّ	اَلْعَالَمِينَ
تمام تعریفیں	لئے / واسطے + اللہ کے	پالنے والا	تمام جہانوں کا
مبتدا	(خبر) جار + مجرور موصوف	صفت مضاف	مضاف الیہ جمع الْعَالَمِ

بامحاورہ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

لغوی نکات:

اَلْحَمْدُ

{ح مد} {س} حَمِدًا يَحْمَدُ سے اسم مبتدا ہے اور اس سے پہلے الف لام پوری جنس کا احاطہ کرنے کے لئے ہے۔ چنانچہ معنی ہوگا ہر وہ جذبہ جس کا تعلق جنس حمد سے ہو۔ حمد اس جذبے کا نام ہے جو کسی نعمت یا احسان کی وجہ سے انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اور یہ جذبہ ہر انسان کی فطرت کا حصہ ہے۔

لِ + اللّٰہِ یہاں اللّٰہِ موصوف ہے اور آگے اس کے 4 صفات آرہی ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے جذبہ تشکر و ممنونیت اور عقیدت و محبت کا استحقاق اللّٰہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کی دلیل بھی آگے دی جا رہی ہے۔

اس لفظ کا مادہ {ر ب ب} ہے باب (ن) اور اس سے ماضی و مضارع رَبَّ يَرْبُّ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی کسی چیز کا تدریجاً پروان چڑھنا اور ارتقائی عمل سے گزرنا ہے ربوبیت اس نظام کو کہا جاتا ہے جس کے تحت کوئی مخلوق عدم سے

وجود میں آنے کے بعد تدریجاً پروان چڑھنے کے عمل سے گزرتی ہے اور جس کے ہاتھ میں یہ نظام ہے اسی کے لئے یہاں رب کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جو اپنے حقیقی معنوں میں ہے۔

یہ العالم کی جمع ہے جس سے مراد ہر وہ مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور معرفت کی علامت یعنی دلیل ہو۔ اس میں عالم السموات والارض، عالم الانس والجن، عالم الملائکہ، عالم الحشرات، عالم النبات وغیرہ ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ان تمام جہانوں کی ربوبیت کا انتظام جس ہستی کے ہاتھ میں ہے وہی تمہاری عقیدتوں اور شکر و ثناء کے جذبات کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی نہیں جس کی نظام ربوبیت میں شراکت ہو۔

رَبّ = مضاف الْعَالَمِیْنَ = مضاف الیہ۔ مرکب اضافی۔ یہ اللہ کی صفت نمبر 1 ہے۔

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ مُلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (3-4)

الرَّحْمٰنُ	الرَّحِیْمُ	مُلِکِ	یَوْمِ	الدِّیْنِ
بہت رحم کرنے والا ہے	نہایت مہربان ہے	وہ مالک ہے	دن	قیامت کے
صفت نمبر 1	صفت نمبر 2	صفت نمبر 3 مضاف	مضاف الیہ + مضاف	مضاف الیہ

بامحاورہ ترجمہ: وہ (اللہ) بہت مہربان ہے۔ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ بدلے (قیامت) کے دن کا مالک ہے۔

لغوی نکات:

الرَّحْمٰنُ اس لفظ کا مادہ {رحم} ہے اور یہ فَعْلَانُ کے وزن (Rhythm) پر ہے جو مبالغے اور کثرت (یعنی بہت زیادہ) کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً عَظَشَانُ کا معنی ہے بہت زیادہ پیاسا، غَضَبَانُ کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بہت شدید غصے میں ہو لیکن اس وزن پر استعمال ہونے والے لفظ میں کثرت کے ساتھ ساتھ دوام اور استمرار Continuity کا مفہوم موجود نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے ”فَرَجَعْنَاهُ مَوْسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضَبَانَ اَسْفًا“ اس آیت میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے غَضَبَانَ استعمال کیا گیا ہے جس میں شدت غضب کا معنی تو ہے مگر دوام غضب (Continuity of Anger) کا نہیں بلکہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت کا علم ہوا تو ان کا غصہ ختم ہو گیا۔ اس لئے الرَّحْمٰن کا معنی ہوگا [بہت زیادہ رحم کرنے والا، جس کی رحمت بے حد و بے حساب اور بے کراں ہے، جس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں] یہ صفت نمبر 2 ہے۔

الرَّحِیْمُ یہ لفظ فَعِیْلُ کے وزن پر ہے اور اس وزن پر استعمال ہونے والے لفظ میں دوام اور تسلسل کا معنی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الرحمن کے ساتھ الرحیم کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ معنی ہوا [جس کی رحمت دائمی ہے۔ وہ کبھی غصے میں آکر ربوبیت کے نظام کو ختم نہیں کرتا اگر وہ ایسا کرے تو کرہ ارضیٰ پر کوئی ذی روح باقی نہ رہے] یہ صفت نمبر 3 ہے۔

مَلِكٌ {مَلِكٌ} (ض) مَلِكٌ يَمْلِكُ سے اسم الفاعل ہے۔ لفظ اللہ کی صفت نمبر 4 ہے۔ اسی لئے حالت جر میں ہے۔ ”مَلِكٌ“ [مالک بننے، اختیار رکھنے اور قابو پانے] کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مَلِكٌ کا معنی ہوگا [ایسی ذات جس کے ہاتھ میں تمام اختیارات ہوں]۔ یہ لفظ آگے کی طرف مضاف ہے۔

يَوْمٌ یہ لفظ بیک وقت مضاف بھی ہے اور مضاف الیہ بھی۔ مضاف ہونے کی وجہ سے اس کے شروع میں الف لام نہیں ہے اور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ [دن] اس لفظ کا مادہ {دین} {ض} دَانَ يَدِينُ سے مصدر ”دَيْنٌ“ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

① کسی کے ساتھ معاملہ یا سلوک کرنا یا بدلہ دینا، کہا جاتا ہے کَمَا تَدِينُ تُدَانُ یعنی جس طرح کا سلوک تم کرو گے اسی طرح کا سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے ”اِنَّآ لَمَتَدِينُوْنَ“ یعنی کفار تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے کیا مرنے کے بعد ہمیں اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

② عبادت و اطاعت کرنا۔ قرآن مجید میں ہے ”فَاذْعُوْا مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ“ تو تم اسے پکارو اس کے لئے عبادت و اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یعنی بغیر کسی شراکت کے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کیسے کرنی ہے، اس کے لئے اس نے جو اصول و ضوابط اور طریقے نازل فرمائے ہیں ان کے مجموعہ کا نام بھی دین ہے۔ اس آیت میں دین کا لفظ پہلے معنی میں ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا ”بدلے یعنی جزاء و سزا کے دن کا مالک“

[مَلِكٌ = مضاف، يَوْمٌ = مضاف الیہ + مضاف، الدِّيْنُ = مضاف الیہ] یہ پورا مرکب اضافی صفت نمبر 4 ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی صفات کا تذکرہ ہو رہا ہے، پہلی صفت کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے اور صفت نمبر 2 کہ وہ بہت مہربان ہے اور صفت نمبر 3 کہ وہ نہایت رحم کرنے والا ہے اور صفت نمبر 4 کہ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے، اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ تَسْتَعِينُ {5}

إِيَّاكَ	تَعْبُدُ	وَ	إِيَّاكَ	تَسْتَعِينُ
خاص + تیری	ہم عبادت کرتے ہیں	اور	خاص + تجھ سے	ہم مدد مانگتے ہیں
ضمیر منفصل مفعول بہ مقدم	فعل مضارع، فاعل	عاطفہ	ضمیر منفصل مفعول بہ مقدم	فعل مضارع + فاعل (استفعال)

بامحاورہ ترجمہ: (اے اللہ) خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔

لغوی نکات:

إِيَّاكَ ضمیر اصل میں ک ہی ہے، إِيَّا کا اضافہ اس وقت کیا جاتا ہے جب اسے الگ سے یعنی منفصل (Separate) استعمال

کرنا ہو۔ قرآن مجید میں ہے ”نَحْنُ نَزَّزْنَاكُمْ وَايَاكُمْ“ اس آیت میں ”نَحْنُ“ ضمیر متصل ہے اور ”هُمْ“ کو بطور ضمیر منفصل کے لایا گیا ہے۔ اِیَّاكُم کے ساتھ استعمال ہونے والی ضمیر ہمیشہ فعل کے ساتھ لیکن منفصل (Separate) آتی ہے اور فعل کے ساتھ استعمال ہونے والی ضمیر ہمیشہ مفعول بن کر استعمال ہوتی ہے اور مفعول چونکہ منصوب ہوتا ہے، اس لئے اِیَّاكُم، اِیَّاكَ، اِیَّاكُمْ وغیرہ کو ضمائر منصوبہ منفرکہ کہا جاتا ہے۔ ”ہی“ کا معنی ”اِیَّا“ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس ضمیر کو فعل ”نَعْبُدُ“ سے پہلے لانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ جب مفعول کو فعل سے پہلے لایا جائے تو حصر یعنی ”ہی“ کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ اصل میں نَعْبُدُك تھا اس لفظ کا مادہ (Root) {ع ب د} ہے۔ اس سے فعل استعمال ہوتا ہے عَبَدَ يَعْبُدُ (ن) جس کا لفظی معنی ہے کسی راستے کو ہموار کرنا۔ کہا جاتا ہے ”عَبَدْتُ الطَّرِيقَ“ یعنی میں نے راستے کو ہموار کیا۔ ”طَرِيقٌ مَعْبُدٌ“ اس راستے کو کہا جاتا ہے جس پر چل کر اسے دبا دیا گیا ہو اور اسے ہموار کر دیا گیا ہو۔ یہاں سے یہ لفظ ”دب جانے، جھک جانے اور عجز و انکساری کا اظہار کرنے“ کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ عبودیت اس جذبے کو کہا جاتا ہے جو ہر انسان کی فطرت کا حصہ ہے اور اس کے باطن میں موجود ہے کہ وہ کسی ہستی کو مافوق الفطرت اور کائنات کی بالاترین ہستی سمجھتے ہوئے اس کے سامنے خشوع و خضوع اور عجز و انکساری کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور یہ جذبہ ہر انسان میں موجود ہے۔ قرآن یہ چاہتا ہے کہ عبودیت و بندگی کے اس جذبے کا اظہار کسی مخلوق کے سامنے نہیں بلکہ خالق کائنات کے سامنے کیا جائے اور یہاں اللہ کی طرف سے اپنے بندوں سے یہی اقرار کرایا جا رہا ہے کہ ان کا جھکنا اور دینا صرف اللہ ہی کے سامنے ہے یعنی ان کی جبین نیاز جھکے تو صرف اس کے آگے۔

یہ حرف عطف ہے۔ یہ حرف ظاہر کرتا ہے کہ بات ابھی مکمل نہیں ہوئی بلکہ چل رہی ہے۔ یہ حرف عموماً اگلی عبارت کا پچھلی عبارت کے ساتھ تعلق ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگلی عبارت کو معطوف اور پچھلی عبارت کو معطوف علیہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اِیَّاكَ نَسْتَعِينُ معطوف اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ معطوف علیہ ہے۔ ”و“ بعض اوقات قسم اور حال کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

اس لفظ کا مادہ {ع ب د} ہے۔ اس سے ایک لفظ بنتا ہے عَوَّنَ جس کا معنی ہے ”مدد“۔ حدیث میں ہے ”اِنَّ اللّٰهَ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِيهِ“ ”بے شک اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے“ یعنی اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہے تو اللہ اس کی مدد کر کے اس کے کام سنوارتا رہتا ہے۔ یہاں ”عون“ ”مدد“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس مادے (Root Word) سے عربی زبان میں تین ابواب یعنی ماضی اور مضارع کے مندرجہ ذیل تین Groups استعمال ہوتے ہیں:

نَعْبُدُ

و

اِیَّاكَ

نَسْتَعِينُ

- ① اَعَانَ يُعِينُ اِعَانَةً (افعال) [مدد کرنا، اعانت کرنا] اصل میں اَعَوْنَ يُعَوِّنُ تھا۔
- ② تَعَاوَنَ يَتَعَاوَنُ تَعَاوُناً (تفاعل) [ایک دوسرے کی مدد کرنا، تعاون کرنا] یہاں ”ایک دوسرے“ کا معنی باب تفاعل کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ اس باب کی خاصیت ”مشارکت“ ہے۔
- ③ اِسْتَعَانَ يَسْتَعِينُ اِسْتِعَانَةً (استفعال) [مدد طلب کرنا، استعانت کرنا] یہ اصل میں اِسْتَعَوْنَ يَسْتَعُوْنَ تھا، تعلیل کے بعد اِسْتَعَانَ يَسْتَعِينُ ہو گیا۔ طلب کرنے کا مفہوم باب استفعال کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اس باب کی خاصیت ہے کہ اس میں طلب کرنے کا معنی پیدا ہو جاتا ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں بندہ اعتراف کرتا ہے کہ اے اللہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کسی اور کی عبادت اور اس سے استعانت ترک ہے، تو ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اور اسی طرح ہر طرح کی استعانت اسی سے ہونی چاہئے۔ پریشانی کے وقت انسان چاہتا ہے کہ وہ کسی ہستی کو مافوق الفطرت اور مافوق الاسباب سمجھتے ہوئے اس کے سامنے اپنی پریشانی پیش کرے اور اسے دور کرنے کے لئے اس سے مدد طلب کرے۔ اس آیت میں بندوں کو سکھایا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور ہستی کے سامنے دست سوال دراز نہ کریں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ {6}

اِهْدِنَا	الصِّرَاطَ	الْمُسْتَقِيمَ
ہدایت دے تو + ہم کو	راستے	سیدھے کی
فعل امر + مفعول	مفعول / موصوف	صفت

بامحاورہ ترجمہ: (اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔

لغوی نکات:

اِهْدِ اس کا مادہ {هـ د ی} ہے۔ اس سے ماضی مضارع (ض) هَدَيْتُ هَدَيْتُ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

- ① راستہ دکھانا، ② راستہ دکھاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانا۔
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ”بلاشک و شبہ آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں“ لیکن ایک اور آیت میں اس کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ ”بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے دیتا ہے“ واضح رہے پہلی آیت میں ہدایت راستہ دکھانے کے معنی میں ہے اور دوسری آیت میں

راستہ دکھاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانے کے معنی میں ہے۔ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہدایت کا لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ پورا معنی ہوگا (تو سیدھا راستہ دکھا بھی اور اس راستے پر چلاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچا بھی) اِھْدِ فَعْل امر ہے اور یوں بنا ہے: یَهْدِي = هُدٍ = اِھْدِ (فعل + فاعل)

یہ ضمیر یہاں مفعول بن کر استعمال ہو رہی ہے، اس لئے ضمیر منصوب متصل کہلائے گی۔
نَا
الصِّرَاطِ کسی متعین راستے کو کہا جاتا ہے جب کہ سبیل کا لفظ عام ہے۔ یہ لفظ "اِھْدِ" کا مفعول نمبر 2 ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ چونکہ آگے اس کی صفت بھی آرہی ہے، اس لئے یہ موصوف بھی ہے۔
الْمُسْتَقِيمِ الصراط کی صفت ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ خط مستقیم بالکل سیدھے خط کو کہا جاتا ہے۔ الصراط الْمُسْتَقِيمِ سے مراد وہ راستہ ہے جس میں کوئی کجی نہ ہو، سیدھا منزل مقصود تک پہنچانے والا ہو۔
 اِھْدِ = فعل + فاعل، نَا = مفعول نمبر 1، الصِّرَاطِ = موصوف، مفعول نمبر 2، الْمُسْتَقِيمِ = صفت

تفسیری نکات: اس آیت میں بندہ اپنے رب سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ سیدھے راستے سے مراد [انعام یافتہ لوگ (انبیاء، صدیقین، شہداء) وغیرہم کا راستہ ہے..... ہدایت کے دو معنی ہیں، راستہ دکھانا، منزل مقصود پر چلانا] یہاں دو معنی ہی مراد ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

صِرَاطَ	الَّذِينَ	أَنْعَمْتَ	عَلَيْهِمْ
راستہ	ان لوگوں کا جو	تو نے انعام کیا	اوپر + ان کے
بدل	اسم موصول جمع	فعل ماضی واحد مذکر مخاطب	جار + مجرور

بامحاورہ ترجمہ: راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا

لغوی نکات:

صِرَاطَ حالت نصب میں ہے کیونکہ یہ "الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمِ" کی وضاحت ہے۔ اس عربی گرامر کی اصطلاح میں بدل بھی کہا جاتا ہے۔
الَّذِينَ اسم موصول، جمع مذکر، اَلَّذِي کی جمع ہے اور چونکہ اسم موصول مثنیٰ کی قسم ہے اس لئے یہ لفظ اسی طرح استعمال ہوتا ہے، اَلَّذِي استعمال نہیں ہوتا اور اس کا کوئی معنی بھی نہیں ہے۔

أَنْعَمْتَ {ن ع م} (افعال) أَنْعَمْتُ يَنْعَمُ سے فعل ماضی واحد مذکر مخاطب، اس کے آخر میں "ت" اَنْت سے ماخوذ ہے۔ اس مادے سے ایک لفظ نَاعِمٌ تروتازہ اور نرم و نازک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَجُودًا يَوْمَئِذٍ نَاعِمًا یعنی کچھ چہرے اس دن تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ نِعْمَةٌ سے مراد تروتازگی اور راحت و سکون ہے۔ أَنْعَمْتُ يَنْعَمُ کا مطلب ہوگا [کسی کو راحت و سکون اور عیش و آرام سے نوازنا]

عَلَيْهِمْ، اصل میں هُمْ تھا، نقل دُور کرنے کے لئے هُمْ کی بجائے هُمْ پڑھا گیا، یہ مرکب جاری ہے۔ [اوپر ان کے] صِرَاطٌ = مضاف، الَّذِينَ = اسم موصول، اَنْعَمْتُ = فعل + فاعل، عَلِيٌّ = حرف جر، صلہ = مضاف الیہ، بدل یعنی صِرَاطٌ الَّذِينَ اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ کی وضاحت ہے جب کہ هُمْ مجرور، الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ کو مبدل منہ کہا جائے گا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ {7}

غَيْرِ	الْمَغْضُوبِ	عَلَيْهِمْ	وَ	لَا	الضَّالِّينَ
نہ	جن پر غضب کیا گیا	اوپر + اُن کے	اور	نہ	گمراہوں کا
بدل الَّذِينَ سے مجرور مضاف	مضاف الیہ، اسم مفعول	جار + مجرور	عاطفہ	نافیہ	عطف علی المغضوب اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: نہ ان کا راستہ جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ (ان کا) جو گمراہ ہوئے۔

لغوی نکات:

غَيْرِ عَلَيْهِمْ میں "ہم" سے مراد جو ہستیاں ہیں "غَيْرِ" سے ان کی مزید وضاحت ہو رہی ہے۔ اسی لئے غَيْرِ کا لفظ حالت جر میں ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا "جن پر اے اللہ تو نے انعام کیا ہے وہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جن پر غضب نازل کیا گیا"، بعض اہل لغت کے نزدیک اس سے پہلے صِرَاطٌ کا لفظ محذوف ہے چنانچہ پوری عبارت یوں ہوگی "صِرَاطٌ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ" اس صورت میں غَيْرِ کا لفظ صِرَاطٌ کا مضاف الیہ اور اگلی عبارت کا مضاف ہوگا۔ اس صورت میں معنی ہوگا "سیدھا راستہ۔ ان لوگوں کے راستے کے علاوہ ہے جن پر غضب کیا گیا"

{مغضوب} (س) غَضِبَ يَغْضِبُ سے اسم المفعول ہے، غَيْرِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر ہے۔ عَلِيٌّ + هُمْ = مرکب جاری، اس طبقے سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کے مخالفین کا وہ طبقہ ہے جس نے انبیائے کرام کی دعوت کو سرے سے مسترد کر دیا اور وہ ان کی دعوت کے خلاف صف آرا ہوئے۔

وَ حرف عطف ہے۔

لَا حرف نفی۔

{ض ل ل} {ض ل ل} سے اسم الفاعل ضَالٌّ اور اس کی جمع ضَالُّون استعمال ہوتی ہے۔ چونکہ اصل عبارت یوں ہے "وَلَا صِرَاطٌ الضَّالِّينَ" اس لئے "الضَّالِّينَ" مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ یا الضَّالِّينَ کا عطف غَيْرِ پر ہے اور غَيْرِ پر زير الَّذِينَ سے بدل ہے پھر مضاف تقدیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ضَلَّ يَضِلُّ کا معنی ہے "سیدھے راستے سے ہٹ کر کج راہیوں پر جا کھٹنا" اس طبقے سے مراد وہ طبقہ ہے جو انبیائے کرام کا مخالف اور ان کے خلاف محاذ آرائی اختیار کرنے والا تو نہیں لیکن ان کی لائی ہوئی شریعت کو منہ کر کے صراط مستقیم سے ہٹ کر اپنی الگ

قرآن مجید کی لغوی تشریح

راہیں نکالنے والا ہے۔ انبیائے کرام کو انہی دو طبقوں سے واسطہ پڑا۔ کھلم کھلا مخالفین سے یا ان کی شریعت کو مسخ کرنے والے نام نہاد معتقدین سے۔

عَبْرَ مِضَافٍ، الْمَغْضُوبِ مِضَافٍ إِلَيْهِ، عَلَيْهِمْ مَرْكَبٌ جَارِيٌّ، وَحَرْفٌ عَطْفٌ، لَا حَرْفٌ لَفِيٍّ، الصَّالِينَ صَرَاطًا (مخروف) کا مِضَافٌ إِلَيْهِ

تفسیری نکات: جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اس سے مراد یہودی ہیں۔ یہ حق کو پہچاننے کے باوجود اس کی مخالفت کرتے رہے اللہ کی شریعت کا مذاق اڑاتے رہے۔ دوسرا فرقہ نصاریٰ کا ہے جو گمراہ ہیں۔ انبیاء کے خلاف محاذ آرائی تو نہ کی البتہ صحیح شریعت کو مسخ کر کے الگ راہ بنالی جس میں جہالت زیادہ تھی۔ انبیاء کا مقابلہ انہی دو گروہوں سے ہوا۔

الْمَّ جِ ذٰلِكَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ ۗ

الْمَّ	ذٰلِكَ	الْكِتٰبِ	لَا	رَيْبَ
اللہ اس کے معنی کو جانتا ہے	وہ	کتاب (قرآن)	نہیں	شک
حروف مقطعات	اسم اشارہ مبتدا	مشاریہ	لفی جس خبر	لا کا اسم

فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ {2-1}

فِي + ۴	هُدًى	لِ + الْمُتَّقِينَ
میں + اس	ہدایت ہے	واسطے + پرہیزگاروں کے
جار + مجرور لا کی خبر	حال مِنْ ضمیر -ہ- فِيهِ	جار + مجرور، اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔ متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

لغوی نکات:

حروف مقطعات سے ہیں۔ تفصیلی ذکر آگے آرہا ہے۔ قطع کا معنی کاٹنا ہے۔ انہیں حروف مقطعات اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان حروف کو کاٹ کر یعنی الگ الگ کر کے (With brake up) پڑھا جاتا ہے۔ اَلَمْ کی بجائے اَلَمْ لام میم۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبِ ذٰلِكَ اِشَارَةٌ بَعْدَ هُوَ۔ هٰذَا الْكِتٰبِ كِي بَجَائِ ذٰلِكَ الْكِتٰبِ اِسْتِعْمَالُ كِيَا كِيَا هُوَ مَفْهُومٌ هُوَا ”وہ کتاب جو لوح محفوظ میں

ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر اس کا نزول ہو رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے“ بعض مفسرین

کے نزدیک ”ذٰلِكَ“ تعظیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا مفہوم ہے کہ ”وہ کتاب جو آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل ہو چکی ہے، ہو رہی ہے یا مستقبل میں نازل ہونے والی ہے۔ ”ذٰلِكَ“ کا اشارہ سورۃ

فاتحہ کی طرف بھی ہو سکتا ہے کیونکہ سورہ فاتحہ ”أَمُّ الْكِتَابِ“ یعنی پوری کتاب کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ معنی ہوگا ”ذَلِكَ الْكِتَابُ الْمَذْكُورُ آيٌ مُّكْمَلَةٌ لَّذِي فِيهِ“ ذَلِكِ الْكِتَابُ اِشَارَةٌ + مِشَارٌ اِلَيْهِ = مبتدا

”لَا رَيْبَ فِيهِ“ میں ”لَا“ نفی جنس کے لئے ہے اور ”رَيْبٌ“ اس کا اسم ہے۔ اسی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ معنی ہوگا ”اس کتاب کے اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہونے میں شک و شبہ یا تردد کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں“ یہ اس لئے کہا گیا کہ اس سے قبل حروف مقطعات کے ذریعے عربوں کو وہ چیلنج یاد دلایا گیا ہے جو قرآن مجید نے اس جیسی کتاب یا سورت لانے کے متعلق بارہا دیا اور وہ اس کے سامنے عاجز و بے بس ہو گئے۔ گویا پہلے دلیل ذکر کی گئی اور پھر دعویٰ۔ قرآن مجید نے پوری عرب دنیا کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ یہ کتاب بھی انہیں 29 حروف سے مل کر بنی ہے جن سے تم شعر و ادب کے مجموعے ترتیب دیتے ہو۔ اگر ہمت ہے تو اس جیسی کتاب پیش کرو ورنہ اعتراف کرو کہ ”لَا رَيْبَ فِيهِ“ یعنی اس کتاب کے مُتَزَكِّئٌ مِنَ اللّٰهِ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ حروف مقطعات کو بعض سورتوں کے شروع میں لانے کی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کیونکہ تقریباً وہ تمام سورتیں جن کا آغاز حروف مقطعات سے کیا گیا ہے ان سورتوں میں حروف مقطعات کے فوراً بعد قرآن مجید کا ذکر ہے۔ مثلاً قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ / لیس ٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ / طه ٓ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْكُرَ / غیرہ۔ اس ضمن میں اہم ترین بات یہ ہے کہ عربی زبان میں حروف تہجی (Alphabets) کی تعداد بھی 29 ہے اور حروف مقطعات سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد بھی 29 ہے۔ ”لَا رَيْبَ فِيهِ“ یہ جملہ ”ذَلِكَ الْكِتَابُ“ کی خبر ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ هُدًى کا مادہ {ه د ی} ہے جو دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ① راہ دکھانا، ② منزل مقصود تک پہنچانا۔ یہاں دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پہلی صورت میں مفہوم ہوگا کہ اس کتاب سے وہی لوگ ہدایت و رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں جن میں تقویٰ کی صفت موجود ہوگی اور دوسری صورت میں مفہوم ہوگا کہ یہ کتاب اصحاب تقویٰ کو صراط مستقیم پہ چلاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ بعض جگہ قرآن مجید کو ”هُدًى لِّلنَّاسِ“ کہا گیا ہے۔ وہاں صرف ”راہ دکھانے“ کے معنی میں ہے۔

لِّلْمُتَّقِينَ ۝ مرکب جاری ہے۔ اَلْمُتَّقِينَ کا مادہ {وق ی} ہے۔ اَتَّقَى يَتَّقَى سے اسم الفاعل ہے۔ {وق ی} عربی لغت میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ① ڈرنا، ② بچنا۔

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ تقویٰ کی اصطلاح بھی اس سے ماخوذ ہے، اس کا معنی ہے ایسا ڈر جس میں بچاؤ بھی ہو۔ اس کی سادہ سی تمثیل یوں دی جاسکتی ہے کہ انسان سامنے سے آتے ہوئے تیر کو دیکھ کر ڈرتا بھی ہے اور اپنے آپ کو بچانے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ تقویٰ کا مفہوم ہوگا ”اللہ کے قہر و عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی معصیت اور گناہوں سے بچنا“ تقویٰ کی صفت و صلاحیت اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت بنا کر اس کے

اندر ودیعت کر دی ہے۔ ”فَالْتَمَّهَا فُجُورُهَا وَتَقْوَاهَا“ میں اسی کی وضاحت کی گئی ہے۔
 گزشتہ لغوی بحث کی روشنی میں ہڈی لِلْمُتَّقِينَ کا پورا مفہوم یوں ہوگا کہ یہ کتاب ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے والی یا
 راہ ہدایت پر گامزن کر کے منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے جن کی فطرت مسخ نہیں ہوئی بلکہ ان میں اس کتاب سے
 روشنی حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ جس طرح آفتاب کی کرنوں اور ضیا پاشیوں سے روشنی وہی حاصل کر سکتا
 ہے جس میں قوت بصارت موجود ہے۔ آنکھیں بند کر کے آفتاب سے روشنی حاصل نہیں کی جاسکتی بعینہ قرآن مجید ایک
 ”نور“ ہے اور دل کی آنکھ کھولے بغیر اس سے ہدایت کی روشنی حاصل نہیں کی جاسکتی۔
 ”هَذِي لِلْمُتَّقِينَ“، ”ذَلِكَ الْكِتَابُ“ کی دوسری خبر ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے پہلے ”هُوَ“ مخذوف ہے جو
 مبتدا ہے اور یہ اس کی خبر ہے۔

تفسیری نکات: الم: یہ حروف مقطعات سے ہے، ان کا کوئی متعین معنی نہیں ہے۔ عرب کے فصحاء و بلغاء کو بہت بڑا چیلنج کیا ہے۔
 دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ جو بواسطہ جبریل (علیہ السلام) محمد رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ کتاب پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے، ہدایت دینے والی ہے، یعنی
 اس میں ان کے لئے مزید ہدایت کا بندوبست کیا گیا ہے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ

الَّذِينَ	يُؤْمِنُونَ	بِ + الْغَيْبِ	وَ	يُقِيمُونَ	الصَّلَاةَ
وہ لوگ جو	ایمان لائے ہیں	ساتھ + غیب کے	اور	وہ قائم کرتے ہیں	نماز کو
اسم موصول جمع مذکر	فعل مضارع معلوم + فاعل (افعال)	جار + مجرور	عاطفہ	فعل مضارع جمع مذکر غائب	مفعول

وَمَا سَأَلْتَهُمْ لِيَفْقَهُوا {3}

وَ	مِنْ + مَا	سَأَلْتَهُمْ	لِيَفْقَهُوا
اور	سے + جو	رزق دیا ہم نے + ان کو	وہ خرچ کرتے ہیں
عاطفہ	جار + موصولہ	فعل مضارع جمع متکلم + مفعول	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامحاورہ ترجمہ: جو امور غیبیہ کی تصدیق کرتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ بھی ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ
 کرتے ہیں۔

لغوی نکات:

الَّذِينَ اسم موصول ہے۔ تفصیلی ذکر سورۃ الفاتحہ میں گزر چکا ہے۔

يُؤْمِنُونَ {ء من} (افعال) اَمَنْ يُؤْمِنُونَ سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب (خود کو کسی کی امان میں دینا) ایک مومن چونکہ خود کو اللہ رب العزت کے سپرد کر کے اپنے آپ کو گویا اس کی امان میں دے دیتا ہے، اس لئے اسے مومن کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی حفظ و امان میں اس وقت تک نہیں لیتا جب تک وہ اس کی تصدیق نہ کرے۔ یہاں سے لفظ میں وسعت پیدا ہوئی اور اس کا معنی تصدیق کرنا ہو گیا۔

بِالْغَيْبِ + بِالْغَيْبِ مرکب جاری ہے۔ اس کا مادہ {غ ی ب} باب ض سے مصدر ہے اور اس کا معنی ہے (نظروں سے اوجھل ہونا) اور جو چیز بندے کی نگاہوں سے اوجھل ہو اس کی تصدیق کرنا ایمان بالغیب کہلاتا ہے۔

يُقِيمُونَ {ق و م} (افعال) اَقَامَ يُقِيمُونَ اِقَامَةً سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب ”قَامَ يُقِيمُونَ“ فعل لازم ہے اور اس کا معنی (سیدھا کھڑا ہونا) ہے۔ {ق و م} جب باب افعال سے استعمال ہوگا تو متعدی ہونے کی وجہ سے اس کا معنی ہوگا (سیدھا کھڑا کرنا) جس طرح گرے ہوئے پرچم کو اٹھا کر کھڑا کرنے سے مراد اسے بلند کرنا اور بالادستی دینا ہے اس طرح جب شعائر اللہ کو پامال کیا جا رہا ہو اور ان کی بے حرمتی کی جارہی ہو تو انہیں سیدھا کھڑا کرنے سے مراد انہیں بلندی اور عزت و احترام کا مقام دینا ہے۔ چنانچہ اقامت صلوة سے مراد اسے صحیح طریقے سے ادا کرنا، اس کا نظام قائم کر کے معاشرے میں اسے احترام کا مقام دینا اور اپنی مصروفیات میں اسے ترجیحی حیثیت (Priority) دینا ہے۔ اسی طرح ”اِقَامَةُ الدِّينِ“ میں اقامت دین سے مراد ہے کہ اسے سر بلند کیا جائے اور اس کی بالادستی قائم کی جائے۔

الصَّلَاةِ مفعول ہے اس لئے حالت نصب میں ہے اس کا مادہ {ص ل و} ہے اور اس کا لغوی معنی (دعا کرنا) ہے۔ نماز کی اصل چونکہ دعا ہی ہے اور اس کا کثیر حصہ دعا پر ہی مشتمل ہوتا ہے اس لئے اسے ”صلوة“ کہا جاتا ہے ”صَلَّى يُصَلِّي“ کے بعد ”عَلَى“ کا استعمال ہو تو اس کا معنی کسی کیلئے رحمت اور خیر و فضل کی دعا کرنا ہے۔ اگر اسکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو معنی ہوگا ”بندے پر خیر و رحمت نازل کرنا“۔ شرعی اصطلاح میں اس کا مفہوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں متعین کیا جائیگا۔

وَ حرف عطف

مِنْ + **مَا**۔ مِنْ حرف جر ہے اور مَا موصولہ ہے۔

رَزَقْنَا + **هُمْ** {ر ز ق} {ن} رَزَقَ يُرْزِقُ سے فعل ماضی۔ جمع متکلم (عطا کرنا) اس کا لغوی معنی کوئی بھی چیز عطا کرنا ہے اور بعض اوقات صرف مال و دولت عطا کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

يُفْقُونَ {ن ف ق} (افعال) اَنْفَقَ يُنْفِقُ اِنْفَاقًا سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (خرچ کرنا) نَفَقَ كَمَا مَعْنَى سَوَارِخٍ ہے۔ قرآن مجید کی آیت اِنْ اَسْتَطَلَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ فِيهَا مَالٌ وَسَوَارِخٌ يَأْكُلُ مِنْهُ يَوْمَ الْحِسَابِ ہے۔ چنانچہ انفاق سے مراد سوارخ کرنا ہے۔ جس طرح سوارخ سے کوئی چیز نکلتی ہے اس طرح مال و دولت وغیرہ سے کچھ نکالنا انفاق کہلاتا ہے۔ اس آیت میں مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ كَمَا يُفْقُونَ سے پہلے ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اصل عبارت یوں ہے وَ يُنْفِقُونَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يَوْمَ الْحِسَابِ

تقدیم سے مَبَارَزْتُمْنَاهُمْ کو نمایاں کرنا اور اس پر Stress کرنا مقصود ہے۔ معنی یوں ہوگا ”وہ اسی میں سے تو خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے“ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے باور کرایا گیا ہے کہ کتنے لوگ ہیں جنہیں ہم نے رزق کی فراوانی سے محروم کر رکھا ہے اور اگر ہم نے ان پر اپنی رحمت کے خزانوں کو کھول دیا ہے تو وہ اظہار تشکر کا عملی ثبوت دیتے ہوئے بخل سے کام نہ لیں اور ہماری طرف سے عطا کردہ نعمتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

”مِنَّا“ + ”مِنَّا“ میں ”مَا“ عموم کیلئے ہے۔ چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہر خیر و نعمت شامل ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور مومن کی یہ اہم ترین صفات ہیں۔ ① اِقَامَتِ صَلَاةٍ کہ نماز کو اس کے اول اوقات، شرائط ارکان، واجبات کو صحیح طریقے سے پڑھا جائے ② اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ انفاق درمیانہ طبقے پر ہو۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا

وَالَّذِينَ	يُؤْمِنُونَ	بِ	مَا	أُنزِلَ	إِلَيْكَ	وَمَا
اور جو	ایمان لاتے ہیں، تصدیق کرتے ہیں	ساتھ جو	اتارا گیا	طرف آپ کی	اور جو	جو
حرف عطف	اسم موصول	حرف جر	موصولہ	ماضی مجہول	حرف جر	ضمیر مجرور

أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ {4}

أُنزِلَ	مِنْ	قَبْلِكَ	و	بِ	الْآخِرَةِ	هُمْ	يُوقِنُونَ
اتارا گیا	سے	پہلے	اور	ساتھ	آخرت کے	وہ	یقین رکھتے ہیں
ماضی مجہول	حرف جر	مجرور مضاف	حرف عطف	حرف جر	مجرور	ضمیر	فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: اور وہ جو اس وحی کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اور یہی لوگ ہیں جو آخرت (کے وجود) پر یقین رکھتے ہیں۔

لغوی نکات:

أُنزِلَ { (افعال) أَنْزَلَ يُنزِلُ سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب (نازل کرنا۔ اتارنا)۔

الْآخِرَةِ کی مونث ہے جو کہ الْأَوَّلُ کی ضد ہے۔ مراد ہے۔ بِالْآخِرَةِ الْآخِرَةُ یعنی آخری گھر۔

يُوقِنُونَ { (افعال) أَيْقَنَ يُوقِنُ اِيْقَانٌ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (یقین کرنا) ایمان اور ايقان میں فرق یہ ہے کہ ”ایمان“ کے مختلف مراتب ہیں۔ اس کا پہلا مرتبہ محض تصدیق کرنا ہے خواہ ابتدائی درجے ہی کی کیوں نہ ہو۔ لیکن

”ایقان“ سے مراد پوری طرح یقین کر لینا ہے جو کسی چیز کو مان لینے کا انتہائی درجہ ہے۔ یہاں یُؤْمِنُونَ کی بجائے هُمْ یُؤْمِنُونَ میں هُمْ کا استعمال زائد ہے لیکن اس کے استعمال سے Stress کا مفہوم پیدا کیا گیا ہے۔ معنی ہوگا ”مذکورہ اوصاف کے حاملین ہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں“۔

أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ

أُولَئِكَ	عَلَىٰ	هُدًى	مِّن	رَّبِّ	هِمْ
وہ لوگ	پر	ہدایت	سے	رب	ان کے
اسم اشارہ	حرف جر	مجرور	حرف جر	مجرور مضاف	ضمیر۔ مضاف الیہ

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ {5}

وَأُولَئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُونَ
اور	ہی	کامیاب ہونے والے ہیں
حرف عطف	ضمیر	اسم الفاعل (خبر)

بامعاورہ ترجمہ: وہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہ ہی کامیاب ہیں۔

لغوی نکات:

أُولَئِكَ اشارہ بعید ہے لیکن اس کا معنی کیا جاتا ہے ”یہی لوگ“ اشارہ بعید کی وجہ سے اس کا معنی ہوگا أُولَئِكَ البذکورون اعلاہ یعنی وہ لوگ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ اپنے رب کی طرف سے عطا کردہ ہدایت و راہنمائی پر ہیں۔ واضح رہے کسی بھی عبارت میں اشارہ قریب مابعد کیلئے اور اشارہ بعید ماقبل کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر هُمْ حصر کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔ الْمُفْلِحُونَ {فل ی} {انفعال} أَفْلَحَ یُفْلِحُ سے اسم الفاعل ہے۔ اس کا لغوی معنی (پھاڑنا یا کسی بند چیز کو کھولنا ہے) چنانچہ معنی ہوگا ”یہی لوگ اپنے اوپر اللہ کی رحمت کا دروازہ کھولنے والے ہیں“ یعنی ان ہی کے لئے رحمت باری تعالیٰ کا دروازہ کھولا جائے گا۔“

یہاں تک اس طبقے کا ذکر ہے جس نے قرآن مجید کی دعوت پر لبیک کہا۔ آگے اس طبقے کا ذکر کیا جا رہا ہے جس نے قرآن مجید کی صداقت کا انکار کیا ارحض عناد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے خلاف محاذ آرا ہو گئے۔ اصل میں قرآن مجید ان طبقات کا تعارف کرا رہا ہے جن سے اس کا واسطہ پڑا کہ کس نے کیا کیا کردار ادا کیا۔ پہلا

طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ دوسرا ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ

إِنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	سَوَاءٌ	عَلَيْهِمْ	ءَ	أَنْذَرْتَهُمْ	هُمْ
بے شک	وہ جنہوں نے	کفر کیا	برابر	پر	ان	کیا/خواہ	آپ آگاہ کریں
ان کو	ان	کفر کیا	برابر	پر	ان	کیا/خواہ	آپ آگاہ کریں
حرف تاکید	اسم موصول	فعل ماضی	اسم	حرف جر	ضمیر۔ مجرد	حرف استفہام	فعل ماضی

أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ {6}

أَمْ	لَمْ	تُنذِرْهُمْ	هُمْ	لَا	يُؤْمِنُونَ
یا	نہ	آگاہ کریں آپ	ان کو	نہیں	ایمان لائیں گے وہ
حرف عطف	حرف نفی	فعل مضارع مجزوم	ضمیر۔ مفعول	حرف نفی	فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی انہیں آپ جہنم کے عذاب سے آگاہ کریں یا ان کو آگاہ نہ کریں وہ ایمان نہ لائیں گے۔

لغوی نکات:

كَفَرُوا {ك ف ر} (ن) كَفَرًا يَكْفُرُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب ہے۔ اس کا لغوی معنی چھپانا ہے اور کافر چونکہ اللہ کی نعمت (ایمان) کو چھپاتا ہے اس لئے اس کو کافر کہا جاتا ہے۔ اسی میں وسعت پیدا ہو کر اس کا معنی ”انکار کرنا“ بھی ہو گیا۔

أَنْذَرْتَهُمْ {ن ذ ر} (افعال) أَنْذَرْتُ مِنْهُمْ سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر۔ اس مادہ سے نَذَرَ يَنْذِرُ (ن) کا معنی ہے (منت ماننا) یعنی کسی غیر واجب کو اپنے اوپر واجب کرنا۔ اور نَذَرَ يَنْذِرُ (س) کا معنی (خبردار ہونا) ہے۔ باب افعال کی وجہ سے اِنْذَارٌ کا معنی ہوگا (کسی خوفناک چیز سے متنبہ کرنا۔ خبردار کرنا)۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى

خَتَمَ	اللَّهُ	عَلَى	قُلُوبِهِمْ	وَعَلَى	عَلَى
مہر لگا دی	اللہ نے	پر	دلوں	ان کے	اور
فعل ماضی	فاعل	حرف جر	مجرور مضاف	ضمیر۔ مضاف الیہ	حرف عطف

سَبِعِهِمْ ط وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

سَبِعَ	هُمْ	وَ	عَلَى	أَبْصَارًا	هُمْ	غِشَاوَةٌ
سماعت (کان)	ان کی	اور	پر	نگاہوں	ان کی	پردہ
مجرور مضاف	ضمیر۔ مضاف الیہ	حرف عطف	حرف جر (خبر مقدم)	مجرور مضاف	مضاف الیہ	اسم مبتدا مؤخر

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ {7}

وَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	عَظِيمٌ
اور	ان کے	عذاب	بہت بڑا
حرف عطف	حرف (لِ) جر خبر مقدم	ضمیر۔ مجرور	موصوف (مبتدا مؤخر)

بامحاورہ ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی قوت سماعت پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی نگاہوں پر پردہ پڑ چکا ہے اور ان کیلئے عظیم عذاب ہے۔

لغوی نکات:

حَتَمٌ {حَتَمٌ} (ن) حَتَمٌ يَحْتُمُ (مہر لگانا) کسی دستاویز وغیرہ پر مہر لگانے کے بعد اس میں کسی چیز کو داخل نہیں کیا جاسکتا۔ دلوں پر مہر لگانے سے مراد یہ ہے کہ اب ان میں ہدایت داخل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ جب کوئی بندہ حق واضح ہو جانے کے بعد محض تعصب و عناد، دنیوی مفادات اور تکبر کی بناء پر اسے قبول کرنے سے انکار کرتا اور اللہ کی معصیت کے ارتکاب میں حد سے تجاوز کرتا ہے تو اسکی فطرت مسخ ہو جاتی ہے۔ اور حدیث نبوی کے مطابق اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت کو دلوں پر مہر لگانے سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ وہ خود کو قبول ہدایت سے یکسر محروم کر لیتا ہے۔

سَبِعِهِمْ

غِشَاوَةٌ

”سَبِعَ“ (س) سے مصدر ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے اور یہاں مراد قوت سماعت ہے۔ {غَشِيَ} (س) غَشِيَ يَغْشَى کا اسم، مبتدا مؤخر ہے اسکا لغوی معنی ہے (وہ پردہ جس سے کوئی چیز ڈھانپ دی جائے)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ

وَ	مِنَ	النَّاسِ	مَن	يَقُولُ	آمَنَّا	بِ	اللَّهِ
اور	(بعض) سے	لوگوں	جو	کہتا ہے	ہم ایمان لائے	سے / ساتھ	اللہ (کے)
حرف عطف	حرف جر	مجرور	موصولہ	فعل مضارع	فعل ماضی	حرف جر	مجرور

وَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا

مَا	وَ	الْآخِرِ	الْيَوْمِ	بِ	وَ
نہیں	حالانکہ	آخرت کے	دن	سے/ساتھ	اور
نافیہ	حالیہ	صفت	(مجرور) موصوف	حرف جر	حرف عطف

هُمُ الْمُؤْمِنِينَ {8}

هُمُ	بِ	مُؤْمِنِينَ
وہ	تاکید کے لئے ہے	مومن
ضمیر، مبتدا (ما کا اسم)	حرف جر	مجرور، اسم الفاعل جمع مذکر سالم (ما کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور لوگوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے ہم اللہ پر اور آخری دن (قیامت) پر ایمان لائے حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔

لغوی نکات:

وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ اس جملے میں ما کی خبر سے پہلے ب کا آنا اس کے نافیہ ہونے کی علامت ہے۔ واضح رہے ما نافیہ کی خبر ب کے بغیر ہوتو حالت نصب میں ہوگی مثلاً مَا اللَّهُ غَافِلًا ”ب“ کے ساتھ نفی میں تاکید پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا ”وہ ہرگز مومن نہیں ہیں“۔

يُخَدَعُونَ اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

يُخَدَعُونَ	اللَّهُ	وَ	الَّذِينَ	آمَنُوا
مکرو فریب کرتے ہیں	اللہ سے	اور	ان سے جو	ایمان لائے
فعل مضارع (فعل + فاعل)	مفعول	حرف عطف	اسم موصول	فعل + فاعل = صلہ

وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ {9}

وَمَا	يَخْدَعُونَ	إِلَّا	أَنْفُسَهُمْ	وَمَا	يَشْعُرُونَ
حالانکہ	نہیں	مگر	نفسوں	اور	نہیں
حرف عطف	فعل مضارع	حرف استثناء	مفعول مضاف	حرف عطف	فعل مضارع جمع مذکر غائب

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بامعاورہ ترجمہ: وہ ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے اللہ اور مومنوں کے ساتھ مکرو فریب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مکرو فریب میں تو خود کو مبتلا کئے ہوئے ہیں اور وہ اس (ظاہری حقیقت) کا شعور نہیں رکھتے۔

لغوی نکات:

{خ د ع} {مفاعله} خَادِمٌ يُخَادِمُ سے فعل مضارع۔ جمع مذکر غائب۔ باب مفاعله کی خاصیت مشارکت ہے اور یہاں فریقین کے درمیان مشارکت نہیں بلکہ آپس میں مشارکت مراد ہے چنانچہ معنی ہوگا ”وہ باہم مل کر اللہ کو دھوکہ دیتے اور اس سے چالبازی کرتے ہیں“ یعنی ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے متحد ہو کر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے منافقانہ کارروائیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

أَنْفُسُهُمْ {ش ۶ ر} {ن} شَعْرِي شَعْرُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ (ظاہر اور محسوس چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا)۔ اَنْفُسٌ + هُمْ۔ اَنْفُسٌ نَفْسٌ کی جمع ہے۔ اسکی جمع نَفْسُونَ بھی آتی ہے۔ مضاف + مضاف الیہ = (مفعول) (اپنی جانوں کو) يَشْعُرُونَ

تفسیری نکات: بعض مفسرین کے نزدیک يُخَادِعُونَ یہاں يَخْدَعُونَ کے معنی میں ہے اور اس کی مشارکت نہیں ہے لیکن اس صورت میں الگ الگ الفاظ استعمال کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی جو کہ بلاغت قرآن کے خلاف ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں سے مکرو فریب کرنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرو فریب کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کہ انتہائی گھناؤنہ جرم ہے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ

فِي	قُلُوبٍ + هُمْ	مَرَضٌ	فَ + زَادَ	هُمْ	اللَّهُ
میں	دلوں + ان کے	بیماری ہے	تو + اضافہ کر دیا / بڑھا دیا	ان کو	اللہ نے
حرف جر	مضاف + مضاف الیہ (خبر مقدم)	مبتدا مؤخر	حرف + فعل ماضی	ضمیر، مفعول	فاعل

مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

مَرَضًا	وَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	أَلِيمٌ
بیماری کے لحاظ سے	اور	لئے + ان کے	عذاب	اذیت ناک
تیز	حرف عطف	(ل) حرف جر + مجرور (خبر مقدم)	موصوف	صفت (مبتدا مؤخر)

بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ {10}

بِ	مَا	كَانُوا	يَكْذِبُونَ
بوجہ	جو	وہ تھے	جھوٹ کہتے
حرف جر	موصولہ	فعل ماضی	فعل مضارع (ماضی استمراری)

بامحاورہ ترجمہ: ان کے دلوں میں (حسد و نفاق کی) بیماری ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی بیماری میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور ان کے لئے اذیت ناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

لغوی نکات:

قُلُوبِهِمْ قُلُوبٌ کا واحد قَلْبٌ ہے اس کا مادہ {قل ب} ہے جس کا لغوی معنی (ایک حالت سے دوسری حالت میں پلٹنا اور تبدیل ہونا) دل کو ”قلب“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں موجود جذبات و احساسات و تبدیلی ہوتے رہتے ہیں اور وہ خود بھی مسلسل حرکت میں رہتا ہے یعنی (Physically) بھی یہ ایک جگہ پر ساکن نہیں رہتا۔

قِ حرف جر

قُلُوبٍ مجرور، مضاف

هُم مضاف الیہ

فَزَادَهُمْ مَرَضًا قَزَادٌ + هُمْ {زى د} {ض} زَادَ يَزِيدُ سے فعل ماضی + هُمْ مفعول (زیادہ کرنا بڑھانا، اضافہ کرنا) تیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے لفظی معنی ہوگا ”اللہ نے انہیں بیماری (حسد و نفاق) کے لحاظ سے زیادہ کر دیا، بڑھا دیا“

عَذَابٌ {ع ذ ب} {ض} عَذَبَ يَعْذِبُ کا اسم ہے اس کا لغوی معنی ”کھانا پینا چھوڑ دینا“ ہے پھر یہ لفظ ہر اس کیفیت کے لئے استعمال ہونے لگا جو انسان کو زندگی کی راحتوں اور لذتوں سے محروم کر دے۔ اس مادے سے (ن) عَذَبَ يَعْذِبُ بھی استعمال ہوتا ہے جس کا معنی (خشکوار ہونا) ہے۔ قرآن مجید کی آیت هَذَا عَذَابٌ مُرْتَبِتٌ میں عَذَابٌ اسی باب سے ہے۔

أَلِيمٌ {ع ل م} {س} أَلِمَ يَأْلَمُ سے فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے جس میں دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے معنی ہوگا (دائمی اذیت و تکلیف والا) دونوں کے متعلق لغوی بحث کی روشنی میں لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ کا مفہوم ہوگا (وہ ایسی کیفیت میں مبتلا ہوں گے جس میں نہ صرف یہ کہ انہیں نعمت و راحت سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ انہیں مسلسل اذیت و تکلیف (Torture) میں رکھا جائے گا۔ عَذَابٌ میں نفی ہے اور أَلِيمٌ میں اثبات ہے۔

پہا میں بسبب بیان کرنے کے لئے ہے۔

كَانُوا يَكْذِبُونَ {ك ذ ب} {ض} كَذَبَ يَكْذِبُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، کان کی وجہ سے ماضی استمراری ہو گیا (جھوٹ بولنا، خلاف حقیقت بات کہنا)

تفسیری نکات: انسانی دل کو دو طرح کے امراض لاحق ہوتے ہیں، (1) شبہات باطلہ کا مرض اور مہلک شہوات کا مرض۔ کفر و نفاق پہلی قسم سے ہے اور زنا و فواحش وغیرہ سے محبت دوسری قسم سے ہے۔ حقیقی عافیت یہ ہے کہ دونوں قسم کے امراض سے انسان بچا رہے۔ قرآن جس قدر زیادہ اترتا ہے اسی قدر اہل نفاق کے دلوں میں مرض بڑھتا جاتا ہے تو ان کے دل بیمار ہیں اگرچہ اس کو محسوس

نہیں کرتے تو آخرت میں ان کے لئے دردناک قسم کا عذاب ہوگا۔

وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

وَ	إِذَا	قِيلَ	لَهُمْ	لَا	تُفْسِدُوا	فِي	الْأَرْضِ
اور	جب	کہا جاتا ہے	ان	نہ	خرابی پیدا کرو	میں	زمین
حرف عطف	ظرف زمان	ماضی مجہول	ضمیر، مجرور	حرف نہی	فعل نہی	حرف جر	مجرور

قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ {11}

قَالُوا	إِنَّمَا	نَحْنُ	مُصْلِحُونَ
کہتے ہیں	محض	ہم	درست کرنے والے
فعل ماضی	کلمہ حصر	اسم ضمیر، مبتدا	خبر (اسم فاعل)

بامعاورہ ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین کے نظام کو خراب نہ کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں ہم تو نظام کو درست کرنے والے ہیں۔

لغوی نکات:

فعل ماضی کو مضارع کے معنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ظرف زمان ہے۔ (جب) إِذَا
 {ق و ل} {ن} قَالَ يَقُولُ سے ماضی مجہول۔ اصل میں فَعَلَ کے وزن پر قَوْلٌ تھا تعلیل ہو کر قِيلَ ہو گیا جن افعال میں
 عین کلمہ کے نیچے زیر آتی ہے، ان کی تعلیل میں استثناء (Exception) ہوتا ہے قَوْلٌ کی تعلیل میں بھی استثناء ہے۔
 {ف س د} {ا ف ع ا ل} أَفْسَدَ يُفْسِدُ سے فعل نہی (خراب کرنا، بگاڑنا، فساد پھیلانا) قرآن مجید کی اصطلاح میں "فَسَادٌ فِي
 الْأَرْضِ" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی مرضی اور اس کا نظام نافذ کرنے کی بجائے غیر اللہ کی مرضی یا غیر اللہ
 کا وضع کردہ نظام نافذ کرنے کی کوشش کی جائے، اس طرح کوشش کرنے والے شخص گویا زمین کے نظام کو بگاڑنا چاہتا
 ہے۔ فساد کی ضد اصلاح ہے۔ ہر وہ کوشش جو اللہ کا نظام نافذ کرنے میں صرف ہو اصلاح اور جو اس کی مزاحمت میں
 ہو فساد ہے۔

یہ کلمہ حصر ہے، اس کا ترجمہ "محض یا حقیقت یہی ہے" وغیرہ سے کیا جاسکتا ہے۔
 {ص ل ح} {ا ف ع ا ل} أَصْلَحَ يُصْلِحُ (افعال) سے اسم الفاعل ہے۔ (اصلاح کرنے والے) إِنَّمَا مُصْلِحُونَ

آلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ {12}

آلَا	إِنَّ	هُمْ	هُمْ	الْمُفْسِدُونَ	وَ	لَكِنْ	لَا	يَشْعُرُونَ
آگاہ ہو جاؤ	یقیناً	وہ	ہی	فساد کرنے والے	اور	لیکن	نہیں	شعور رکھتے ہیں
حرف تنبیہ	حرف تاکید	إِنَّ کا اسم	ضمیر برائے حصر	خبر (اسم الفاعل)	حرف عطف	لَكِنَّ کا مخفف	حرف نفی	فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ! بلاشک و شبہ وہی (لوگ) ہیں جو زمین میں فساد کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔

لغوی نکات:

آلَا یہ کلمہ تنبیہ ہے اس کا ترجمہ ”آگاہ ہو جاؤ، غور سے سنو، توجہ کرو“ وغیرہ سے کیا جاسکتا ہے۔

إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ میں دوسری ضمیر (هُمْ) حصر کے لئے ہے ترجمہ ہوگا ”یقیناً وہ ہی فساد پھیلانے والے ہیں۔“

لَكِنْ کا مخفف ہے یہاں ”لَكِنَّ“ اس لئے استعمال نہیں کیا گیا کہ إِنَّ وَأَخْوَاتُهَا کو فعل سے پہلے لانا درست نہیں اور اگر

انہیں کسی فعل پر داخل کرنا یعنی اس سے پہلے لانا مقصود ہو تو ان کے اور فعل کے درمیان ضمیر لائی جاتی ہے مثلاً إِنَّهُ نَزَّلَهُ

عَلَى قَلْبِكَ اور يَا أَيَّتُهَا كُنْتَ تُرَابًا يَا ان کے اور فعل کے درمیان مَا لایا جاتا ہے مثلاً كَانَمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ اور تیسری

صورت یہ ہے کہ ان حروف (إِنَّ وَأَخْوَاتُهَا) کو مخفف یعنی بغیر شد کے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً وَإِنْ كَانَتْ لَكَيْبُوتًا مِثْلَ

إِنَّ کا مخفف ہے اور وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ میں لَكِنَّ کا مخفف ہے۔

تفسیری نکات: ان آیات میں منافقین کے اس کردار کو واضح کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر مسلمانوں اور

یہودیوں دونوں سے بنا کر رکھنا چاہتے تھے اور بہانہ یہ بناتے تھے کہ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ فریقین کے درمیان

مصالحت کی کوئی صورت نکالنا چاہتے ہیں تاکہ دونوں امن و امان کے ساتھ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں! یہ

مصالحت نہیں بلکہ فساد کی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ نہ ہو سکے۔ یہ اصلاح نہیں فساد

کی کوشش ہے“

وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ امْنُوا كَمَا امْنِ النَّاسُ

وَ	إِذَا	قِيلَ	لَهُمْ	امْنُوا	كَمَا	امْنِ	النَّاسُ
اور	جب	کہا جاتا ہے	ان کے	ایمان لاؤ تم	اُس طرح + جو	ایمان لائے	لوگ
حرف عطف	ظرف زمان	ماضی مجہول	حرف جر	ضمیر، مجرور	فعل امر	حرف جر + موصولہ	فعل ماضی

قَالُوا أَنْتُمْ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ط

قَالُوا	آ	تُؤْمِنُونَ	ك + مَا	آمَنَ	السُّفَهَاءُ
کہتے ہیں	کیا	ہم ایمان لائیں	اُس طرح + جو	ایمان لائے	بے سمجھ لوگ
فعل ماضی + فاعل	حرف استفہام	فعل مضارع جمع متکلم	حرف جر + موصولہ	فعل ماضی	فاعل - السُّفَهَاءُ - کی جمع

آلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ {13}

آلَا	إِنَّ	هُمْ	هُمْ	السُّفَهَاءُ	وَ	لَكِنْ	لَا	يَعْلَمُونَ
آگاہ ہو جاؤ	بے شک	وہ	وہی	بے سمجھ لوگ	اور	لیکن	نہیں	جانتے وہ
حرف تنبیہ	حرف تاکید	اِنَّ کا اسم	ضمیر برائے حصر	خبر	حرف عطف	لَكِنْ کا مخفف	حرف نفی	فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم (کھل کر) لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرح ایمان لاؤ تو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم اس طرح کا ایمان لائیں جس طرح کا ایمان (یہ نامعقول) بے سمجھ لوگ لائے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ بلاشک و شبہ وہ وہی بے سمجھ لوگ ہیں لیکن وہ اس حقیقت سے بے علم ہیں۔

لغوی نکات:

اٰمِنُوْا (افعال) اَمِنَ يُؤْمِنُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (ایمان لانا، تصدیق کرنا)
السُّفَهَاءُ {س ف ہ} {س} سَفِهَ يَسْفَهُ سے فَعِيلٌ کے وزن پر سَفِيْهُہ کی جمع ہے (ردی، ناقص، بے وقوف قسم کے لوگ)
يَعْلَمُوْنَ {ع ل م} {س} عَلِمَ يَعْلَمُ مضارع معلوم جمع مذکر غائب کسی غیر محسوس چیز کا ادراک کرنا، فساد چونکہ ظاہری اور محسوس اشیاء میں ہوتا ہے، اس لئے گزشتہ آیت میں لَا يَشْعُرُوْنَ کہا گیا اور ایمان چونکہ غیر محسوس ہوتا ہے، اس لئے یہاں لَا يَعْلَمُوْنَ استعمال کیا گیا۔

تفسیری نکات: منافقین خود کو بڑے مفکر، دانشور، روشن خیال اور ترقی پسند سمجھتے تھے اور مخلص مسلمانوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو معاذ اللہ۔ بے سمجھ، ترقی کے دشمن، تنگ نظر اور رجعت پسند وغیرہ قرار دیتے تھے۔ اللہ نے فرمایا: اصل میں یہ خود بے سمجھ اور عقل و خرد سے عاری ہیں۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نہیں۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے سمجھ کہنا یا کہلانا گوارا نہیں کیا تو ظاہر ہے انہیں معاذ اللہ۔ کفار کہنا کیسے گوارا کرے گا؟

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا

وَ	إِذَا	لَقُوا	الَّذِينَ	آمَنُوا	قَالُوا	آمَنَّا
اور	جب	ملتے ہیں	ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	کہتے ہیں	ہم ایمان لائے
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی	اسم موصول جمع مذکر	فعل ماضی (افعال)	فعل ماضی (ن)	فعل ماضی / جمع متکلم

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا

وَ	إِذَا	خَلَوْا	إِلَىٰ	شَيَاطِينِهِمْ	قَالُوا
اور	جب	تنہا ہوتے ہیں	طرف	شیاطین + ان کے (اپنے)	کہتے ہیں
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی (فاعل)	حرف جر	مجرور / مضاف + ضمیر / مضاف الیہ	فعل ماضی

إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ {14}

إِنَّ	مَعَكُمْ	إِنَّمَا	نَحْنُ	مُسْتَهْزِءُونَ
بیشک + ہم	ساتھ + تمہارے	محض	ہم	مذاق اڑانے والے ہیں
حرف مشبہ بالفعل + ان کا اسم	مضاف + مضاف الیہ	کلمہ حصر	ضمیر / مبتدا	خبر۔ اسم فاعل جمع

بامحاورہ ترجمہ: ان کی حالت یہ ہے کہ جب وہ مسلمانوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاپکے ہیں اور جب اپنے شیطان (صفت لیڈروں) سے علیحدگی میں ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو مسلمانوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔

لغوی نکات:

لَقُوا {ل ق ی} (س) لَقِيَ يَلْقَى سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اصل میں فَعَلُوا کے وزن پر لَقِيُوا تھا، تعلیل کے بعد لَقُوا ہو گیا، (سامنے آنا، ملاقات کرنا)۔

آمَنُوا {ء م ن} (افعال) اَمِنَ يَأْمِنُ سے فعل مضارع جمع متکلم، (ہم ایمان لائے)

خَلَوْا {خ ل و} (ن) خَلَا يَخْلُو سے فعل ماضی، اصل میں فَعَلُوا کے وزن پر خَلَوْوا تھا، اگر اس کا استعمال بغیر صلہ

(Preposition) کے ہو تو معنی ہوگا (کسی واقعہ کا ماضی میں گزر جانا) مثلاً إِنَّ مِنْ أُمَّةٍ إِخْلَا فِيهَا نَذِيرٌ اور تِلْكَ أُمَّةٌ

قَدْ خَلَتْ اور اگر یہ فعلِ اِلَىٰ کے صلہ (Preposition) کے ساتھ استعمال ہو تو معنی ہوگا (کسی کے ساتھ علیحدگی میں

ہونا، تنہا ہونا)

شَیْطَانِهِمْ ”شَیْطَانٌ“ کی جمع ہے، بعض اہل لغت کے ہاں اس کا مادہ {ش ط ن} ہے جس کا معنی (دور ہونا) ہے یعنی ”حق سے یا اللہ کی رحمت سے دور ہونے والا“ جب کہ بعض کے نزدیک یہ لفظ شَاطِیْشِیْطُ {ش ی ط} سے فَعْلَانٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے جس کا معنی (ہانڈی کا جلنا یا کسی کا غصے سے بھڑک اٹھنا) ہے۔ حق کے خلاف حسد کی آگ میں جلنے والے اور اسلام کی نشر و اشاعت اور ترقی سے غصہ کھانے والے کے لئے شیطان کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ ایسے لوگ چونکہ اللہ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرنے والے اور گمراہ لوگوں کے زعماء اور سردار ہوتے ہیں، اس لئے سرکش، باغی اور کفر کے سرغنوں کو شیاطین کہا گیا ہے۔ یہاں مراد ان کے لیڈر ہیں۔

إِنَّا مُسْتَهْزِئُونَ {ہ ز ع} {استفعال} اِسْتَهْزَأَ یَسْتَهْزِئُ سے اسم الفاعل جمع مذکر۔ حالت رفع۔ خبر ہے (تضحیک کرنا، کسی کے متعلق خواہش کرنا کہ وہ مذاق بن جائے، کسی کو مذاق کا نشانہ بنانا) جب کہ هَزَأَ کا معنی ہے ”مذاق کرنا“

تفسیری نکات: اس آیت میں منافقوں کے کردار و گفتار میں تناقض کو بیان کیا جا رہا ہے کہ جب یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تاکہ مسلم سوسائٹی کے منافع اور مصالح سے مستفید ہوں اور جب اپنے سرداروں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں کا مذاق اور ان سے دھوکہ کرتے ہیں۔

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ

اللَّهُ	بِ + هُمْ	وَ	يَمُدُّهُمْ
اللہ	سے + ان	اور	ڈھیل دیتا ہے + ان کو
مبتدا	حرف جر + ضمیر / مجرور	حرف عطف	فعل مضارع + ضمیر / مفعول

فِي طُعْيَانِهِمْ يَعْبَهُونَ {15}

فِي	طُعْيَانِ + هُمْ	يَعْبَهُونَ
میں	(سرکشی) حد سے تجاوز کرنا + ان کی۔ اپنی	وہ بھنک رہے ہیں۔ (حیران پھر رہے ہیں)
حرف جر	مجرور مضاف + ضمیر، مضاف الیہ	فعل مضارع۔ جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: (وہ نہیں بلکہ) اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور ان کو ڈھیل دے رہا ہے۔ وہ (گمراہی کی وادیوں میں) بھنک رہے ہیں۔

لغوی نکات:

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ جس جملہ کو جملہ فعلیہ میں استعمال کیا جاسکتا ہو اسے جملہ اسمیہ کی صورت میں استعمال کرنے سے مبتدا پر زور دینا مقصود ہوتا ہے یہاں لفظ ”اللہ“ پر زور دے کر کہا جا رہا ہے کہ وہ لوگ نہیں بلکہ اللہ انہیں مذاق کا نشانہ بنا رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے لئے یَسْتَهْزِئُ کا لفظ مقابلتاً استعمال کیا ہے۔

{ مردد } { ن } مَدَّ يَمُدُّ سے فعل مضارع، واحد مذکر غائب (لمبا کرنا، دراز کرنا، ڈھیل دینا)

طُعْيَانٍ { ط غ ی } { ف } طَغَى يَطْغَى کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنی (پانی کا حد سے بڑھ جانا) ہے قرآن مجید کی آیت اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَا كُمْ فِي الْبَجَارَةِ میں طَغَى اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، کسی شخص کا حق کی مخالفت میں حد سے تجاوز کر جانا ”طغیان“ کہلاتا ہے۔ اردو زبان میں اس کا ترجمہ ”سرکشی کرنا، بغاوت پر اتر آنا“ وغیرہ کیا جاتا ہے۔

{ ع مر ۵ } { س } عَمِيَ يَعْمَهُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، اس کا لغوی معنی (حیران و سرگرداں ہونا، بہکتا، متردد ہونا) ہے، بعض اہل علم کے نزدیک { ع مر ی } اور { ع مر ہ } میں یہ فرق ہے کہ عَمِيَ کا اصل معنی آنکھوں کا اندھا پن ہے مگر مجازاً بصیرت کے اندھا پن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور عَمَهُ کا معنی بصیرت کا اندھا پن ہے۔

تفسیری نکات: یہاں منافقین کا ایک اور کردار سامنے لایا گیا ہے۔ اپنے سرغٹوں کو وہ تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہتے: کہ مسلمان عوام کو تو ہم بے وقوف بناتے رہتے ہیں اصل میں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی طرف سے دیئے گئے ایجنڈے کو ہی نافذ کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور کریں گے اور قیامت کے دن ان کو نور ملے گا لیکن پھر یہ نور بجھ جائے گا۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

أُولَئِكَ	الَّذِينَ	اشْتَرُوا	الضَّلَالَةَ	بِ	الْهُدَىٰ
وہ لوگ	جنہوں نے	خریدا (لے لیا)	گمراہی کو	سے (بدلے)	ہدایت کے
اسم اشارہ	اسم موصول	فعل ماضی (فاعل)	مفعول	حرف جر	مجرور

فَمَا رِبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ {16}

فَ	مَا	رَبِحَتْ	تِجَارَتُهُمْ	وَمَ	كَانُوا	مُهْتَدِينَ
تو	نہیں	نفع مند ہوئی	تجارت	ان کی	اور	نہیں
حرف نفی	فعل ماضی	مضاف	مضاف الیہ	حرف	فعل ناقص	اسم الفاعل، مکان کی خبر

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بامعاورہ ترجمہ: (مذکورہ صفات کے حاملین) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت دے کر گمراہی خرید لی ہے۔ چنانچہ ان کی اس تجارت نے انہیں نفع نہیں دیا اور نہ ہی وہ ایسا کرتے وقت صحیح سمت پر چلنے والے تھے۔

لغوی نکات:

أُولَئِكَ اِشْتَرُوا شَيْئًا بِحَبْنِهِمْ وَمَا كَانُوا يَرْجُونَ اِشْتَرَى (ش ر ی) {افتعال} اِشْتَرَى يَشْتَرِي سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب، (ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز حاصل کرنا) یہ لفظ خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں خریدنے کے معنی میں ہے۔

وَالضَّلَالَةُ رَبِحَتْ مِمَّا كَانُوا يَرْجُونَ (ض ل ل) {ض} ضَلَّ يَضِلُّ کا اسم ہے، مفعول ہے اس لئے حالت نصب میں ہے، (سیدھی راہ سے ہٹ جانا، گمراہ ہو جانا) رَبِحَتْ {رب ح} باب (س) رَبِحَ يَرْبِحُ سے ماضی واحد مونث غائب، (نفع بخش ہونا)

مُهْتَدِينَ (ه د ی) {افتعال} اِهْتَدَى يَهْتَدِي سے اسم الفاعل مُهْتَدٍ کی جمع ہے (ہدایت اختیار کرنا، راہ ہدایت پر چلنا) اس کی حالت رفع (Original form) مُهْتَدُونَ ہے۔ یہاں حالت نصب کائنات کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ مَا كَانُوا مُهْتَدِينَ کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ راہ راست اختیار کرنے والے نہیں ہوئے۔

تفسیری نکات: ایمان و ہدایت انتہائی قیمتی چیز ہے لیکن ان منافقوں نے اس کو دے کر گمراہی جو کہ انتہائی نکمی چیز ہے، وہ لے لی۔ یہ غیر محسوس بیچ ہے اس تجارت میں ان کو کسی قسم کا فائدہ نہ ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہدایت کو دلی طور پر قبول کرنے کے لئے آمادہ ہی نہ تھے۔ اللہ تو دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِينَ اسْتَوْقَدُوا

مَثَلُ	هُم	كَ	مَثَلِ	الَّذِينَ	اسْتَوْقَدُوا
مثال	ان کی	مانند	مثال	جس نے	روشنی حاصل کرنے کیلئے جلائی
(مبتدا) مضاف	مضاف الیہ	(خبر) حرف جر	مضاف	اسم موصول / مضاف الیہ	فعل ماضی (فاعل) (استفعال)

ثَارًا فَلَبَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبًا

ثَارًا	فَ	لَبَّا	أَضَاءَتْ	مَا	حَوْلَهُ	ذَهَبًا
آگ	تو	جب	روشن کر دیا اس نے	جو	ارد گرد	اس کے
مفعول	حرف	ظرفیہ	فعل ماضی (افعال)	موصولہ	مضاف	مضاف الیہ

اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ

اللَّهُ	بِ	نُورِ	هِمْ	وَ	تَرَكَ	هُمْ
اللہ	متعدی بنانے کے لئے ہے	روشنی	ان کی	اور	چھوڑ دیا	ان کو
فاعل	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ	حرف جر	فعل ماضی	مفعول

فِي ظُلُمَاتٍ لَا يَبْصُرُونَ {17}

فِي	ظُلُمَاتٍ	لَا	يَبْصُرُونَ
میں	تاریکیوں	نہیں	وہ دیکھتے
حرف جر	مجرور	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامحاورہ ترجمہ: ان کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے انہیں روشنی فراہم کرنے کے لئے آگ جلائی جب اس آگ نے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور انہیں تاریکیوں میں رہنے دیا وہ دیکھ نہیں سکتے۔

لغوی نکات:

اِسْتَوْقَدَ اس کا مادہ {وقد} ہے۔ یہ باب استفعال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب ہے۔ لغوی معنی جلنا اور روشن ہونا ہے، باب استفعال سے استفعال ہونے کی وجہ سے اس میں طلب کرنے کا معنی پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کا لفظی ترجمہ ہوگا ”اس نے آگ سے جلنے اور روشن ہونے کو طلب کیا“ اور بامحاورہ ترجمہ ہوگا ”اس نے روشنی حاصل کرنے کے لئے آگ جلائی“ یعنی اس نے بڑی کوشش سے آگ جلائی تاکہ اس سے راستہ روشن ہو جائے اور اس کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچا جاسکے۔ اس لئے یہاں اَوْقَدَ کی بجائے اِسْتَوْقَدَ استعمال کیا گیا ہے۔ آگ جلانے والے سے مراد بعض کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بعض کے نزدیک عام ہے۔

فَلَمَّا یہ حرف اگر مضارع سے پہلے آئے تو ”ابھی تک نہیں“ کے معنی میں حروف جازمہ میں سے ایک حرف ہوگا اور اگر فعل ماضی سے پہلے آئے تو ”جب“ کے معنی میں لَمَّا ظرفیہ کہلائے گا۔

اَضَاءَتْ {ض و ع} {افعال} اَضَاءَ يُضِيئُ سے فعل ماضی ہے، اس سے مجرد (ن) ضَاءً يَضُوءُ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی (روشن ہونا) ہے۔ باب افعال سے استعمال ہونے کی وجہ سے اس کا معنی ہوگا (روشن کرنا) اس میں موجود مونث کی ضمیر ہی کا مرجع نَارًا ہے جو مونث سماعی ہے۔

ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ ”ذہب“ فعل لازم ہے۔ فعل لازم کے بعد استعمال ہونے والی۔ ”با“ ”ب“ متعدی بنانے کیلئے استعمال ہوتی ہے

جسے اَلْبَاءُ لِلتَّعَدِي كہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا معنی ہوگا ”لے گیا اللہ انکی روشنی کو“ یعنی اللہ نے انکو روشنی سے محروم کر دیا۔ اس کا مادہ {ب ص ر} ہے، اس سے مجرد (ك) ”بَصَرَ يَبْصُرُ“ استعمال ہوتا ہے، جس کا معنی ہے (نظر آنا) اور اگر یہ باب افعال اَبْصَرَ يَبْصُرُ سے ہو تو متعدی ہونے کی وجہ سے معنی ہوگا (دیکھنا) قرآن مجید میں جہاں بَصَرَ یعنی لازم استعمال ہوا ہے مثلاً ”بَصْرَتْ بِهٖ عَن جُنُبٍ“ تو اس کے بعد بآ (ب) کا استعمال ہوا ہے جس نے اسے متعدی بنا دیا ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی حالت کی ایک مثال سے وضاحت فرمائی جس طرح کوئی شخص رات کو جنگل میں آگ جلاتا ہے، ارد گرد کی چیزیں اس کو دکھائی دیتی ہیں پھر اچانک آگ کی روشنی ختم ہوجاتی ہے تو دوبارہ اندھیرے میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ان منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی روشنی عطا فرمائی تھی لیکن اس کی انہوں نے کوئی قدر نہ کی اور منافقت سے کام لینا شروع کر دیا۔ اللہ اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے لگے حالانکہ اللہ کو کون دھوکہ دے سکتا ہے، اس گندی حرکت کی وجہ سے ایمان کی لذت و روشنی ختم ہوگئی۔

صُمُّ بَكْمٌ عُمِيٌّ فَ هُمْ لَا يَرْجِعُونَ {18}

صُمُّ	بَكْمٌ	عُمِيٌّ	فَ	هُمُ	لَا	يَرْجِعُونَ
بہرے ہیں	گونگے ہیں	اندھے ہیں	تو	وہ	نہیں	واپس آئیں گے (لوٹے)
خبر	خبر	خبر	حرف	مبتدا	حرف نفی	فعل مضارع، خبر

بامعاورہ ترجمہ: وہ حق سے بہرے گونگے اور اندھے ہو چکے ہیں اب وہ ہدایت کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔

لغوی نکات:

یہ کلمات بالترتیب اَصَمُّ اَبْكَمُّ اور اَعْلَى کی جمع ہیں۔ اور مبتدا محذوف کی خبریں ہیں هُمْ صُمُّ۔ مبتدا خبر۔ هُمْ بَكْمٌ۔ هُمْ عُمِيٌّ۔

اس جملے کے بعد ”إِلَى الْحَقِّ“ محذوف ہے کہ حق کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ (حق کی طرف نہیں لوٹتے)

تفسیری نکات: یہ تمثیل اس طبقے سے متعلق ہے جو حق کے واضح ہوجانے کے بعد محض تعصب اور عناد کی وجہ سے اس کی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ لوگ حق بات کو سننے سے بہرے، گونگے ہیں اور اس کو بولتے بھی نہیں ہیں۔ صراط مستقیم سے اندھے ہیں، یہ حق کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آسکتے، کیونکہ ان کی نیتیں خراب ہیں۔

أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٌ

أَوْ	كَ + صَيْبٍ	مِّنَ	السَّمَاءِ	فِي	ۚ	ظُلُمٌ
یا	مانند + تیز بارش	سے	آسمان	میں	اس	تاریکیاں
حرف عطف	حرف جر + مجرور	حرف جر	مجرور	(خبر مقدم) حرف جر	مجرور	مبتدا موخر معطوف علیہ

وَرَاعِدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ

وَرَاعِدٌ	وَرَاعِدٌ	وَرَاعِدٌ	وَرَاعِدٌ	وَرَاعِدٌ	وَرَاعِدٌ	وَرَاعِدٌ
اور	گرج	اور	چمک	ڈالتے ہیں	انگلیاں + انکی / اپنی	میں
حرف عطف	معطوف	حرف عطف	معطوف	فعل مضارع	مفعول مضاف + مضاف الیہ	حرف جر

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ {19}

مِّنَ	الصَّوَاعِقِ	حَذَرَ	الْمَوْتِ	وَاللَّهُ	مُحِيطٌ	بِالْكَافِرِينَ
سے	بجلیاں	ڈر (سے)	موت (کے)	اور	اللہ	گھیرنے والا
حرف جر	مجرور	مضاف	مضاف الیہ	حرف جر	مبتدا	خبر

بامحاورہ ترجمہ: یا ان کی مثال آسمان سے نازل ہونے والی اس تیز بارش کی سی ہے جس میں تاریکیاں، گرج اور چمک ہو وہ گرج اور چمک والی بجلیوں سے خائف ہو کر موت کی دہشت کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔

لغوی نکات:

كَصَيْبٍ	كَصَيْبٍ {ص وب} (ن) "صَابٌ يَصُوبُ" سے فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے (بارش کا اوپر سے نیچے آنا)۔
السَّيِّءِ	{س م و} (ن) سَيِّئٌ سَمُوٌّ کا اسم، لغوی معنی ہے (بلند ہونا) مراد آسمان ہے۔
فِيهِ	فِي + {میں ضمیر} - {ہ} کا مرجع صَيْبٍ ہے، مرکب جاری ہے اور خبر مقدم ہے۔ (اس میں)
ظَلَمَتْ	ظَلَمَتْ کی جمع ہے یہ مبتدا مؤخر ہے۔ اس کا مادہ {ظ ل م} ہے۔ اس سے باب (س) "ظَلِمَ يَظْلِمُ" استعمال ہوتا ہے اور اس کا مصدر ظَلَمَ ہے (تاریک ہونا) اور اگر یہ مادہ ظَلَمَ يَظْلِمُ (ض) سے استعمال ہو تو اس کا مصدر ظَلَّمَ استعمال ہوتا ہے اور معنی ہوگا (ظلم کرنا)۔
بَرْقٍ	{ب ر ق} (ن) بَرَقَ يَبْرُقُ کا مصدر ہے، (بجلی کا چمکنا)۔ اگر یہ مادہ (س) بَرَقَ يَبْرُقُ سے استعمال ہو تو معنی ہوگا (حیران ہونا، آنکھوں کا چندھیا جانا) قرآن مجید کی آیت "فَإِذَا بَرِقَ الْبَصُرُ" میں "بَرِقَ" اسی باب سے ہے۔
أَصَابِعَهُمْ	أَصَابِعٌ + هُمْ أَصَابِعٌ، اِصْبَغُ کی جمع ہے، یہ مرکب اضافی ہے مفعول ہے۔ (انگلیاں)
الصَّوَاعِقِ	{ص ع ق} (س) صَعِقَ يَصْعَقُ سے اسم الفاعل الصَّاعِقَةُ کی جمع ہے (بے ہوش کرنا) یہاں ہوش و حواس گم کر دینے والی بجلیاں اور ان کے ساتھ آنے والی گرج کی آواز مراد ہے۔

قرآن مجید کی لغوی تشریح

حَدَرَ النَّبُوتَ = معرّفہ + معرّفہ = مرکب اضافی ہے، اسی لئے ”النَّبُوتُ“ حالت جر میں ہے ”حَدَرَ“ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ لفظ يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ میں موجود فعل کی وجہ بیان کر رہا ہے اور ہر وہ اسم جو کسی فعل کی غرض و غایت اور سبب کو بیان کرے مفعول لہ کہلاتا ہے۔ یعنی جس طرح یہ لوگ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک سے خوف زدہ ہو کر اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے ہیں، اسی طرح منافقین بھی حق بات سننے سے اعراض کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ مُّحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ جملہ اسمیہ ہے ”اللّٰهُ“ مبتدا ہے اور ”مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ“ خبر ہے۔ مُحِيْطٌ کا مادہ (ح و ط) ہے اور یہ اَحَاطَ يُحِيْطُ (افعال) سے اسم الفاعل ہے جو کہ اصل میں اَحُوْطُ يُحُوْطُ تھا اور تعلیل کے بعد اَحَاطَ يُحِيْطُ استعمال ہوا۔ اس کا لغوی معنی (احاطہ کرنا، گھیرے میں لینا) ہے ”الْكَافِرِيْنَ“ كَفَرَ يَكْفُرُ (ن) سے اسم الفاعل ہے۔ ”ب“ کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ اس کا لغوی معنی (چھپانا) ہے اور کافر چونکہ اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ اس نعمت ایمان کو چھپاتا ہے جو فطرت بنا کر اس کے اندر ودیعت کر دی گئی ہے، اس لئے اسے اَلْكَافِرُ کہا جاتا ہے۔ انہیں گھیرے میں لینے سے مراد ہے کہ ایسے لوگ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

تفسیری نکات: اَوْ كَصِيْبٍ سے منافقوں کے بارے میں دوسری مثال بیان کی گئی ہے کہ قرآن کے نزول کے وقت یہ لوگ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ سن کر ان پر عمل نہ کرنا پڑے، جس طرح کوئی اندھیری رات میں بادلوں کی گرج و چمک اور خوفناک آوازوں کی شکل میں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ موت نہ آجائے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو ان کافروں اور منافقوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرِيُّ يَخْطِفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا اَضَاءَ

يَكَادُ	الْبَرِيُّ	يَخْطِفُ	اَبْصَارًا	هُمُ	كُلَّمَا	اَضَاءَ
قریب ہے	بجلی	اچک لے	نگاہوں	ان کی	جب کبھی	وہ روشنی کرتی ہے
فعل مضارع	اسم	فعل مضارع	مضاف (مفعول)	مضاف الیہ	حرف شرط	فعل ماضی

لَهُمْ مَسْؤًا فِيْهِ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ

لَهُمْ	مَسْؤًا	فِيْهِ	وَ	اِذَا	اَظْلَمَ	عَلَيْهِمْ
لئے + ان کے	چلتے ہیں	میں + اس	اور	جب	وہ تاریکی کرتی ہے	پر + ان
حرف جر + مجرور	فعل ماضی	حرف جر + مجرور	حرف عطف	حرف شرط	فعل ماضی	حرف جر + مجرور

قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ

قَامُوا	وَ	لَوْ	شَاءَ	اللَّهُ	لَ + ذَهَبَ
کھڑے ہو جاتے ہیں	اور	اگر	چاہے	اللہ	یقیناً + لے جائے
فعل ماضی	حرف عطف	حرف شرط	فعل ماضی	فاعل	حرف تاکید + فعل ماضی (فاعل)

بَسَمِعَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِنَّ اللَّهَ

بَسَمِعَهُمْ	وَ	أَبْصَارَهُمْ	إِنَّ	اللَّهُ
متعدی بنانے کے لئے + سماعت + ان کی	اور	بصارتیں	ان کی	اللہ
حرف جر + مجرور / مضاف + مضاف الیہ (معطوف علیہ)	حرف عطف	مضاف	مضاف الیہ معطوف	حرف تاکید

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ {20}

عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ
پر	ہر	چیز	بہت قدرت رکھنے والا
حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	إِنَّ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: عین ممکن ہے بجلی ان کی نگاہوں کو اچک لے۔ جب بجلی ان کیلئے راستہ روشن کرتی ہے، وہ اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے ہیں اور جب ان پر تاریکی چھا جاتی ہے تو رک جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہے تو وہ ان کی قوت سماعت سلب کر لے اور انہیں ان کی بصارتوں سے محروم کر دے، بلاشک و شبہ وہ ہر چیز پر (خوب) قادر ہے۔

لغوی نکات:

يَكَادُ الْبَرَقُ يَخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ يَكَادُ كَادٌ وَكَادٌ {ف} كَادٌ يَكَادُ سے فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اسکا معنی (قریب ہونا، عین ممکن ہونا) ہے۔ يَخْطِفُ كَادٌ مادہ {خ ط ف} ہے اور یہ يَخْطِفُ يَخْطِفُ (س) کا فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اسکا لغوی معنی (اچک لینا، چھپ لینا) ہے۔ جدید عربی میں (انگو کرنا) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ يَخْطِفُ میں هُوَ ضمیر فاعل ہے جسکا مرجع الْبَرَقُ ہے۔ أَبْصَارُهُمْ مضاف + مضاف الیہ = مفعول ہے۔ أَبْصَارًا كَادٌ واحد بَصْرٌ ہے، اس سے بَصْرٌ (ك) اور أَبْصَرُ (افعال) بھی استعمال ہوتا ہے۔ پورا معنی قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو اچک لے۔ كَلِمًا أَصَاءَ لَهُمْ مَسُوا فِيهِ كَلِمًا حرف شرط ہے۔ أَصَاءَ كَادٌ مادہ {ض و ع} ہے، اس سے (ن) صَاءٌ يَصُوُّ ثَلَاثِي مجرد استعمال ہوتا ہے

جس کا معنی (روشن ہونا) ہے اور (افعال) أَضَاءَ يُضِئُ ثلاثی مزید فیہ استعمال ہوتا ہے۔ باب افعال کی وجہ سے اس کا معنی (روشن کرنا) ہے۔ اس کا فاعل هُوَ ضمیر ہے جس کا مرجع اَلْبَرَقُ ہے۔ مَشَّوْا کا مادہ {هش ی} ہے۔ یہ لفظ (ض) مَشَى یَمْشُو سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب ہے۔ فِیْہِ مرکب جاری ہے۔ اصل میں فِی + وَا ہے، ثقل دُور کرنے کے لئے فِیْہِ استعمال کیا جاتا ہے۔ حرف شرط کی وجہ سے ماضی کے افعال کا ترجمہ مضارع کے معنی میں کیا گیا ہے۔

وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا إِذَا اسم ظرف بھی ہے اور حرف شرط بھی۔ أَظْلَمَ کا مادہ {ظ ل م} ہے، اس سے ظَلَمَ یُظْلِمُ (س) استعمال ہوتا ہے اور اس کا معنی (تاریک ہونا) ہے، یہ ضَاءَ یُضِئُ کی ضد ہے۔ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ شرط ہے اور قَامُوا جواب شرط ہے۔ قَامُوا کا مادہ {ق و م} ہے اور یہ قَامَ یَقُومُ سے فعل ماضی۔ جمع مذکر غائب ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَنَعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ نَوْ حرف شرط ہے۔ شَاءَ کا مادہ {ش ی ع} ہے اور یہ شَاءَ یَشَاءُ (ف) سے فعل ماضی، واحد مذکر غائب ہے۔ اصل میں شِئًا یَشِئُ تھما تعلیل کے بعد شَاءَ یَشَاءُ استعمالی شکل بنی۔ بِسَنَعِهِمْ (ب + سَنَعِ + هُمْ) میں ب لازم کو متعدی بنانے کے لئے ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ذَهَبَ کا معنی أَذْهَبَ ہوگا۔ اس صورت میں معنی میں شدت پیدا ہوجاتی ہے۔ سَنَعِ سے مراد قوت سماعت ہے شَاءَ اللَّهُ شرط ہے اور لَذَهَبَ بِسَنَعِهِمْ جواب شرط ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ جملہ اسمیہ ہے، اصل عبارت یوں ہے إِنَّ اللَّهَ قَدِيرٌ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ۔ عَلَىٰ شَيْءٍ کو پہلے لانے سے اس پر زور دینا اور اسے نمایاں کرنا مقصود ہے۔ یعنی کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی قدرت سے باہر ہو۔ كُلِّ کا لفظ چونکہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے، اس لئے شَيْءٍ حالت جر میں ہے۔

تفسیری نکات: یہ تمثیل منافقین کے اس طبقے سے متعلق ہے جو اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرتا مگر جہاد اور دیگر واجبات و اعمال سے گھبرا کر پھر ارادہ ترک کردیتا۔ منافقوں کو جب اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر آتی ہے تو بڑے خوش ہوتے ہیں اور جب کوئی پریشانی والی چیزیں نظر آتی ہیں تو سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اب کیا کریں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قوت سماعت و قوت بصارت اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جب ان کو صحیح استعمال میں نہیں لاؤ گے تو قریب ہے کہ اللہ ان نعمتوں کو چھین لے۔ کیونکہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ

يَا	أَيُّهَا	النَّاسُ	اعْبُدُوا	رَبَّ	كُمُ	الَّذِي	خَلَقَ	كُمُ
اے	متنبہ ہو جاؤ	لوگو!	تم عبادت کرو	رب	تمہارے (اپنے)	جس نے	پیدا کیا	تمہیں
حرف ندا	حرف تمیہ	منادی	فعل امر جمع	مفعول / مضاف	مضاف الیہ	اسم موصول، واحد	فعل ماضی	مفعول

قرآن مجید کی لغوی تشریح

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ {21}

و	الَّذِينَ	مِنْ	قَبْلِكُمْ	لَعَلَّ	كُمْ	تَتَّقُونَ
اور	ان کو جو	سے	پہلے	تمہارے	تا کہ	تقویٰ اختیار کرو
حرف عطف	اسم موصول، جمع	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	اِنَّ کا سہمی حرف مشبہ بالفعل	لَعَلَّ کا آم فعل مضارع لَعَلَّ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ متنبہ ہو جاؤ اے لوگو! تم اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم اس ہستی کا تقویٰ اختیار کرو (یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچ جاؤ)

لغوی نکات:

أَعْبُدُوا {ع ب د} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر۔ (عبادت کرنا)

حَلَقْتُمْ حَلَقٌ + كُمْ {خ ل ق} باب (ن) سے فعل ماضی + كُمْ مفعول۔ (پیدا کرنا)

تفسیری نکات: اللہ نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور تم سے پہلے لوگوں کا بھی اور جو خالق ہوگا اس کو ہی سجدہ کرنا چاہئے اور اس سے ہی ڈرنا چاہئے۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا

الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمُ	الْأَرْضَ	فِرَاشًا
جس نے	بنایا	تمہارے	زمین	ہموار / پچھونا
اسم موصول	فعل ماضی	مجرور	مفعول نمبر 1	مفعول نمبر 2

وَالسَّمَاءِ بِنَاءٍ ۖ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ

و	السَّمَاءِ	بِنَاءٍ	وَأَنْزَلَ	مِنَ	السَّمَاءِ	مَاءً	فَأَخْرَجَ
اور	آسمان کو	چھت	اور	اس نے اتارا	سے	آسمان	پانی
حرف عطف	جَعَلَ کا مفعول 1	مفعول 2	حرف عطف	فعل ماضی	حرف جر	مجرور	مفعول

بِهِ مِنَ الشَّرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا

بِ + ۴	مِنَ	الشَّرَاتِ	رِزْقًا	لَّكُمْ	فَ	لَا	تَجْعَلُوا
سے (ذریعہ سے) + اس	سے	پیداوار	رزق (مادی خوراک)	لئے	تمہارے	تو	بناؤ تم
حرف جر + مجرور	حرف جر	مجرور	مفعول	حرف جر	مجرور	حرف	فعل نہی

لِلَّهِ اٰنْدَادًا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ {22}

لِ + اللّٰهِ	اَنْتُمْ	وَ	اٰنْدَادًا	تَعْلَمُوْنَ
کے لئے + اللہ	تم	اور (حالانکہ)	مد مقابل - شریک	جاننے ہو
حرف جر + مجرور	مبتدا	حرف عطف / حالیہ	مفعول - نڈی کی جمع	فعل مضارع (خبر)

بامحاورہ ترجمہ جس نے تمہارے لئے زمین کو ہموار یعنی رہنے کے قابل بنایا اور آسمان کی چھت (یعنی تمہارے اوپر) بنایا اور اس نے آسمان سے پانی اتارا۔ تو (پھر) اس نے اس (پانی) سے پیداوار میں سے تمہارے لئے رزق مہیا کیا تو تم جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے مد مقابل ہستیاں (شرکاء) مت بناؤ۔

لغوی نکات:

الشَّرَاتِ کا معنی عموماً پھل کر دیا جاتا ہے جب کہ اس کا معنی وسیع تر ہے اور اس سے مراد زمین سے حاصل ہونے والی ہر قسم کی پیداوار ہے۔

رِزْقًا کو مفعول لہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا ”تمہارے لئے رزق یعنی مادی خوراک کی غرض سے اس نے زمین سے پیداوار نکالی“

وَ حرف عطف کے علاوہ حال کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے جسے واؤ حالیہ کہا جاتا ہے چنانچہ معنی ہوگا ”اس حال میں کہ.....“

تفسیری نکات: ان سے پہلی آیات میں ان 3 طبقات کا تعارف کرایا گیا جن کا قرآن مجید کو سامنا کرنا پڑا۔ ان کے طرز عمل اور ان کی جزا و سزا کا بھی ذکر ہوا۔ کسی بھی کتاب کے مکمل تعارف کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کے حالات اور معاصرین کے اس رد عمل کو بھی بیان کیا جائے جس سے اس کتاب کو واسطہ پڑا ہو۔ اسی لئے قرآن مجید کے آغاز میں بھی اس کا ذکر کیا گیا۔ مذکورہ بالا 2 آیات (آیت نمبر 21 اور 22) میں قرآن مجید کے پیش کردہ تصور توحید کی وضاحت کی گئی ہے۔ گویا کہ یہاں سے قرآن مجید کی بنیادی دعوت کا آغاز ہو رہا ہے۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی

وَ	اِنْ	كُنْتُمْ	فِي	رَيْبٍ	مِّنْ	مَّا	نَزَّلْنَا	عَلٰی
اور	اگر	تم ہو	میں	شک	سے	(اس) جو	ہم نے نازل کیا	پر
حرف عطف	حرف شرط	فعل ماضی	حرف جر	مجرور	حرف جر	موصولہ	فعل ماضی / جمع متکلم	حرف جر

عَبِدِنَا فَاتُوا بِسُورَاتٍ مِّنْ

عَبِدِنَا	فَا	تُوا	بِ	سُورَاتٍ	مِّنْ
بندے	ہمارے (اپنے)	تو + آؤ تم (لاؤ تم)	ب متعدی بنانے کے لئے	کوئی سورت	سے
مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف + فعل امر	حرف جر	مجرور	حرف جر

مِّثْلِهِ ۚ وَ ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ

مِّثْلِهِ ۚ	وَ	ادْعُوا	شُهَدَاءَكُمْ	مِّنْ
جیسی + اس کی	اور	تم بلاؤ	گواہی دینے والوں	تمہارے (اپنے)
مجرور مضاف + مضاف الیہ	حرف عطف	فعل امر	مفعول / مضاف	مضاف الیہ

دُونَ اللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ {23}

دُونَ	اللَّهُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
علاوہ	اللہ	اگر	تم ہو	سچے
مجرور / مضاف	مضاف الیہ	حرف شرط	فعل ماضی + اسم	کُنْتُمْ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: اور اگر تمہیں اس (کلام) میں کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی سورت بنا کر لاؤ اور (اس مقصد کے لئے) اللہ کے علاوہ اپنے سب حمایتی بھی بلاؤ (جو تمہارے ساتھ مل کر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی نازل کردہ کتاب نہیں) اگر تم سچے ہو۔

لغوی نکات:

کُنْتُمْ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ کان عربی زبان میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ”تھا“ کے معنی میں

بھی اور ”ہونا“ کے معنی میں بھی۔ یہاں دوسرے معنی میں ہے۔

فَاتُوا یہ اصل میں ف + اتوا تھا۔ اتوا کا پہلا ہمزہ پچھلے حرف کیساتھ مل کر ساکت (Silent) ہوا تو فَاتُوا پڑھا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں راج رسم الخط میں اس کو یوں لکھا جاتا ہے فَاتُوا یعنی الف کے اوپر ہمزہ کی علامت (ا) کے بغیر۔ یہ ائی یائیں سے فعل امر ہے جسکا ذاتی معنی تو ہے (آنا) لیکن اسکے بعد چونکہ (ب) حرف جر آرہا ہے، اس لئے معنی ہوگا (تم لاؤ)۔

تفسیری نکات: گزشتہ آیات میں توحید کے قرآنی تصور کو مدلل انداز سے پیش کرنے کے بعد اس آیت میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو بڑے عقلی و منطقی انداز سے ثابت کیا گیا ہے کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے منکرین قرآن مجید کے مقابلے میں پوری کتاب نہیں کم از کم ایک سورت ہی پیش کر دیں جس پر خود ان کا ضمیر مطمئن ہو جائے کہ ان کی بنائی ہوئی سورت قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر کی قوت کا مقابلہ کرتی ہے، ورنہ اس بات پر ایمان لانے میں کسی تردد اور تذبذب کے بغیر ادنیٰ سی بھی تاخیر نہ کریں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور ظاہر ہے جس پر نازل ہوتی ہے، وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

فَان لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا

فَ	اِنْ	لَّمْ	تَفْعَلُوا	وَ	لَكِنْ	تَفْعَلُوا
تو	اگر	نہ	کیا تم نے	اور	ہرگز نہیں	تم کر سکو گے
حرف شرط	حرف جازمۃ المضارع	فعل مضارع مجزوم	حرف عطف	حرف ناصبۃ المضارع	فعل مضارع منصوب	

فَاتَّقُوا النَّاسَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ

فَ	اتَّقُوا	النَّاسَ	الَّتِي	وَقُودُ	هَا	النَّاسِ
تو	ڈرو اور بچو	آگ (سے)	وہ جو	ایندھن ہیں	اس آگ کا	لوگ
حرف فعل امر جمع مذکر	مفعول (مونث سماعی)	اسم موصول (واحد مونث)	(مبتدا) مضاف	مضاف الیہ	(خبر) اسم معطوف علیہ	

وَالْحِجَارَةَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ {24}

وَ	الْحِجَارَةَ	الَّتِي	أُعِدَّتْ	لِ	الْكَافِرِينَ
اور	پتھر	تیار کی گئی ہے	(کے) لئے	کافروں	
حرف عطف	اسم (الحجر) کی جمع معطوف	ماضی مجہول	حرف جر	مجرور	

بامحاورہ ترجمہ: اگر تم نے ایسا نہ کیا اور (یاد رکھو) ہرگز تم کبھی نہیں سکو گے تو اس آگ سے ڈرو اور بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے جسے کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

لغوی نکات:

فَاتَّقُوا ف+اتَّقُوا۔ اتَّقُوا کا مادہ {وقی} ہے جو دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ① ڈرنا، ② بچنا۔ اس لئے اس کے ترجمے میں دونوں معنوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

أَعِدَّتْ اس کا مادہ {دع} ہے، اس سے باب افعال اَعَدَّ يُعِدُّ اِعْدَادًا استعمال ہوتا ہے۔ یہ ماضی مجہول ہے اور اس میں ہی ضمیر الثَّارِ کی طرف لوٹ رہی ہے جو مونث سماعی ہے۔ (تیار کی گئی ہے)

تفسیری نکات: اس آیت میں کافروں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اس قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور قیامت تک نہیں کر سکتے تو اس پر ایمان لاؤ وگرنہ اس جہنم میں تم کو داخل کیا جائے گا جس میں لوگ اور پتھر ڈالے جائیں گے اور وہ آگ کافروں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

و	بَشِّرِ	الَّذِينَ	آمَنُوا	و	عَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ
اور	آپ خوشخبری دیں	ان لوگوں کو جو	وہ ایمان لائے	اور	انہوں نے عمل کئے	نیک
حرف عطف	فعل امر (فعل + فاعل)	اسم موصول (مفعول)	فعل ماضی (صلہ)	حرف عطف	فعل ماضی (فعل + فاعل)	جمع سالم مونث مفعول

أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

أَنَّ	لَهُمْ	جَنَّاتٍ	تَجْرِي
کہ	ان (کے)	باغات	بہتی ہیں
حرف مشبہ بالفعل	مجرور (ضمیر متصل) خبر مقدمہ	أَنَّ کا اسم موخر (جمع سالم مونث)	فعل مضارع مجزئ (ض)

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ط كَلْبًا رِزْقًا مِنْهَا

مِنْ	تَحْتِ	هَا	الْأَنْهَارُ	كَلْبًا	رِزْقًا	مِنْ	هَا
سے	نیچے	ان کے	نہریں	جب بھی	انہیں دیا جائے گا	سے	ان
حرف جر	مضاف (مجرور)	مضاف الیہ	تَجْرِي کا فاعل	حرف شرط	ماضی مجہول (فعل + نائب فاعل)	حرف جر	مجرور (ضمیر متصل)

مِنْ شَرَّةٍ رَزَقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا

مِنْ	شَرَّةٍ	رَزَقًا	قَالُوا	هَذَا	الَّذِي	رَزَقْنَا
سے (کوئی)	پھل	دیا جانا (اہتمام کیا تھ)	وہ کہیں گے	یہ	جو	ہمیں دیا گیا
حرف جر (تبیضیہ)	مجرور	مفعول مطلق (تاکیدی مصدر)	فعل ماضی (فعل + فاعل)	اسم اشارہ (مبتدا)	اسم موصول (خبر)	ماضی مجہول (صلہ)

مِنْ قَبْلُ لَا وَأُتُوهُ مُتَشَابِهًا

مِنْ	قَبْلُ	و	أُتُوهُ	بِ	۴	مُتَشَابِهًا
سے	پہلے	حالانکہ	ان کے پاس لایا جائے گا	سے	اس	مٹا جلتا (مشابہ)
حرف جر	مجرور (مبنی علی الضم)	حالیہ	ماضی مجہول (اُتِيَ)	حرف جر للتعدي	مجرور	حال

وَلَهُمْ فِيهَا أَرْوَاحٌ

و	لِ	هُمُ	فِي	هَا	أَرْوَاحٌ
اور	لئے + اُن کے	میں	میں	اُس	بیویاں
حرف عطف	حرف جر + مجرور (ضمیر متصل) خبر مقدم	حرف جر	حرف جر	مجرور	ذُوج کی جمع (موصوف)

مُطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ {25}

مُطَهَّرَةٌ	و	هُمُ	فِي	هَا	خَالِدُونَ
پاکیزہ	اور	وہ	میں	میں + اُس	ہمیشہ رہیں گے
اسم المفعول (صفت) مبتدا مؤخر	حرف عطف	ضمیر منفصل (مبتدا)	حرف جر	حرف جر + مجرور	هُمُ کی خبر (اسم الفاعل جمع مذکر)

بامحاورہ ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اس بات کی خوشخبری سنا دیں کہ ان کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جب بھی ان باغات کا کوئی پھل بڑے اعزاز و اہتمام کے ساتھ ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا۔ حالانکہ (حقیقت یہ ہوگی کہ وہ پہلے پیش کیا جانے والا پھل نہیں ہوگا بلکہ) ان کے پاس لایا جائے گا اس سے ملتا جلتا اور ظاہری شکل و صورت میں اس سے مشابہ (پھل) (جو ذائقے میں پہلے پھل سے مختلف اور متنوع ہوگا) اور ان کے لئے اُن باغات میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات: عربی گرامر کا قاعدہ ہے ”اَلْفِعْلُ السَّاكِنُ اِذَا حَرَّكَ حَرْفَكَ بِاَلْكَسْرَةِ“ یعنی جب کوئی فعل ساکن ہو یعنی اس کے آخر میں سکون (◌ْ) ہو اور اسے اگلے لفظ کے ساتھ ملانے کے لئے حرکت دینی پڑ جائے تو زیر (◌ِ) کی حرکت لگائی جائے گی۔ اسی قاعدے کے مطابق بِشِيرًا + اَلَّذِيْنَ پڑھا گیا۔

الصِّلَاحَتِ مفعول ہے اور مفعول حالت نصب میں ہوتا ہے اور حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر آتی ہے لیکن یہاں زبر کی بجائے زیر (◌ِ) ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ یہ جمع سالم مونث ہے اور جمع سالم مونث کے آخر میں جہاں زبر (◌ِ) آنی چاہئے وہاں زیر (◌ِ) آتی ہے۔ یہی وجہ (جَنَّاتِ) کے آخر میں دو زیر (◌ِ) آنے کی ہے۔

تَجْرِي {ج ر ی} باب (ض) فعل مضارع۔ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ يَجْرِيْ كِي بَجَائِ تَجْرِيْ یعنی مونث کا صیغہ اس لئے استعمال ہوا ہے کہ اس کا فاعل اَلَّذِيْنَ جمع مکرر غیر مائل ہے۔ (چلنا، بہنا)

مِنْ (حرف جر) بعض اوقات ”سے“ کی بجائے ”کوئی“ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسے مِنْ تَعْيِيْضِيْہ کہا جاتا ہے یعنی بَعْضُ کے معنی میں۔

رُزِقُوا فعل ماضی مجہول ہے لیکن اس کا ترجمہ مستقبل میں اس لئے کیا گیا ہے کہ كَلَّمْنَا حرف شرط ہے اور شرط فعل ماضی سے پہلے آجائے تو اس کا ترجمہ مستقبل میں کیا جاتا ہے، اس لئے کہ کوئی شرط مستقبل کے لئے ہی عائد کی جاسکتی ہے۔ کسی فعل کے بعد اس کا مصدر استعمال ہو تو اسے مفعول مطلق کہا جاتا ہے اور وہ تاکید و اہتمام کا معنی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اسے تاکیدی مصدر بھی کہا جاتا ہے۔ رُزِقُوا اس آیت میں رُزِقُوا کے بعد اسی مقصد کے لئے لایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ترجمے میں اس کا معنی ”بڑے اعزاز و اہتمام کے ساتھ“ کیا گیا ہے۔

اُنُّوْا {عت ی} باب (ض) اُنُّوْا اُنُّوْا سے فعل ماضی مجہول۔ جمع مذکر غائب ہے۔ یہ اصل میں اُنُّوْا تھا۔ ی کا ضمہ ما قبل کو دے کر ی کو گرا دیا۔ اُنُّوْا رہ گیا۔ اس کا ذاتی معنی تو ہے (آنا) لیکن اس کے بعد (ب) آجائے تو معنی ہو جاتا ہے (لانا) اس لئے اس (ب) کو بائے تعدی کہا جاتا ہے یعنی وہ (ب) جو لازم کو متعدی بناتی ہے۔

تفسیری نکات: اس سے قبل توحید اور رسالت کا ذکر ہوا۔ اب آخرت کے ذکر کا آغاز ہو رہا ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرت میں دیگر قوتوں کے ساتھ ساتھ ذائقے کی قوت (Sense of Tasting) میں بھی بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ ایک ہی شکل کے پھلوں میں بے شمار ذائقے ہوں گے اور جنتی اُن تمام ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ دنیا میں رہ کر ہم دو قسم کی لذتوں سے آشنا ہیں۔ ① کھانے پینے کی لذت، ② جنس (Sex) کی لذت۔ ان آیات میں ان دونوں لذتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ کا مطلب ہے کہ انہیں یہ یقین دلا دیا جائے گا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کوئی قوت انہیں ان ایوانوں اور محلات سے بے دخل نہیں کر سکے گی اور نہ ہی ان نعمتوں، لذتوں اور راحتوں سے محروم کر سکے گی۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيَ أَنْ يَضْرِبَ

يَضْرِبَ	أَنْ	يَسْتَحْيَ	لَا	اللَّهُ	إِنَّ
وہ بیان کرے	کہ	حجک / شرم محسوس کرتا ہے	نہیں	اللہ	یقیناً / بیشک
فعل مضارع (منسوب)	حرف ناصبہ المضارع	فعل مضارع حیاء سے ماخوذ ہے	حرف نفی	إِنَّ کا اسم	حرف تاکید، حرف مشبہ بالفعل

مَثَلًا مَّا بَعُوضَةٌ فَمَا فَوْقَهَا ط

مَثَلًا	مَّا	بَعُوضَةٌ	فَ	مَّا	فَوْقَ	هَآ
مثال	کوئی بھی	مچھر (کی)	تو، پھر	جو	اوپر	اس کے
مفعول	برائے تاکید	مثلاً کی وضاحت / بدل	حرف	موصولہ	ظرف مکان / مضاف	مضاف الیہ

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ

فَ	أَمَّا	الَّذِينَ	آمَنُوا	فَ	يَعْلَمُونَ	أَنَّ + هُ
تو	جہاں تک تعلق ہے	ان لوگوں کا جو	وہ ایمان لائے	تو	وہ جانتے ہیں	کہ + وہ
حرف	حرف تقابل	اسم موصول	فعل ماضی	حرف	فعل مضارع	حرف مشبہ بالفعل + أَنَّ کا اسم

الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَ أَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

الْحَقُّ	مِنْ	رَبِّ	هِمْ	وَ	أَمَّا	الَّذِينَ	كَفَرُوا
حق ہے	سے	رب	ان کے	اور	جہاں تک تعلق ہے	ان لوگوں کا جو	انہوں نے کفر کیا
أَنَّ کی خبر	حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	حرف تقابل	اسم موصول	فعل ماضی

فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۖ

فَ	يَقُولُونَ	مَاذَا	أَرَادَ	اللَّهُ	بِ	هَذَا	مَثَلًا
تو	وہ کہتے ہیں	کیا کچھ	ارادہ کیا / چاہا	اللہ نے	سے / کی	اس	مثال دے کر
حرف	فعل مضارع	حرف استفہام	فعل ماضی	فاعل	حرف جر	اسم اشارہ / مجرور	مفعول

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۗ وَيَهْدِي بِهِ

بِ + ۴	يَهْدِي	وَ	كَثِيرًا	بِ + ۴	يُضِلُّ
سے + اس	وہ ہدایت دیتا ہے	اور	بہت سوں کو	سے + اس	وہ گمراہ کرتا ہے
حرف جر + ضمیر مجرور	فعل مضارع	حرف عطف	مفعول	حرف جر + ضمیر مجرور	فعل مضارع (افعال)

كَثِيرًا ۗ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفٰسِقِينَ ﴿٢٦﴾

الْفٰسِقِينَ	إِلَّا	بِ + ۴	يُضِلُّ	مَا	وَ	كَثِيرًا
فاسقوں کو	مگر	سے + اس	وہ گمراہ کرتا ہے	نہیں	اور	بہت سوں کو
مستثنیٰ	حرف استثناء	حرف جر + ضمیر مجرور	فعل مضارع (افعال)	نافیہ	حرف عطف	مفعول

بامحاورہ ترجمہ: بے شک اللہ (اپنی مخلوقات میں سے) کوئی بھی مثال بیان کرنے میں شرم یا جھجک محسوس نہیں کرتا ہے۔ مچھر کی یا پھر جو اس سے بڑی مخلوق (کبھی) ہے (یا جو حقارت میں اس سے بھی بڑھ کر ہے) تو جو لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ جانتے ہیں (یقین رکھتے ہیں) کہ وہ ان کے رب کی طرف سے (نازل کردہ) حق ہی ہے اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے کیا (ثابت کرنا) چاہا ہے۔ اس کی مثال دے کر، وہ اس (قرآن یا مثال) سے بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے، اس سے بہت سوں کو اور وہ اس سے صرف فاسقوں کو ہی گمراہ کرتا ہے۔

لغوی نکات

یہ فعل عثمانی رسم الخط کے مطابق لکھا گیا ہے تمام عربی الاء کے مطابق عموماً اسے یوں لکھا جاتا ہے یَسْتَحْيِي اس کا فعل ماضی اسْتَحْيِيَ ہے۔ یہ فعل حَيَاء سے بھی ماخوذ ہو سکتا ہے اور حَيَاء سے بھی۔ اگر حَيَاء سے ماخوذ ہو تو معنی ہوگا (شرم محسوس کرنا) اور اگر حَيَاء سے ماخوذ ہو تو مفہوم ہوگا (زندہ رہنے دینا، زندہ رکھنا) اس آیت میں حَيَاء سے ماخوذ ہے جب کہ قرآن مجید کی آیت یَسْتَحْيِيُونَ نِسَاءَهُمْ میں یہ فعل حَيَاء سے ماخوذ ہے۔ (مَثَلًا مَا) یہاں مآتا کید کے لئے استعمال ہوا ہے چنانچہ ترجمہ کیا گیا ہے ”کوئی بھی“ اِنَّهُ الْحَقُّ چونکہ یہاں حَقُّ کی بجائے الْحَقُّ ہے یعنی خبر کو معرفہ لایا گیا ہے، اس لئے اس کا گرائمر کے مطابق معنی ہوگا ”وہ حق ہی ہے“۔

تفسیری نکات: ① گزشتہ آیات میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کا حوالہ دیا گیا تھا چنانچہ اسی مناسبت سے قرآن مجید پر چند جاہل مذہبی پیشواؤں کی طرف سے اٹھائے جانے والے ایک اعتراض کے حوالے سے کہا گیا کہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ قرآن مجید میں مکھی اور مکڑی وغیرہ کی تمثیلات کیوں دی گئی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں اور ظاہر ہے کسی حقیقت کو تمثیلی انداز سے بیان کرنے کے لئے وہ اپنی کسی بھی مخلوق کا حوالہ دے سکتا ہے۔

② فسق کا لفظی معنی ہے ”حد اطاعت سے باہر نکلنا“ چنانچہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ خود ہی اللہ کے قوانین کو توڑ کر حد اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں وہی اللہ کے قانون گمراہی کی زد میں آتے ہیں، اس لئے کہ وہ ان پر ہدایت اختیار کرنے کے لئے جبر نہیں فرماتا۔

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ

الَّذِينَ	يَنْقُضُونَ	عَهْدَ	اللَّهِ	مِنْ	بَعْدِ	مِيثَاقِهِ	۴
جو لوگ	توڑتے ہیں	وعدہ	اللہ کا	سے	بعد	پختہ کرنا	اسے
اسم موصول	فعل مضارع (ن)	مفعول / مضاف	مضاف الیہ	حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ / مضاف	مضاف الیہ

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ

وَيَقْطَعُونَ	مَا	أَمَرَ	اللَّهُ	بِهِ	أَنْ	يُوصَلَ
اور وہ کاٹ دیتے ہیں	جو	حکم دیا	اللہ نے	سے / متعلق	اس	اسے ملایا جائے / جوڑا جائے
حرف عطف	فعل مضارع (ف)	موصولہ	فعل ماضی (ن)	فاعل	حرف جر	مجرور
حرف عطف	فعل مضارع (ف)	موصولہ	فعل ماضی (ن)	فاعل	حرف جر	مجرور

وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ {27}

وَيُفْسِدُونَ	فِي	الْأَرْضِ	أُولَٰئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُونَ
فساد پھیلاتے ہیں	میں	زمین	وہ	ہی	نقصان اٹھانے والے
حرف عطف	فعل مضارع (افعال)	حرف جر	مجرور	اسم اشارہ / مبتدا	برائے حصر (س) سے اسم الفاعل الخبر

بامعاورہ ترجمہ: جو اللہ سے کئے گئے اس پختہ وعدے کو توڑ ڈالتے ہیں جو اللہ نے ان سے لے رکھا ہے اور وہ اس تعلق کو کاٹ دیتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملا کر (یا جوڑ کر) رکھا جائے اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ لوگ ہی نقصان

اٹھانے والے ہیں (ایسا کر کے وہ اپنی ہی دنیا و عاقبت برباد کر رہے ہیں)۔

لغوی نکات:

مِثْقًا + ۵ یہ مصدر میمی بھی اور بطور اسم مشتق کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا معنی ”پختہ اور مضبوط کرنا“ بھی ہے اور ”مضبوط عہد و پیمان“ بھی۔

تفسیری نکات: اس آیت میں کہا گیا ہے کہ فاسق وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں یعنی وہ حقوق اللہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہاں عہد سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ عہد ہے جو اس نے ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی“ کی صورت میں اپنے بندوں سے لیا تھا اور اس عہد کو ان کی فطرت کا حصہ بنا دیا اور ان کی سرشت میں شامل کر دیا تھا اور ”يَقْطَعُونَ...“ سے مراد یہ ہے کہ وہ قطع رحمی کر کے حقوق العباد کو پامال کرتے ہیں اور ظاہر ہے جس معاشرے میں نہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی جائے اور نہ حقوق العباد کا خیال رکھا جائے لازماً وہاں فساد اور بگاڑ تو پیدا ہوگا۔ اس لئے کہا گیا ”وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ“ یعنی اس طرح سے وہ زمین کے نظام کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ

كَيْفَ	تَكْفُرُونَ	بِ	اللَّهِ	وَ	كُنْتُمْ
کیسے / کس بنیاد پر	تم کفر کرتے ہو	سے / ساتھ	اللہ کے	اس حال میں جبکہ	تم تھے
حرف استفہام	فعل مضارع	حرف جر	مجرور	واو حالیہ	فعل ماضی + کان کا اسم

أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

أَمْوَاتًا	فَ	أَحْيَاكُمْ	ثُمَّ	يُمِيتُكُمْ	ثُمَّ
مردہ / بے جان	تو	اس نے زندگی بخشی + تمہیں	پھر	وہ مارتا ہے + تمہیں	پھر
کان کی خبر	حرف	فعل ماضی، فاعل + مفعول	حرف عطف	أَمَاتَ كَا فَعْلٍ مَضْرَعٍ + مَفْعُولٍ	حرف عطف

يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ {28}

يُحْيِي	كُم	ثُمَّ	إِلَى + ۵	تُرْجَعُونَ
وہ زندہ کرے گا	تمہیں	پھر	طرف + اس کی	تم لوٹائے جاؤ گے
أَحْيَى كَا فَعْلٍ مَضْرَعٍ	مفعول	حرف عطف	حرف جر + مجرور	مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (ض)

بامحاورہ ترجمہ: تم کس بنیاد پر اللہ کا یعنی اللہ کی اس قدرت کا کہ وہ تمہیں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے) انکار کرتے ہو جب کہ تم مردہ تھے (یعنی تمہارا وجود نہ تھا) تو اس نے تمہیں زندگی بخشی (یعنی عدم سے وجود عطا کیا) پھر وہ تمہیں مارتا ہے (موت سے ہمکنار کرتا ہے) پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (یعنی حتمی فیصلے کے لئے تمہیں اسی سے رجوع کرنا ہوگا)۔

لغوی نکات:

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اِلَيْهِ یعنی مرکب جاری کو فعل سے پہلے لانے کی وجہ سے اس میں حصر کا معنی پیدا ہو گیا ہے چنانچہ ترجمہ ہوگا ”تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے“ یعنی فیصلے کا اختیار صرف اسی کے پاس ہوگا۔ کسی اور ہستی کو فیصلہ کرنے یا فیصلے میں مداخلت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

تفسیری نکات: اس آیت میں عقیدہ آخرت کو بڑے سادہ، فطری اور عقلی انداز سے ثابت کیا گیا ہے۔ استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ہستی تمہیں پہلی دفعہ پیدا کرنے اور پھر موت سے ہمکنار کرنے پر قادر ہے اس کے لئے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کیسے ناممکن ہو جائے گا؟ جس ہستی نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ کی اس قدرت اور اختیار کا انکار آخر تم کس بنیاد پر کرتے ہو؟ اس کا تمہارے پاس کیا عقلی جواز ہے؟

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

هُوَ	الَّذِي	خَلَقَ	لَكُمْ	مَا	فِي	الْأَرْضِ	جَمِيعًا
وہ/وہی	جو	اس نے پیدا کیا	لئے	تمہارے	جو	زمین	سب/تمام
ضمیر	اسم موصول	فعل ماضی (ن)	حرف جر	مجرور	موصولہ	حرف جر	مفعول (تاکید)

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ

ثُمَّ	اسْتَوَىٰ	إِلَى	السَّمَاءِ	فَ + سَوَّاهُنَّ	هُنَّ
پھر	وہ برابر ہوا/متوجہ ہوا	طرف	آسمان کی	تو+ اس نے برابر کیا/ٹھیک طرح سے بنایا	انہیں
حرف عطف	فعل ماضی (افتعال)	حرف جر	مجرور	حرف + فعل ماضی (تفعیل)	مفعول 1

سَبْعَ سَوَاتٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ {29}

سَبْعَ	سَوَاتٍ	وَ	هُوَ	بِ	كُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيمٌ
سات	آسمان	اور	وہ	سے/کو	ہر	چیز	اچھی طرح جاننے والا
عدد (مفعول 2)	معدود	حرف عطف	ضمیر/مبتدا	حرف جر	مجرور/مضاف	مضاف الیہ	خبر

بامحاورہ ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے انہیں ٹھیک طرح سے (یعنی ہر نقص اور خلل سے پاک) سات آسمانوں کی شکل دی اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

اسْتَوَىٰ اِلَىٰ کا لفظی معنی ہے ”کسی چیز کی طرف برابر ہونا، سیدھا ہونا“ مراد ہے ”کسی چیز کی طرف توجہ کرنا، متوجہ ہونا“۔
سَوَّىٰ کا لفظی معنی ہے ”کسی چیز کو برابر کرنا“ مراد ہے کسی چیز کی نوک پلک سنوارنا، ٹھیک طرح سے بنانا، کسی چیز کو فائل Touch دینا۔
یہ اسم مبالغہ ہے، عَلِمَ جاننے والا، عَلِمَ اچھی طرح، بخوبی جاننے والا۔

تفسیری نکات: آخرت کی دلیل کے طور پر کہا جا رہا ہے کہ جس ہستی نے اتنی وسیع کائنات کو پیدا کیا ہے، انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اس کی قدرت سے باہر کیسے ہو جائے گا.....؟

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ سے مراد یہ ہے کہ وہ کائنات کو پہلی دفعہ پیدا کر کے اسے دوبارہ پیدا کرنے کا طریقہ، معاذ اللہ، بھول تو نہیں جائے گا۔ وہ تو کائنات کے ایک ایک ذرے اور تخلیق کے تمام پہلوؤں سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس آیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حساب لینے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ وہ تمام انسانوں اور ان کے تمام اعمال کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ

وَ	اِذْ	قَالَ	رَبُّكَ	لِ	الْمَلٰٓئِكَةِ	اِنِّیْ
اور	جب	کہا	رب	آپ کے (نے)	فرشتوں	بے شک / یقیناً + میں
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی	مضاف / فاعل	مضاف الیہ	حرف جر	حرف تاکید + اِنِّیْ کا اسم

جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۗ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ

جَاعِلٌ	فِی	الْاَرْضِ	خَلِیْفَةً	قَالُوْۤا	ا	تَجْعَلُ
بنانے والا ہوں	میں	زمین	نمائندہ	انہوں نے کہا	کیا	تو بنانا (مقرر کرتا ہے)
اسم الفاعل اِنِّیْ کی خبر	حرف جر	مجرور	جَاعِلٌ کا مفعول	فعل ماضی جمع مذکر غائب	حرف استفہام	فعل مضارع واحد مذکر مخاطب

فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ

فِیْ	ہَا	مَنْ	یُّفْسِدُ	فِیْ	ہَا	وَ	یَسْفِكُ	الدِّمَآءَ
میں	اس	جو	فساد کرے گا	میں + اس	اور	وہ بہائے گا	خونوں کو	
حرف جر	ضمیر مجرور	موصولہ	اَفْسَدَ سے فعل مضارع	حرف جر + ضمیر مجرور	حرف عطف	فعل مضارع	الذَّم کی جمع / مفعول	

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۝

وَ	نَحْنُ	نُسَبِّحُ	بِ	حَمْدِكَ	وَ	نُقَدِّسُ	لَكَ
حالا کہ	ہم	تسبیح بیان کرتے ہیں	سے/ساتھ	حمد	تیری	ہم تقدیس کرتے ہیں	لئے
تیرے	تیرے	تیرے	تیرے	تیرے	تیرے	تیرے	تیرے
حالیہ	مبتدا	فعل مضارع / خبر	حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	قَدَّسَ کا فعل مضارع

قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ {30}

قَالَ	إِنِّي	أَعْلَمُ	مَا	لَا	تَعْلَمُونَ
اس (اللہ) نے کہا	بے شک	میں	جانتا ہوں میں	جو	نہیں
فعل ماضی	حرف تاکید	إِنِّ کا اسم	فعل مضارع واحد تکلم	موصولہ	حرف نفی
فعل ماضی	حرف تاکید	إِنِّ کا اسم	فعل مضارع واحد تکلم	موصولہ	حرف نفی

بامعاورہ ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا ”یقیناً میں زمین میں ایک نمائندہ بنانے (مقرر کرنے) والا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تو اس میں اس مخلوق کو (نمائندہ) بنائے (مقرر کرے) گا جو اس میں فساد پھیلانے گا (زمین کے نظام کو بگاڑے گا) اور خون ریزی (قتل و غارت گری) کرے گا، حالانکہ ہم (جو موجود ہیں) تیری حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ تسبیح بھی بیان کرتے ہیں اور تیرے لئے تقدیس بھی کرتے ہیں یعنی ماحول کو تیری نافرمانی سے پاک صاف بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اس (اللہ) نے کہا ”پیشک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔“

لغوی نکات:

خَلِيفَةً اس کا لفظی معنی ہے ”الَّذِي يَخْلُفُ بَعْضُهُ بَعْضًا“ یعنی جو ایک دوسرے کے پیچھے آئے۔ مراد ی معنی ہے ”نمائندہ“
نَحْنُ نُسَبِّحُ کو شروع میں لانے کا مقصد لفظ ”ہم“ پر زور دینا ہے یعنی ہم جو موجود ہیں، تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک قرار دینا اور حمد سے مراد اسے تمام اعلیٰ صفات کا سزاوار قرار دینا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن مجید کا موضوع چونکہ انسان اور اس کی ہدایت ہے، اس لئے آغاز میں ہی انسان کے متعلق وضاحت کی جا رہی ہے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کہاں چلا جاتا ہے؟ اور جہاں چلا جاتا ہے، وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ چنانچہ انسان کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں ایک نمائندہ مقرر کرنے والا ہوں جسے اپنے احکامات کی تعمیل کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دوں گا تو فرشتوں کے لئے یہ بڑی تعجب کی بات تھی، اس لئے کہ وہ تو مجبور محض مخلوق ہیں انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، وہ اس کے پابند ہوتے ہیں۔ اپنا کوئی اختیار استعمال نہیں کر سکتے، بالکل روبرو کی طرح جو Fedded ہے، وہی کرنا ہے۔ فرشتوں کے ذہن میں آیا کہ اگر اسے دونوں اختیارات حاصل ہوں گے تو وہ تو اللہ کے قوانین کو توڑ کر

قرآن مجید کی لغوی تشریح

زمین کو فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کی آماجگاہ بنا دے گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے استفسار کیا کہ اللہ! تجھے اس نئی مخلوق کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے جب کہ ہم تیری تسبیح اور حمد و ثناء میں مصروف ہیں اور ماحول کو تیری نافرمانی اور فتنہ و فساد سے پاک اور محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

و	عَلَّمَ	آدَمَ	الْأَسْمَاءَ	كُلَّهَا	هَآ
اور	اس نے سکھائے	آدم علیہ السلام کو	نام	تمام	وہ (ان کے)
حرف عطف	فعل ماضی (تفعیل)	مفعول 1 (غیر منصرف)	مفعول 2 (الاسم کی جمع)	مضاف (تاکید)	مضاف الیہ (ضمیر متصل)

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ

ثُمَّ	عَرَضَ	هُمْ	عَلَى	الْمَلَائِكَةِ	فَ	قَالَ
پھر	اس نے پیش کیا	انہیں	پر	فرشتوں	تو	اس نے کہا
حرف عطف	فعل ماضی + فاعل	مفعول (ضمیر متصل)	حرف جر	مجرور	حرف	فعل ماضی

أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ {31}

أَنْبِئُونِي	بِ	أَسْمَاءِ	هَؤُلَاءِ	إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ
تم خبر دو (بتاؤ)	مجھے	ناموں	ان کے	اگر	ہو تم	سچے
فعل امر (فاعل)	مفعول (ضمیر متصل)	حرف جر	مضاف (مجرور)	مضاف الیہ	حرف شرط	فعل ناقص آم

بامحاوہ ترجمہ: اور اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے۔ پھر اس نے ان ناموں کو فرشتوں پر پیش کیا۔ تو اس نے کہا تم مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے موقف میں) سچے یعنی برحق ہو۔

لغوی نکات:

كُلَّهَا میں ہا ضمیر الْأَسْمَاءِ کی طرف لوٹ رہی ہے اور الاسماء چونکہ جمع مکسر غیر عاقل ہے، اس لئے یہاں مونث کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ (سب کے سب)

عَرَضَهُمْ میں ہم ضمیر اس لئے استعمال کی گئی کہ جنہیں سیدنا آدم علیہ السلام پر پیش کیا گیا تھا، ان میں مقدس شخصیات بھی شامل تھیں۔ ان کا لحاظ کرتے ہوئے جمع کی ضمیر استعمال ہوئی۔ واضح رہے کہ عاقل مخلوق کے لئے واحد مونث نہیں بلکہ اس

کے مطابق ضمیر استعمال ہوتی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے انسان کو فرشتوں پر اس لحاظ سے فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اسے کائنات کا مشاہدہ کر کے اس پر غور و خوض کر کے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت عطا کی جب کہ فرشتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت و استعداد ودیعت نہیں کی۔ جو فرشتہ کائنات کے جس شعبے کے نظام پر مقرر ہے، اسے اس کے متعلق ہی معلومات حاصل ہیں، اس میں غور و خوض کر کے از خود نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ یعنی فرشتوں کے پاس معلومات (Informations) ہیں اور انسان کے پاس علم (Knowledge or Science) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں سے مختلف اشیاء کے نام پوچھے تو وہ جواب نہ دے سکے اور انہوں نے فوراً ندامت و پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی۔

بعض مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء کے ساتھ ساتھ فرشتوں سے انبیاء و صالحین کے اسمائے گرامی بھی پوچھے جس پر انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ ان کا استدلال جیسا کہ لغوی نکات میں گزر چکا ہے، یہ ہے کہ عنہم میں ہم ضمیر کا استعمال عاقل مخلوق کیلئے ہے۔ اگر محض بے جان اشیاء یا غیر عاقل مخلوق کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا تو ہم کی بجائے ہا کی ضمیر استعمال ہوتی۔ ان کے نزدیک ہم۔ ضمیر کا استعمال تغلیباً ہوا ہے۔ انبیاء و صالحین کے اسمائے گرامی پوچھنے میں کیا حکمت تھی، اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا

قَالُوا	سُبْحَانَ	كَ	لَا	عِلْمَ	لَنَا	قَا
انہوں نے کہا	پاکیزگی	تیری	نہیں	علم	لئے	ہمارے
فعل ماضی جمع مذکر غائب	مضاف	مضاف الیہ	برائے نفی جنس	لا کا اسم	حرف جر	مجرور

إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ {32}

إِلَّا	مَا	عَلَّمْتَنَا	نَا	إِنَّ	كَ	أَنْتَ	الْعَلِيمُ	الْحَكِيمُ
مگر	جو	تو نے سکھایا	ہمیں	بے شک	تو	ہی	خوب جاننے والا	بڑی حکمت والا
حرف استثناء	موصولہ	فعل ماضی + فاعل	مفعول	حرف تاکید	اِنَّ کا اسم	برائے حصر	خبر 1	خبر 2

بامعاورہ ترجمہ: انہوں نے یعنی فرشتوں نے کہا ہم تجھے ہر عیب سے پاک قرار دیتے ہیں۔ ہمیں تو اس کے علاوہ جو تو نے سکھایا ہے کچھ علم نہیں بے شک تو خوب ہی جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

لغوی نکات:

سُبْحٰنَكَ میں سُبْحَانَ مصدر ہے اور مفعول مطلق ہے، اس سے پہلے نُسْبِہٌ محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں ہے نُسْبِہٌ سُبْحَانَكَ

یعنی ”ہم تجھے ہر عیب سے پاک قرار دیتے ہیں جس طرح کہ پاک قرار دینے کا حق ہوتا ہے۔“ واضح رہے تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات، تخلیق اور صفات کو ہر عیب اور نقص سے پاک قرار دینا ہے۔ ”تو پاک ہے“ اس کا مرادی معنی ہے۔

تفسیری نکات: فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق ہیں جو ہر وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اللہ کی نافرمانی کا ان کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے۔ جب اللہ نے فرشتوں سے ناموں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمیں تو وہ معلوم ہے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے باقی اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس مخلوق (انسان) کے پیدا کرنے کی حکمت تو ہی جانتا ہے تیرے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

قَالَ يَا اٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاسْمَائِهِمْ

قَالَ	يَا	اٰدَمُ	اَنْبِئْ	هُمُ	بِ	اَسْمَاءِ	هُمْ
اس نے کہا	اے	آدم علیہ السلام	تو خبر دے / تو بتا	انہیں	کی	ناموں	ان کے
فعل ماضی	حرف ندا	منادی	اَنْبِئْ اِنْبِئِي سے فعل امر	مفعول	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ

فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ بِاسْمَائِهِمْ

فَ	لَمَّا	اَنْبَاَ	هُمْ	بِ	اَسْمَاءِ	هُمْ
تو	جب	خبر دی / بتائے	انہیں	کی	نام	ان کے
حرف	ظرف زمان	فعل ماضی + فاعل	مفعول	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ

قَالَ	اَلَمْ	اَقُلْ	لَكُمْ
اس نے کہا	کیا	میں نے کہا	نہیں
فعل ماضی	حرف استفہام	فعل مضارع مجزوم	حرف جازمۃ المضارع

اِنَّيْ اَعْلَمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اِنَّ + نِي	اَعْلَمُ	غَيْبِ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ
بے شک + میں	جانتا ہوں میں	غیب	آسمانوں کا	اور	زمین کا
حرف مشبہ بالفعل + اِنَّ کا اسم	فعل مضارع واحد متکلم	مفعول / مضاف	مضاف الیہ (معطوف علیہ)	حرف عطف	(معطوف)

وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ {33}

وَأَعْلَمُ	مَا	تُبْدُونَ	وَمَا	كُنْتُمْ	تَكْتُمُونَ
اور	میں جانتا ہوں	جو	تم ظاہر کر رہے ہو	اور	تم چھپا رہے
حرف عطف	فعل مضارع	موصولہ	افعال ابندی یبْدی سے فعل مضارع	حرف عطف	فعل ماضی
فعل مضارع	موصولہ	افعال ابندی یبْدی سے فعل مضارع	حرف عطف	موصولہ	فعل ماضی

بامحاورہ ترجمہ: اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا: اے آدم تم انہیں یعنی فرشتوں کو ان کے (جنہیں سامنے لایا گیا تھا) نام بتاؤ۔ تو جب انہوں نے یعنی سیدنا آدم علیہ السلام نے ان کے نام بتائے اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا بے شک میں آسمانوں اور زمین کے غیب یعنی خفیہ حقائق اور پوشیدہ رازوں کو جانتا ہوں اور میں اسے بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کر رہے ہو اور اسے بھی جسے تم چھپا رہے تھے۔

لغوی نکات:

أَنْبِئْهُمْ + هُمْ {ن بء} باب افعال سے فعل امر، واحد مذکر (خبر دینا)
 أَلَمْ أَقُلْ + لَمْ + أَقُلْ {ق ول} باب (ن) سے فعل جحد معلوم اصل میں أَقُولُ تھا، واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو گرا دیا، أَقُلْ ہوا (کہنا)

مَا تُبْدُونَ {ب دو} باب افعال، ابْدی یبْدی سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب (ظاہر کرنا)

تَكْتُمُونَ {ك ت م} باب (ن) كَتَمَ يَكْتُمُ سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب (چھپانا)

تفسیری نکات: جن مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء کے ساتھ فرشتوں سے انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی بھی پوچھے تھے، وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کے ذہن میں جب یہ اشکال پیدا ہوا کہ جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے ساتھ ساتھ اس کی نافرمانی کا اختیار بھی ہوگا، وہ تو اس کی نافرمانی کر کے زمین کو فتنہ و فساد سے بھر دے گی تو ان کے اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو بھی ان کے سامنے لے کر آیا اور پوچھا: بتاؤ تم نے ان کے متعلق کچھ جانتے ہو؟ فرشتوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان مقدس شخصیات کے تعارف اور مشن سے آگاہ فرمایا کہ اگر زمین میں احکامات الہیہ کے خلاف باغیانہ طرز عمل اختیار کرنے والے ہوں گے تو ان کی اصلاح کی ذمہ داری کا فریضہ انجام دینے والی یہ پاکباز ہستیاں بھی ہوں گی۔ تم میری حکمتوں اور مصلحتوں سے واقف نہیں ہو۔ چنانچہ فرشتوں کے ذہن میں جو اشکال پیدا ہوا اس کا ازالہ ہو گیا اور فرشتوں نے اپنی علمی کوتاہی کا اور عظمت آدم علیہ السلام کا اعتراف کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ جس معذرت کا تم اظہار کر رہے ہو، اس کا بھی مجھے علم ہے اور جو اشکال تمہارے ذہن میں پیدا ہو رہا تھا، وہ بھی میرے علم میں ہے۔ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ اعتراض نہیں تھا بلکہ فہم کی غلطی تھی۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

وَ	إِذْ	قُلْنَا	لِ	الْمَلَائِكَةِ	اسْجُدُوا	لِ	آدَمَ
اور	جب	ہم نے کہا	کو/ سے	فرشتوں	تم سجدہ کرو	کو	آدم علیہ السلام
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی (قال)	حرف جر	مجرور الملائک کی جمع	سَجَدَ یَسْجُدُ سے فعل امر	حرف جر	مجرور (غیر منصرف)

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ ۖ

فَ	سَجَدُوا	إِلَّا	إِبْلِيسَ	أَبَىٰ	وَ	اسْتَكْبَرَ ۖ
تو	انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس (کے)	اُس نے انکار کیا	اور	تکبر کیا، بڑا بننے کی خواہش کی
حرف	فعل ماضی جمع مذکر غائب	حرف استثناء	متشبی (منسوب)	فعل ماضی (ءبى)	حرف عطف	فعل ماضی (استفعل)

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ {34}

وَ	كَانَ	مِنَ	الْكَافِرِيْنَ
اور	وہ ہو گیا	سے	کافروں
حرف عطف	فعل ماضی	حرف جر	مجرور اسم فاعل جمع

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو انہوں نے (اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے) سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور تکبر کا مظاہرہ کیا اور کافروں یعنی اللہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

لغوی نکات:

اسْتَكْبَرَ اس کا مادہ {ك ب ر} ہے اور اس کا باب استفعال سے تعلق ہے اسی وجہ سے اس میں خواہش کرنے کا معنی پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا ”اس نے بڑا بننے کی کوشش کی“ یعنی ایسا کر کے وہ بڑا بن نہیں گیا بلکہ یہ اس کی خواہش تھی جس کی نہ صرف یہ کہ تکمیل نہیں ہوئی بلکہ وہ اللہ کے حکم کے مقابلے پر خود کو بڑا سمجھ کر اللہ کے غیظ و غضب کی زد میں آ گیا اور زندہ، درگاہ ہو گیا۔

كَانَ یہ فعل ”تھا“ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور ”ہونا“ کے معنی میں بھی۔ یہاں دوسرے معنی میں ہے۔

تفسیری نکات: سجدہ سے مراد تعظیم کسی کے سامنے آداب و تسلیمات بجالانا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں اور کیفیتیں ہو سکتی ہیں۔ آدم

علیہ السلام کو سجدہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں تھا۔ کیفیت کیا تھی، قرآن و حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔ بہر حال سجدے کے لئے ضروری نہیں کہ پیشانی زمین پر رکھی جائے، ذرا سا جھک جانا بھی اس کی تعریف میں شامل ہے۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی برتری تسلیم کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کی جب کہ ابلیس نے انکار کر دیا اور گمراہ ہو گیا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ

و	قُلْنَا	يَا	آدَمُ	اسْكُنْ	أَنْتَ
اور	ہم نے کہا	اے	آدم	رہو/ رہائش رکھو	تم
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل	حرف ندا	منادئ	سَكَنَ يَسْكُنُ سے فعل امر	ضمیر تاکید

وَزَوْجِكَ الْجَنَّةَ وَكَلَّا

و	زَوْجُ	كَ	الْجَنَّةَ	وَ	كَلَّا
اور	بیوی	تمہاری	جنت میں	اور	تم دونوں کھاؤ
حرف عطف	فاعل مضاف	مضاف الیہ	مفعول	حروف عطف	أَكَلَ يَأْكُلُ سے فعل امر (تثنیہ)

مِنْهَا رَاعِدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

مِنْ	هَا	رَاعِدًا	حَيْثُ	شِئْتُمَا
سے	اس	کھلا/ بے فکر ہو کر	جہاں سے	تم دونوں چاہو
حرف جر	مجرور، ضمیر مونث	حال	ظرف مکان	شَاءَ يَشَاءُ سے فعل ماضی (تثنیہ)

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ {35}

و	لَا	تَقْرَبَا	هَذِهِ	الشَّجَرَةَ	فَ	تَكُونَا	مِنَ	الظَّالِمِينَ
اور	نہ	تم دونوں قریب جاؤ	اس	درخت کے	تو	تم دونوں ہو جاؤ گے	سے	ظالموں
حرف عطف	حرف نہی	فعل نہی	اسم اشارہ	مشار الیہ	حرف	فعل مضارع (تثنیہ)	حرف جر	مجرور

بامعاورہ ترجمہ: اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو تم دونوں باغ میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جاؤ (وگرنہ) تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (یعنی قصور وار اور نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے)۔

لغوی نکات:

اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ عربی زبان کی گرامر کے مطابق اسم کا عطف اسم پر اور فعل کا عطف فعل پر ہوتا ہے۔ یعنی اسم کا عطف فعل پر اور فعل کا عطف اسم پر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کہنا ہو تم اور خالد جاؤ تو اذہب انت و خالد کہیں گے۔ یہاں خالد کا عطف انت پر ہو رہا ہے، اذہب پر نہیں۔ اسی قاعدے کے مطابق اس آیت میں اسکن و زوجک کی بجائے اُسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ کہا گیا ہے۔

فَ + تَكُونُ بعض اوقات ف کے بعد اُن محذوف ہوتا ہے۔ یہاں بھی ف کے بعد اُن محذوف ہے۔ اصل میں تھا فَاَنْ تَكُونَا، اُن کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے ”مبادا ایسا نہ ہو جائے کہ جس کا نتیجہ یہ ہوگا“۔ (کہ تم دونوں ہو جاؤ گے)

تفسیری نکات: جس درخت کے قریب جانے سے روکا گیا تھا، وہ کونسا تھا؟ اس کے متعلق کچھ بھی کہنا قیاس آرائی سے زیادہ نہیں۔ یہ ایک غیر ضروری بحث ہے جس کا ہدایت و رہنمائی سے تعلق نہیں ہے اور قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ وہ ہدایت سے غیر متعلقہ امور کو زیر بحث نہیں لاتا تا کہ ذہن واقعے میں موجود حکمتوں سے ہٹ کر غیر ضروری بحثوں میں نہ الجھ جائے۔ گندم کے دانے کی بات کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فَاَزَلَّهَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهَا

فَاَزَلَّ	هُمَا	الشَّيْطَانُ	عَنْ	هَا	فَ	اَخْرَجَ	هُمَا
تو	ان دونوں کو	شیطان نے	سے / متعلق	اس	تو	اس نے نکال دیا، نکلوا دیا	ان دونوں کو
حرف	فعل ماضی	فاعل	حرف جر	مجرور	حرف	فعل ماضی + فاعل	مفعول

مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقَلْنَا اهْبِطُوا

مِمَّا	كَانَا	فِي	ۙ	وَ	قُلْنَا	اهْبِطُوا
سے	وہ دونوں تھے	میں	اس	اور	ہم نے کہا	تم اتر جاؤ
حرف جر	فعل ماضی متنیہ مذکر	حرف جر	مجرور	حرف عطف	فعل ماضی + فاعل	فعل امر (ض) (هَبِطْ، يَهْبِطُ)

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ

بَعْضُ	كُم	لِ	بَعْضٍ	عَدُوٌّ	وَ	لَكُمْ
بعض / کچھ	تم میں سے	کے لئے	بعض / کچھ	دشمن	اور	لئے تمہارے
مضاف	مضاف الیہ (مبتدا)	حرف جر	مجرور	خبر	حرف عطف	حرف جر

فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ {36}

فِي	الْأَرْضِ	مُسْتَقَرٌّ	وَ	مَتَاعٌ	إِلَىٰ	حِينٍ
میں	زمین	ٹھکانہ / رہنے کی جگہ	اور	فائدہ اٹھانا	تک	محدود مدت
حرف جر	مجرور	اسم ظرف معطوف علیہ	حرف عطف	معطوف	حرف جر	مجرور

بامحاورہ ترجمہ: تو ان دونوں یعنی آدم و حوا علیہما السلام کو شیطان نے اس (درخت) سے متعلقہ معاملے میں بہکا دیا تو اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اس (جنت) سے نکال دیا جس میں وہ دونوں تھے۔ (یا ابلیس نے ان دونوں کو نکلوا دیا.....) اور ہم نے (آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس سے کہا) تم (جنت سے زمین پر) اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو (تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں) اور تمہارے لئے زمین میں رہنے کی جگہ اور محدود مدت تک (دنوی نعمتوں سے) فائدہ اٹھانے کی مہلت ہے۔

لغوی نکات:

أَزَلَّ اس کا مادہ {ذل ل} ہے جس کا لفظی معنی ہے (پاؤں کا پھسلنا) کہا جاتا ہے ”ذَلَّتْ قَدَمُهُ“ اس کا پاؤں پھسل گیا۔ **أَزَلَّ** اسی مادے سے باب افعال ہے جس میں متعدی کا معنی پیدا ہو گیا ہے یعنی (پھسلانا) یہاں بہکانے، گمراہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

أَخْرَجَ اس کا تعلق بھی باب افعال سے ہے۔ اس کا ترجمہ ”اس نے نکال دیا“ بھی ہو سکتا ہے اور ”اس نے نکلوا دیا“ بھی۔ پہلے ترجمے کے مطابق اس کا فاعل خود اللہ رب العزت ہوگا اور دوسرے ترجمے کے مطابق ابلیس۔

مُسْتَقَرٌّ اس کا مادہ {ر ر} اور اس سے باب استفعال **اسْتَقَرَّ** یَسْتَقِرُّ اسْتَقْرًا استعمال ہوتا ہے۔ **مُسْتَقَرٌّ** اسم ظرف ہے یعنی (قرار حاصل کرنا، رہائش رکھنا، ٹھکانہ بنانا)۔

تفسیری نکات: بعضکم لبعض عدو میں آدم و حوا علیہما السلام کے درمیان عداوت و دشمنی کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے جس طرح عام طور پر سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے یہ افسانہ بھی تراش لیا گیا ہے کہ چونکہ حوا علیہا السلام نے آدم علیہ السلام کو درخت کا پھل کھانے پر مجبور کیا تھا ورنہ خود آدم علیہ السلام اس کا پھل نہیں کھانا چاہتے تھے، اس لئے دونوں کے درمیان عداوت پیدا ہوگئی اور دونوں کو زمین کے الگ الگ حصوں پر اتارا گیا۔ بعد ازاں طویل مدت کے بعد ان کے درمیان ملاقات ہوئی..... وغیر ذک۔ اس قسم کی باتوں کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

یہاں ذریت آدم علیہ السلام اور ذریت ابلیس کے درمیان عداوت و دشمنی کے تعلق کو واضح کیا گیا ہے کہ تمہارا آپس میں دوستی اور خیر خواہی کا نہیں بلکہ عداوت کا تعلق ہوگا۔

فَتَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ

فَ	تَلَقَىٰ	آدَمَ	مِنْ	رَبِّ	۴	كَلِمَاتٍ
تو	حاصل کرنے/سیکھ لئے	آدم نے	سے	رب	اس کے/اپنے	چند کلمات
حرف	فعل ماضی (تفعل)	فاعل	حرف جر	مجرور/مضاف	مضاف الیہ	مفعول جمع سالم مونث

فَتَابَ عَلَيْهِ ۖ إِنَّهُ

فَ	تَابَ	عَلَيْهِ	۴	إِنَّ	كَ
تو	اس نے نظر رحمت ڈالی، توبہ قبول کر لی	پر	اس	بے شک	وہ
حرف	فعل ماضی (ن)	حرف جر	مجرور	حرف مشبہ بالفعل حرف تاکید	إِنَّ كَا اَم

هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ {37}

هُوَ	التَّوَابُ	الرَّحِيمُ
ہی	بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا	بہت رحم فرمانے والا
ضمیر برائے حصر	اسم مبالغہ إِنَّ کی خبر نمبر 1	اسم مبالغہ إِنَّ کی خبر نمبر 2

بامحاورہ ترجمہ: تو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے (انہوں نے وہ کلمات کہے) تو اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

لغوی نکات:

تَلَقَىٰ باب افعال اَلْفَى يُلْفَى۔ کسی بات کے ذہن میں القاء کرنے یعنی ڈالنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور باب تفعل تَلَقَى يَتَلَقَى سے فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ اس القاء کو قبول کرنے، اسے اخذ کرنے کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلمات آدم علیہ السلام کے ذہن میں القاء فرمائے انہوں نے ان کلمات کو اخذ کر لیا اور ان کے ذریعے سے ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اور اپنے گناہ کی معافی مانگی۔

تفسیری نکات: جن کلمات کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے قرآن مجید کی سورۃ الاعراف میں ان کی وضاحت اس طرح سے کی گئی ہے ”ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنكونن من الخاسرين“ یہ کہنا کہ وہ چند مقدس شخصیات کے اسمائے گرامی تھے نہ صرف یہ کہ خود ساختہ بات ہے بلکہ قرآن مجید کی صریح مخالفت بھی۔ شخصیات کے ناموں کا افسانہ تحریف شدہ مسیحیت سے متاثر ہو کر تراشا گیا جس کی وضاحت ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جِيعًا فَمَا

قُلْنَا	اهْبِطُوا	مِنْ	هَا	جِيعًا	فَ	إِمَّا
ہم نے کہا	تم اتر جاؤ	سے	اس	سب	تو	اگر+ لازماً
فعل ماضی جمع متکلم	هَبَطَ يَهْبِطُ سے فعل امر	حرف جر	مجرور	اسم تاکید	حرف	حرف شرط مؤنکد

يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

يَأْتِيَنَّكُمْ	مِّنِّي	هُدًى	فَمَنْ	تَبِعَ
آئے گی	تمہارے پاس سے	میری طرف	ہدایت و رہنمائی	اس نے پیروی کی
آئی کا فعل مضارع	حرف تاکید	مفعول	حرف جر	مجرور
آئی کا فعل مضارع	حرف تاکید	مفعول	حرف جر	مجرور

هُدَايَ فَلَآ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

هُدَايَ	فَلَآ	خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ
ہدایت	تو+ نہیں	کوئی خوف	اوپر پر
(مفعول) مضاف	حرف عطف+ حرف نفی	اسم	حرف جر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ {38}

وَلَا	هُم	يَحْزَنُونَ
اور	ہی وہ	غمگین/ افسردہ ہوں گے
حرف عطف	حرف نفی	حَزِنَ (س) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامعاورہ ترجمہ: ہم نے کہا تم سب اس (جنت) سے نیچے اتر جاؤ، سو اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت و رہنمائی آئے (اور یقیناً لازماً آئے گی) تو جس نے میری طرف سے نازل کردہ ہدایت و رہنمائی کی پیروی کی یعنی جو میرے متعین کردہ راستے پر گامزن رہا تو ان پر (ایسے لوگوں پر) نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین و افسردہ ہوں گے۔

لغوی نکات:

إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ إِنَّ + مَا + يَأْتِيَنَّ + نَّ + كُمْ، اس آیت میں ان کے بعد مَا تاکید کا معنی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے اور آگے نَّ

(نون مشدد) بھی تاکید کے لئے ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ تاکید در تاکید کے مفہوم میں یوں ہوگا ”اگر تمہارے پاس آئے اور یقیناً لازماً آئے گی“ یعنی ہدایت و رہنمائی۔

خَوْفٌ... يَحْزَنُونَ خوف ہوتا ہے مستقبل کا اور حزن ہوتا ہے ماضی کا۔ چنانچہ ان دو الفاظ کے استعمال سے ماضی اور مستقبل دونوں کے تحفظ کی ضمانت دی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: دو مرتبہ اِهْبِطُوا کہنے کی وجہ: اس سے قبل بھی آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس کو حکم دیا گیا ”قُلْنَا اِهْبِطُوا“ اور اس آیت میں پھر کہا جا رہا ہے ”قُلْنَا اِهْبِطُوا“ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی حکم کو دو بار کیوں دہرایا گیا ہے یا اس کا دو دفعہ ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ مفسرین نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پہلی دفعہ زمین پر اتر جانے کا حکم بطور سزا کے دیا گیا اور دوسری دفعہ زمین پر اتارنے کی حکمت اور غرض و غایت بیان کرنے کے لئے۔

خوف و حزن کا مفہوم: کہا جا رہا ہے کہ تم سب زمین پر اتر جاؤ۔ اب تمہاری یعنی بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ شروع ہوگا۔ جس نے ان نازل کردہ راہنما اصولوں اور ضابطوں کی پاسداری کی اور ان کی اتباع میں زندگی گزاری، اسے نہ مستقبل کا اندیشہ ہوگا اور نہ ہی ماضی کا غم۔ اس کیفیت کا تعلق دنیا سے بھی ہے اور آخرت سے بھی۔ یعنی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارے ہوئے قوانین کا احترام کرنے والوں اور ان کی تعمیل کرنے والوں کو قلبی اطمینان اور ذہنی سکون سے نوازا جائے گا اور آخرت میں تو ان کی ساری زندگی تعبیر ہی اس طرح کی زندگی سے ہوگی۔ نہ انہیں جنت کی نعمتوں سے محروم ہونے کا اندیشہ ہوگا اور نہ ہی ماضی یعنی دنیوی زندگی پر کوئی ندامت و پشیمانی اور غم و بچھتاوا۔

اصحاب نار: آخری آیت میں قرآن مجید واضح کر رہا ہے کہ اصحاب النار یعنی جہنم کی آگ کے مستحق کون لوگ ہیں۔ فرمایا: ”وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات یعنی ہمارے نازل کردہ قوانین اور ضابطوں کی صداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور ان کی تکذیب کی وہ جہنم کی آگ کی صورت میں ہماری ابدی سزا کے مستحق ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس رکوع میں اللہ رب العزت نے انسان سے متعلقہ چند سوالات کا جواب دیا ہے۔

- ① انسان کو اللہ رب العزت نے اپنی فرماں برداری اور نافرمانی کا اختیار دے کر زمین پر بھیجا ہے اور اس پر واضح کر دیا ہے کہ فرماں برداری کی صورت میں اسے جنت کی بے شمار نعمتوں سے نوازا جائے گا اور نافرمانی کی صورت میں اسے جہنم کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ ان معنوں میں وہ اللہ تعالیٰ کی ایک با اختیار نمائندہ مخلوق ہے۔
- ② انسان کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کا مشاہدہ اور غور و خوض کر کے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے جب کہ فرشتوں کے پاس یہ صلاحیت نہیں۔ انسان کی یہ خوبی فرشتوں پر واضح کی گئی اور ان سے اس کی عظمت کا اعتراف کروایا گیا۔
- ③ انسان کے امتحان کے لئے ابلیس کو اس کا دشمن بنایا گیا اور اسے انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کی قوت عطا کی گئی۔ اب شیطان کی پوری کوشش ہے کہ وہ اس کو مجھو ملائکہ کے اعزاز سے محروم کرے۔ جب کہ انسان کو پوری

قوت دی گئی کہ وہ اس شیطان کے وسوسوں کا مقابلہ کرے۔ ایلیس صرف وسوسہ پیدا کر سکتا ہے گمراہ کرنے کے لئے انسان پر جبر نہیں کر سکتا۔

- ④ انسان کے متعلق تحریف شدہ مسیحیت کا یہ فلسفہ کہ انسان پیدائشی طور پر گناہ گار پیدا ہوتا ہے غلط، غیر فطری اور بے بنیاد ہے۔ جب کہ قرآنی تعلیمات کے مطابق آدم علیہ السلام سے جو غلطی ہوئی، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگ لی اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں معاف فرمادیا۔ وہ گناہ وہیں معاف ہو گیا تھا۔ نسل در نسل ہر انسان میں منتقل ہوتا نہیں چلا آ رہا ہے۔
- ⑤ انسان کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھ کر، کر دیا تھا، یہ بھی ایک باطل اور غیر فطری مسیحی فلسفہ ہے بلکہ انسان سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی معافی کا طریقہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی طرح اس پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کیا جائے اور اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے۔
- ⑥ یہ کہنا کہ گناہوں کی معافی کے لئے کسی ہستی کا واسطہ اور وسیلہ ضروری ہے اور اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل نہیں کی جاسکتی اور یہ کہ آدم علیہ السلام نے بھی جب تک چند مقدس ہستیوں کا سہارا نہیں لیا، ان کا گناہ معاف نہیں ہوا..... اس طرح کے تمام افسانے مسیحیت سے متاثر ہو کر تراشے گئے۔ ان کا اسلام کی فطری تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔
- ⑦ انسان مرنے کے بعد اللہ کے پاس چلا جاتا ہے جہاں اس کا حساب و کتاب ہوگا اور اس کے مطابق اس کے انجام اور مستقبل کا تعین ہوگا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

وَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا
اور	وہ لوگ جو	انہوں نے کفر کیا	اور	انہوں نے تکذیب کی	کی + آیات + ہمارا
حرف عطف	اسم موصول جمع	فعل ماضی + فاعل	حرف عطف	فعل ماضی + فاعل	حرف جر + مجرور مضاف + مضاف الیہ

أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ {39}

أُولَئِكَ	أَصْحَابُ	النَّارِ	هُم	فِيهَا	خَالِدُونَ
وہ	والے	آگ	وہ	میں + اس	بیشد رہنے والے
اسم اشارہ (مبتدا)	(خبر) مضاف	مضاف الیہ	ضمیر جمع مذکر، مبتدا	حرف جر + مجرور، ضمیر واحد مؤنث	خَالِدٌ کی جمع، خبر

بامعاورہ ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے ہماری آیات (یعنی ہمارے احکامات و قوانین) کی تکذیب کی وہ (جہنم کی) آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات:

كذَّبُوا {ك ذ ب} باب تفعیل سے فعل ماضی جمع مذکر غائب (جھٹلانا، تکذیب کرنا)
 أَصْحَابُ النَّارِ مرکب اضافی۔ اُوذِيكَ کی خبر ہے۔ (آگ والے) یعنی آگ میں داخل ہونے والے۔
تفسیری نکات: جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اللہ کی آیات کی تکذیب کی تو ایسے بد نصیب لوگ جہنم میں جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اس لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرنی چاہئے تاکہ جنت میں با آسانی داخل مل سکے اور آگ سے بچا جائے۔

يٰۤاَيُّهَا اِسْرٰٓءٰٓیْلُ اِذْ كُرُوْا نِعْمَتِیْ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ

یَا	بِنِیْ	اِسْرٰٓءٰٓیْلُ	اِذْ كُرُوْا	نِعْمَتِیْ	یٰۤاَيُّهَا	اَنْعَمْتُ
اے	بیٹو	اسرائیل (یعقوب ﷺ کے)	تم یاد کرو	نعت	میری کو	انعام میں نے کی
حرف ندا	مناذی مضاف	مضاف الیہ	فعل امر جمع مذکر	(مفعول) مضاف	اسم موصول (مونث)	فعل ماضی + فاعل

عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِيْٓ اَوْفٍ

عَلٰی	كُْم	وَ	اَوْفُوا	بِ	عَهْدِیْ	یٰۤاَيُّهَا	اَوْفٍ
اوپر	تمہارے	اور	تم پورا کرو	کو	عہد	میرے	میں پورا کروں گا
حرف جر	مجرور	حرف عطف	فعل امر جمع	حرف جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	فعل مضارع واحد متکلم مجزوم

بِعَهْدِكُمْ وَاِیَّایْ فَاَسْهَبُوْنَ {40}

بِ	عَهْدِکُمْ	وَ	اِیَّایْ	فَ	اَسْهَبُوْنَ	نِ
کو	عہد	اور	مجھ ہی سے	تو	تم ڈرو	مجھ سے
حرف جار	مجرور مضاف	حرف عطف	ضمیر منفصل مفعول بہ	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر	نون وقایہ مفعول بہ

بامحاورہ ترجمہ: اے بنی اسرائیل! تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور تم میرے یعنی مجھ سے کئے گئے عہد کو پورا کرو میں تمہارے یعنی تم سے کئے گئے عہد کو پورا کروں گا اور تم صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

لغوی نکات:

يٰۤاَيُّهَا اِسْرٰٓءٰٓیْلُ یا + بِنِیْ + اِسْمُ اِیْنِیْل، اِبْنِیْ کی جمع اِبْنَاءُ (جمع سالم) بھی استعمال ہوتی ہے اور بِنْتُوْنَ (جمع مکسر) بھی۔ بِنْتُوْنَ حالت

قرآن مجید کی لغوی تشریح

رُفِی اور اس کی حالت نصب بَدِیْن ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کے آخر سے جمع کا نون گر گیا تو یَنِی رہ گیا۔
زیر نظر آیت میں اسی لئے یَنِی استعمال ہوا۔ حالت نصب منازلی مضاف ہونے کی وجہ سے ہے۔

إِیَّای فَاْرْهُوْبِیْنَ ایَّای مفعول مقدم اور ن مفعول موخر کی وجہ سے اس میں (حصر در حصر) کا مفہوم پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا ”تم صرف مجھ ہی سے ڈرو“۔

تفسیری نکات: اس رکوع سے بنی اسرائیل کی تاریخ کا تفصیلی تذکرہ شروع ہو رہا ہے۔ چونکہ امت مسلمہ سے قبل بنی اسرائیل ہی اقوام عالم کی قیادت و سیادت کے منصب پر فائز تھے اس لئے ان کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا تاکہ ان کی جگہ فائز ہونے والوں کو متنبہ کیا جاسکے کہ انہیں کون سے جرائم سے اپنا دامن بچانا ہے تاکہ وہ اللہ کے غیظ و غضب سے محفوظ رہیں۔
أَنْعَنْتُمْ عَلَیْكُمْ کہہ کر ان کو واضح کیا گیا ہے کہ جن نعمتوں سے تمہیں نوازا گیا وہ تمہارا ذاتی یا خاندانی استحقاق نہیں تھا بلکہ میں نے اپنے خاص فضل سے تمہیں وہ نعمتیں عطا کی تھیں۔

وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

و	اٰمِنُوْا	بِ	مَا	اَنْزَلْتُ	مُصَدِّقًا	لِّ	مَا	مَعَكُمْ
اور	تم ایمان لاؤ	ساتھ/ اس پر	جو	میں نے نازل کیا	تصدیق کرنی والا	اُس کی	جو	ساتھ/ پاس تمہارے
حرف عطف	فعل امر	حرف جر	موصولہ	فعل ماضی واحد متکلم	حال	حرف جر	موصولہ	مضاف الیہ

وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ کٰفِرٍۭ بِهٖۤ وَ لَا

و	لَا	تَكُوْنُوْا	اَوَّلَ	کٰفِرٍۭ	بِ	اَسْ	و	لَا
اور	نہ	تم ہو جاؤ	سب سے پہلے	انکار کرنے والے	ساتھ/ کا	اس کے	اور	نہ
حرف عطف	حرف نہی	فعل نہی + ام	تکونوا کی خبر مضاف	مضاف الیہ	حرف جر	مجرور	حرف عطف	حرف نہی

تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ تَمٰنًا قَلِیْلًا ۗ وَاٰیٰی فَاْتَقُوْنَ {41}

تَشْتَرُوْا	بِ	اٰیٰتِیْ	تَمٰنًا	قَلِیْلًا	و	اٰیٰی	فَاْتَقُوْنَ	نِ
تم لو	بدلے	آیات	قیمت	کم/ تھوڑی	اور	مجھ ہی سے	تم ڈرو	مجھ سے
فعل نہی	حرف جار	مضاف	مفعول موصوف	صفت	حرف عطف	مفعول	فعل امر جمع	مفعول

بامعاورہ ترجمہ: اور تم اس پہ ایمان لاؤ جو میں نے نازل کیا، وہ (قرآن) اس (پیغام تورات) کی تصدیق کرنے والا ہے جو

تمہارے پاس ہے اور تم اس (کتاب) کے ساتھ پہلے انکار کرنے والے نہ بنو اور تم میری آیات کو کم قیمت پر مت بیچو (یعنی میری آیات کے بدلے میں حقیر مفادات مت حاصل کرو) اور تم صرف مجھ سے ہی ڈرو۔

لغوی نکات:

مُصَدِّقًا باب تفعیل سے اسم فاعل، حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (تصدیق کرنے والا)

أَوَّلٌ كَافِرٍ مرکب اضافی اور أَوَّلٌ۔ لَا تَكْفُرُوا کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (پہلے کفر کرنے والے)

إِيَّايَ ضمیر منصوب فَاتَّقُونَ کا مفعول مقدم ہے۔ فَاتَّقُونَ، فعل امر جمع مذکر + بِنِ فِعْلٍ نُمْبَر 2۔ (ڈرنا)

تفسیری نکات: مُصَدِّقًا سے مراد یہ ہے کہ اس میں کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ اسی کا تسلسل ہے جو دعوت شروع سے انبیائے کرام کی چلی آ رہی ہے۔ نیز اس کتاب پر ایمان لانے میں ہی تورات وغیرہ میں موجود پیش گوئیوں کی تصدیق ہے ورنہ ان تمام آیات کی تکذیب لازم آئے گی۔

رَهْبٌ صرف کسی کی عظمت و ہیبت سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے جب کہ تقویٰ میں اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہوتا ہے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب بھی۔ چنانچہ فَاتَّقُونَ کا ترجمہ ہوگا ”تم مجھ ہی سے ڈرو اور میری نافرمانی سے بچو“۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ

وَلَا	تَلْبِسُوا	الْحَقَّ	بِالْبَاطِلِ	وَ	تَكْتُمُوا	الْحَقَّ
اور	تم خلط ملط کرو	سچ کو	ساتھ	اور	تم (نہ) چھپاؤ	سچ کو
حرف عطف	فعل نہی	مفعول بہ	حرف جار	حرف عطف	فعل نہی	مفعول بہ

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ {42}

وَأَنْتُمْ	تَعْلَمُونَ
تم	جانتے ہو
ضمیر مخاطب جمع	مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب

بامعاورہ ترجمہ: اور تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ ہی تم سچ کو چھپاؤ۔ اس لئے کہ تم جانتے ہو..... (کہ یہ کتمان حق اور تلبیس حق جرم عظیم ہے)

لغوی نکات:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَلَا تَكْتُمُوا الْحَقَّ یہ فعل نہی ہے اصل میں تَلْبِسُونَ تھا، لَا ناہیہ کے دخول سے فعل کے آخر سے نگر گیا۔ معنی

اس کا ہے اور تم نہ خلط ملط کرو + اَلْحَقُّ: سچ کو + بِالْبَاطِلِ: باطل کے ساتھ، یعنی حق کو باطل کے ساتھ اور واضح کو مخفی کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔ کَبَسٌ کا ایک معنی تعطیہ بمعنی ڈھانپنا بھی کرتے ہیں، یعنی حق کو باطل کے ساتھ مت ڈھانپو لیکن پہلا معنی زیادہ صحیح ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں یہودی علماء کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تم اس گندی حرکت سے باز آ جاؤ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔ لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف صحیح بتاؤ اور اس پر خود بھی عمل کرو اور کتمان حق کا شکار ہو کر لوگوں کو گمراہ کر کے تم خود اور وہ لوگ جہنم کا ایندھن نہ بنو حالانکہ تم کو معلوم بھی ہے کہ کتمان حق بہت بڑا جرم ہے۔ یہی خطاب تمام اہل علم کو بھی ہے کہ وہ بھی حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط یا کتمان حق نہ کریں۔

وَاقْبِئُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

وَ	اقْبِئُوا	وَ	الصَّلَاةَ	وَ	الزَّكَاةَ
اور	تم قائم کرو	اور	نماز کو	تم دو	زکوٰۃ کو
حرف عطف	فعل امر جمع مذکر	حرف عطف	مفعول بہ	فعل امر جمع مذکر	مفعول بہ

وَأَرْكَعُوا مَعَ الرَّكْعَيْنِ {43}

وَ	أَرْكَعُوا	مَعَ	الرَّكْعَيْنِ
اور	تم رکوع کرو	ساتھ	رکوع کر نیوالوں کے
حرف عطف	فعل امر جمع مذکر	مضاف	مضاف الیہ۔ اسم فاعل

بامحاورہ ترجمہ: اور (اے اہل ایمان) تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

لغوی نکات:

{رکع} باب (ف) سے فعل امر جمع مذکر (رکوع کرنا)

{رکع} باب (ف) سے اسم فاعل جمع مذکر حالت جری مضاف الیہ (رکوع کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے، اس میں سستی نہ کریں بلکہ ہر نماز کو باقاعدہ جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ وارکعوا مَعَ الرَّكْعَيْنِ کا یہی معنی ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے، ہاں کبھی شرعی عذر کی وجہ سے جماعت رہ جائے تو یہ الگ بات ہے اور ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اگر ایک مسلمان صاحب استطاعت ہو تو وہ زکوٰۃ بھی ادا کرے، یہ بھی نماز کی طرح فرض ہے۔

آتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

آتَاْمُرُوْنَ	بَا	النَّاسَ	وَ	تَنْسَوْنَ
حکم دیتے ہو تم	لوگوں کو	ساتھ	نیکی کے	اور
فعل مضارع جمع مذکر مخاطب + فاعل	مفعول	حرف جار	حرف عطف	مضارع مخاطب

أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ

أَنْفُسَكُمْ	و	أَنْتُمْ	تَتْلُونَ	الْكِتَابَ
جانوں کو + اپنی	اس حال	کہ تم	پڑھتے ہو	کتاب کو
مفعول - مضاف + مضاف الیہ	حالیہ	ضمیر مخاطب	مضارع جمع مذکر مخاطب	مفعول

أَفَلَا تَعْقِلُونَ {44}

أَفَلَا تَعْقِلُونَ	فَ + لَا	آ
عقل رکھتے تم	پس + نہیں	کیا
مضارع جمع مذکر مخاطب	عاطفہ + حرف نہی	استفہام انکاری

بامحاورہ ترجمہ: کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور خود اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو۔ اس حال میں کہ تم کتاب (الہی) کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

لغوی نکات:

آتَاْمُرُوْنَ + **تَأْمُرُوْنَ** ہمزہ استفہام کے لئے ہے، (کیا) **تَأْمُرُوْنَ** {آ م ر} باب (ن) **أَمَرَ**، **يَأْمُرُ** سے مضارع معروف جمع مذکر مخاطب (حکم دینا)

بِالْبِرِّ + **الْبِرِّ**، **بِ** بکسما الباء {ب ر} باب (س) **بَرَّ** **يَبْرُؤُ** سے مصدر مجرور (مرکب جاری) ہر قسم کی نیکی خواہ وہ اعتقادی ہو یا عملی، **بِرِّ** **الْبِرِّ** ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا اور اگر ب پر زبر ہو تو کبھی اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہوگا جس طرح فرمایا: **إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ** اور کبھی خشکی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس طرح فرمایا: **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ** سمندر اور خشکی میں فساد ظاہر ہو گیا۔

وَتَنْسَوْنَ {ن س ی} باب (س) **نَسِيَ** **يَنْسَى** سے مضارع جمع مذکر مخاطب ہے۔ اصل میں **تَنْسَوْنَ** تھا واؤ کے ضمہ کو حذف کر کے پھر ایک واؤ کو گرایا، **تَنْسَوْنَ** رہ گیا، (بھول جانا) امام شوکانی رقم طراز ہیں نسیان اصل میں ذکر و حفظ کا عکس

ہوتا ہے یعنی وہ صورت جو حافظہ میں موجود تھی وہ زائل ہو جائے (فتح القدیر، شوکانی رحمۃ اللہ علیہ)

أَنْفُسُكُمْ تَشْتُونَ + كُمْ: نفس کی جمع افس آتی ہے، كُمْ ضمیر مخاطب ہے، مرکب اضافی، تَشْتُونَ کا مفعول بتا ہے۔ (اپنی جانوں کو) تَشْتُونَ {ت ل و} {ن تلی، یشتو، تلاؤة، مضارع جمع مذکر مخاطب، اصل میں اس کا معنی ہے پیروی کرنا، دوسرا معنی اس کا قرأت کرنا۔ پڑھنا ہے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے اور قاری آیات کو ایک کو دوسری کے بعد تلاوت کرتا ہے۔ اس لئے اس کو تالی بھی کہتے ہیں اور لفظ تلاوت۔ آسانی کتب سے مخصوص ہے۔

الْكِتَابِ تَعْقِلُونَ {ک ت ب} باب (ن) كَتَبَ يَكْتُبُ سے مصدر (مفعول) (مخصوص کتاب تورات ہے) {ع ق ل} باب (ض) عَقَلَ، يَعْقِلُ سے مضارع جمع مذکر مخاطب ہے، عقل اصل میں منع کو کہتے ہیں، کیونکہ عقل انسان کو قبح فعل کے ارتکاب سے منع کرتی ہے۔ عقل اس رسی کو بھی کہتے ہیں جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے کیونکہ وہ رسی اونٹ کو بھاگنے سے روکتی ہے۔ دیت کو بھی عقل کہتے ہیں جو کہ قاتل مقتول کے اولیاء کو قصاص کے بدلے میں دیتے ہیں اور اس کو قصاص سے منع کرتی ہے۔ عقل بے وقوفی کی عکس ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں علماء اہل الکتاب (یہود و نصاریٰ) کو بالخصوص اور امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوة و التسلیم کے علماء و صلحاء کو بالعموم، ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، نماز پڑھو، روزے رکھو اور دیگر افعال خیر سرانجام دو، لیکن تمہیں خود ان نیکی کے کاموں کی طرف کوئی رغبت نہیں۔ اپنے نفسوں کو اس پر آمادہ نہیں کرتے۔ یہ کام (تضاد والا) حماقت و کم عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ درحقیقت انسان کسی کو امر خیر کی طرف دعوت دینے سے پہلے وہ خود عمل کر کے دکھائے۔ اپنا عملی نمونہ پیش کرے۔ تو میں اپنے قائد کی حرکات کی طرف توجہ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو مزید دوسری جگہ نکھار کر بیان فرماتے ہیں۔ کَبُرَ مَقْنَعًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ یہ بات اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانے کے اعتبار سے بڑی ہے کہ تم لوگوں کو وہ کہو جو خود نہیں کرتے۔ دراصل یہود اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور اقامت صلاۃ و صوم یہ نیکی کے کام ہیں، ان کو کرنا چاہئے۔ لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ وہ کتاب (تورات) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق پڑھتے تھے۔ لیکن اپنی زبانوں سے اعتراف نہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کو ڈانٹ پلائی کہ تمہیں علم ہونے کے باوجود پھر اس پر عمل نہیں کرتے۔ کیا تمہارے اندر عقل، نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

فِي الْكِتَابِ لَفْظُ الْكِتَابِ سَعْرَاد (اہل کتاب) کی بہ نسبت تورات و انجیل اور بہ نسبت مسلمانوں کے قرآن ہے۔

وَاسْتَعِيبُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ط

وَ	اسْتَعِيبُوا	بِا	الصَّبْرِ	وَ	الصَّلَاةِ
اور	مدد طلب کرو تم	ساتھ	صبر کے	اور	نماز کے
حرف عطف	فعل امر جمع مذکر	حرف جار	مجرور، معطوف علیہ	حرف عطف	مجرور (معطوف)

وَإِنهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَشَعِينَ {45}

وَ	إِنَّ	هَآ	لَكَبِيرَةٌ	إِلَّا	عَلَى	الْخَشَعِينَ
اور	بے شک	وہ (نماز)	البتہ بہت بڑی ہے	مگر	اوپر	ڈرنے والوں کے
حرف عطف	حرف مشبہ بالفعل	ضمیر تانیث اسم إِنَّ	ل تاکید + خبر إِنَّ	حرف استثنا	جار	مجرور اسم الفاعل باب (فتح)

بامحاورہ ترجمہ: اور مدد طلب کرو تم صبر اور نماز کے ساتھ اور بے شک وہ نماز البتہ بہت بڑی (بھاری) ہے مگر ڈرنے والوں پر (ان کے لئے یہ نماز بڑی مشکل نہیں ہے بلکہ آسان ہے)

لغوی نکات:

اِسْتَعِينُوا {ع و ن} باب استفعال اِسْتَعَانَ، يَسْتَعِينُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر، اِسْتَعِينُوا اصل میں اِسْتَعِينُوا تھا واؤ پر کسرہ تھا وہ ما قبل (ع) کو دے کر واؤ کو ی سے بدل دیا، اِسْتَعِينُوا ہو گیا (مدد طلب کرو)۔

بِالصَّبْرِ ب + الصَّبْر {ص ب ر} باب (ض) صَبَرَ يَصْبِرُ سے مصدر، مرکب جاری، صبر کا لغوی معنی ہے روکنا، یعنی اپنے آپ کو غلط شہوات یا شریعت کی نافرمانی سے روکنا اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر اپنے آپ کو باندھنا، نماز وغیرہ کے ذریعے سے، اس طرح مشکلات پر صبر کرنا، آہ و گریہ زاری نہ کرنا۔

الصَّلَاةِ {ص ل و} باب تفعیل، صَلَّى، يُصَلِّي، سے اسم مصدر ہے۔ اگر اس صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو رحمت کے معنی میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صَلَّى، يُصَلُّو سے نکلا ہوا ہے۔ کمر کے درمیانی حصہ کو صلاۃ کہتے ہیں کیونکہ نمازی اپنی کمر کو رکوع میں جھکاتا ہے اور الصَّلَاة کو شرع میں مخصوص عبادت کو مخصوص ارکان سنن و واجبات محدود اوقات میں ادا کرنے کا نام ہے۔

إِنَّ + هَا: إِنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ هَا ضمیر مؤنث اس کا اسم ہے۔ یہ ضمیر تانیث صلاۃ کی طرف لوٹ رہی ہے یا صبر اور نماز دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس شکل میں صبر و صلاۃ دونوں کو عبادت کی تاویل میں لے کر ضمیر کو اس کی طرف لوٹائیں گے۔ (یقیناً وہ عبادت یا نماز)

ل كَبِيرَةٌ ل + كَبِيرَةٌ ل تاکید کے لئے ہے اور كَبِيرَةٌ فَعِيلَةٌ کے وزن پر {ك ب ر} باب (ك) سے صفت مشبہ ہے۔ یہ إِنَّ کی خبر ہے جو ل کے ساتھ مؤکدہ ہے، (بہت بھاری)

عَلَى الْخَشَعِينَ مرکب جاری۔ الْخَشَعِينَ {خ ش ع} باب (ف) خَشَعَ يَخْشَعُ سے اسم فاعل جمع، حالت جبر، ڈرنا، عاجزی کرنا، علامہ زجاج کہتے ہیں کہ خاشع وہ ہوتا ہے جس پر ذلت کے آثار واضح ہوں۔

سفیان ثوری نے اعش سے خشوع کے بارے میں پوچھا تو اعش نے کہا کہ اے ثوری تم لوگوں کے امام بنے ہوئے ہو

اور تمہیں خشوع کا پتہ نہیں ہے۔ پھر کہا کہ خشوع یہ نہیں ہے کہ کھردرا کھانا کھا لینا اور کھردرا لباس پہننا بلکہ خشوع یہ ہے کہ تمام فرائض جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کئے ہیں، ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کو صحیح طریقے سے بجالانا۔

بعض محققین کہتے ہیں کہ خشوع نفس میں ایک ہیئت کا نام ہے جس سے اعضاء میں سکون اور تواضع ظاہر ہو۔

تفسیری نکات: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن جریر کا خیال ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اے علماء یہود و نصاریٰ اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر باندھنے کے ساتھ ساتھ اور اقامت صلوٰۃ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو لیکن ابن کثیر کے ہاں یہ آیت تمام انسانوں کے لئے عام ہے۔ قرآن نے استعانت کا عظیم ترین اصول (الصبو الصلاۃ) کو قرار دیا ہے۔ صبر یہ ہے کہ اصول حقہ پر مضبوطی سے قائم رہے کہ کوئی طاقت اس کے ارادہ میں جنبش نہ پیدا کر سکے اور الصلاۃ کلی طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینے کا نام ہے کہ ہر لمحہ اور ہر وقت اس کی طرف دھیان رہے کہ کوئی وقت اس کی یاد سے غفلت میں نہ گزرے۔ دین و دنیا کی کامیابی کے یہی دو بڑے اصول ہیں۔ (صبر و صلوٰۃ)

الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا

الَّذِينَ	يَظُنُّونَ	أَنَّ + هُمْ	مُلْقُوا
وہ لوگ	جو یقین کرتے ہیں	کہ بے شک + وہ	ملاقات کر نیوالے ہیں
اسم موصول الذی کی جمع	مضارع معلوم (ن)	حرف مشبہ بالفعل + ضمیر جمع آن کا اسم	اسم فاعل جمع ذکر (ان کی خبر) اسم فاعل مضاف

رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ {46}

رَبِّ + هُمْ	وَ	أَنَّ + هُمْ	إِلَى + هِ	رَاجِعُونَ
رب + اپنے سے	اور	بے شک + وہ	طرف + اسکی	لوٹنے والے ہیں
مضاف مضاف الیہ + مضاف الیہ	حرف عطف	حرف مشبہ بالفعل + ضمیر جمع اسم آن	جار + مجرور	اسم فاعل (ض) جمع ذکر

بامعاورہ ترجمہ: وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کو ملنے والے ہیں اور بے شک وہ اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

لغوی نکات:

{ظان ن} باب (ن) ظَنَّ، يُظُنُّ سے فعل مضارع جمع ذکر غائب، ظَنَّ کبھی یہ گمان کے معنی میں آتا ہے اور کبھی یقین کے معنی میں۔ علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کسی چیز کی علامت سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اس کو ظَنَّ کہتے ہیں جب یہ علامات قوی ہوں تو یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور اگر بہت ضعیف ہوں تو یہ نتیجتاً وہم کی حد سے آگے تجاوز نہیں کرتا۔

قرآن مجید کی لغوی تشریح

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ ظَنَّ اس جگہ جمہور کے ہاں یقین کے معنی میں آیا ہے اور اصل ظَنَّ شک کے معنی میں بھی آتا ہے۔ فتح القدر۔

مُلَقَّوْا رَٰہِہُمْ مرکب اضافی مُلَقَّوْا + رَہِبْ + ہُمْ {ل ق ی} باب (مفاعله)، لاقنی یلاق سے اسم فاعل جمع مذکر مضاف، مُلَقَّوْا اصل میں مُلَقَّیُونَ تھای کا ضمہ ماقبل کو دے کر ی کو گرا دیا اور پھر رَہِہُمْ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ن گرا گیا، مُلَقَّوْا رَہ گیا۔ ملاقات کرنا، آنے سامنے ہونا، باہم ملنا، یُوْمُ التَّلَاقِ، ملاقات کا دن مراد قیامت کا دن۔

تفسیری نکات: سابقہ آیت میں صبر و صلوة کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا اور ان دونوں کے ذریعے استعانت کرنے والوں کی نشاندہی فرمائی ہے اور اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روز قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات پر یقین رکھتے ہیں۔ وہاں ہی اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اس لئے دنیا میں احکام رب العالمین پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ یوم آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ سکیں اور فلاحِ آخرت نصیب ہو۔

یٰۤاِبْنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیْ

یا	بِنِیْ	اِسْرَآءِیْلَ	اَذْكُرُوْا	نِعْمَتِیْ
اے	بیٹو	اسرائیل (یعقوبؑ) کے	یاد کرو تم	نعمت + میری کو
حرف ندا	(منادی) مضاف	مضاف الیہ	فعل امر حاضر جمع مذکر (ن)	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ

الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاٰتِیْ

الَّتِیْ	اَنْعَمْتُ	عَلَیْكُمْ	وَ	اٰتِیْ
وہ جو	انعام کی میں نے	اوپر + تمہارے	اور	بے شک + میں نے
اسم موصول	فعل ماضی، فاعل	جار + مجرور	حرف عطف	حرف مشبہ بالفعل + اسم إن

فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ {47}

فَضَّلْتُكُمْ	عَلَی	الْعٰلَمِیْنَ
فضیلت دی میں نے + تم کو	اوپر	تمام جہانوں کے
فعل ماضی، فاعل + مفعول	جر	مجرور عالم کی جمع

بامحاورہ ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی ہے اور بے شک میں نے تم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔

لغوی نکات:

یَا یہ دراصل حرف ندا ہے اس کا منادی اگر مضاف نہ ہو تو وہ بنی علی الصم ہوتا ہے۔ مثلاً یَا زَیْدُ یعنی منادی کے آخر میں پیش ہوتی ہے اور اگر وہ کسی چیز کی طرف مضاف ہو تو زبر ہوتی ہے اور اس کا مَا بَعْدُ مجرور بلا ضافت ہوتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَ اللَّهِ، یَا بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

یٰبَنِي یہ اصل میں یٰبَنِينَ حالت نصبی میں ہے اور آگے اسرائیل کی طرف مضاف ہو رہا ہے، اسی وجہ سے اس سے (ن) گر گیا ہے، بنی رہ گیا ہے۔ بَنُوْنَ رفعی حالت اور یٰبَنِينَ نصبی جری حالت اس کا مفرد اِبْنٌ ہے اور اِبْنِیْنَ کی جمع اِبْنَاءٌ ہے جس طرح قرآن میں ہے قَالَتِ الْیَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ اٰیْتَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗهُ۔ اسی طرح اس (ابن) کی جمع بَنُوْنَ حالت رفعی بھی آتی ہے جس طرح فرمایا اَلْاَنۡبَاۗءُ وَالْبَنُوْنَ زِیۡنَةُ الْحَیۡوَةِ الدُّنۡیَا

یٰسِرَّآءِیْلَ یہ یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ یہ اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے تھے۔ اسرائیل عبرانی لفظ ہے، اِسْرَٰءِیْلُ بمعنی عبد کے ہیں۔ اِسْرَٰءِیْلُ بمعنی قیدی کے۔ اسی سے اسیر بمعنی قیدی ہے کیونکہ غلام بھی قیدی ہی ہوتا ہے اور اِسْرَٰیْلُ بمعنی اللہ ہوتا ہے، معنی یہ ہوا ”اللہ کا بندہ“۔

یٰاِدۡکُرُوۡا یہ باب (ن) ذَکَرَ یَذۡکُرُ سے امر حاضر۔ جمع مذکر حاضر ہے (یاد کرو تم)۔

یٰنِعۡمٰتِیٰ نِعْمَةٌ + مئی مرکب اضافی، نِعْمَةٌ کی جمع نِعَمٌ آتی ہے، نِعَمَ اللّٰهِ کَثِیْرًا، اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، حالت نصبی۔ مفعول بتا ہے۔ (میری نعمت کو)

اٰنۡعَمۡتُ عَلَیْکُمْ اَنْعَمْتُ + عَلَیْ + کُمْ۔ اَنْعَمْتُ، باب افعال اَنْعَمَ یُنْعِمُ اِنْعَامًا۔ ماضی واحد متکلم ہے۔ عَلَیْ + کُمْ جار مجرور اَنْعَمْتُ کے متعلق ہے۔ نعت کا معنی (احسان، رزق وغیرہ عطا کرنا)۔

فَفَضَّلْتُکُمْ فَضَّلْتُ + کُمْ، {ف ض ل} باب تفعیل، فَضَّلَ، یُفَضِّلُ، تَفَضَّلَ، ماضی معلوم، واحد متکلم کُمْ۔ یہ فَضَّلْتُ کو مفعول بتا ہے۔ (ترجیح دینا)۔

اَلْعٰلَمِیۡنَ لام پر زبر، عَالَمٌ کی جمع سالم، عَالَمِیۡنَ ہے، نصبی جری حالت مین کے ساتھ، ساری مخلوق ماسوائے اللہ، جمع مکسر عَوَالِمٌ ہے اور اگر عَالِمٌ لام پر زیر ہو تو باب (س) سے اسم فاعل بمعنی علم رکھنے والا، اس کی جمع عَالِمِیۡنٌ ہے۔

تفسیری نکات: پچھلے رکوع کی ابتداء میں بنی اسرائیل کا تذکرہ شروع تھا اور اس کے بعد ان کی کئی ایک اخلاقی جرائم اور فرائض سے سبکدوشی کا تذکرہ چلا۔ یہاں پر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو باخبر کیا اور یاد کرایا کہ میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہارے اوپر بارش کی طرح انعام کی ہیں۔ مَن و سَلَوٰی تم پر نازل کیا، بادلوں کا سایہ، تسلسل انبیاء علیہم السلام، سب سے بڑی نعمت فرعون کو سمندر میں غرق کرنا، جو سب سے بڑا تمہارا دشمن بنا ہوا تھا اور اس کے بعد میں نے تم کو روئے زمین پر بسنے والے انسانوں پر فضیلت دی حالانکہ ان کے اندر اس فضیلت کا استحقاق نہ تھا۔ صرف ان کے ہاں بہ نسبت دوسری اقوام کے معمولی توحید تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص فضل کیا تھا۔ لیکن یہ خاص فضل کے دھوکے میں آکر اپنے آپ کو اللہ کے مقرب سمجھنے لگے۔ بنی اسرائیل کو یاد کروانے کا

مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں پر بھی بے شمار نعمتیں ہیں سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں۔ اسی میں تمہاری دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز ہے۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ

وَاتَّقُوا	يَوْمًا	لَا	تَجْزِي	نَفْسٌ	عَنْ	نَفْسٍ
اور	(اس) دن (سے)	نہ	کفایت کرے گی	کوئی جان	سے	کسی جان
عاطفہ	مفعول ظرف زمان	نافیہ	فعل مضارع	فاعل	حرف جار	مجرور

شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ

شَيْئًا	وَلَا	يُقْبَلُ	مِنْهَا	شَفَاعَةٌ	وَلَا	يُؤْخَذُ
کچھ	اور	قبول کیا جائے گا	سے + اس	کوئی سفارش	اور	لیا جائے گا
مفعول	عاطفہ	فعل مضارع مجہول	حرف جار + مجرور	نائب فاعل	حرف عطف	مضارع مجہول

{48} مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ

مِنْهَا	عَدْلٌ	وَلَا	هُمْ	يُنْصَرُونَ
سے + اس	بدلہ	اور	وہ	مدد کئے جائیں گے
جار + مجرور	نائب فاعل	حرف عطف	نائب فاعل	مضارع مجہول جمع مذکر غائب (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور ڈرو تم اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گی کوئی جان کسی جان سے اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔

لغوی نکات:

اتَّقُوا {وقی} باب افتعال، اتَّقَى يَتَّقَى سے فعل امر جمع مذکر، معنی ہے ڈر جاؤ تم، بچ جاؤ، پرہیز کرو (گناہوں سے) لازم سے وُقِي، يَتَّقَى، وقایہ استعمال ہوتا ہے، حفاظت کرنا، تکلیف سے بچانا۔

يَوْمًا ظرف زمان ہے جو 24 گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے، یہ مفرد ہے، اس کی جمع آیاتہ آتی ہے۔ مفعول یا ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (دن)

تَجْزِي {جزی} باب (ض) جَزَى يَجْزِي سے مضارع معلوم واحد مونث غائب (کفایت کرنا)

نَفْسٍ یہ مؤنث سماعی ہے، اس کی جمع **أَنْفُسٌ** اور **نُفُوسٌ** آتی ہے۔ جان، روح کو بھی نفس کہتے ہیں۔ **خَرَجَتْ نَفْسُهُ**، اس کی روح پرواز کر گئی، کبھی نظر بد کو بھی نفس کہتے ہیں۔ **أَصَابَتْهُ نَفْسٌ**، اس کو نظر بد لگی ہوئی ہے۔

شَيْئًا یہ مفعولیت کی بنا پر منصوب ہے یا محذوف مصدر کی صفت بن رہا ہے۔ **أَيَّ جَزَاءٍ، حَقِيْبًا**، اس کی تکلیف تخفیر کے لئے ہے۔

لَا يُقْبَلُ {ق ب ل} باب (س) **قَبِلَ، يَقْبَلُ، قَبُولًا، وَقَبُولًا** سے مضارع مجہول منفی (قبول نہ کیا جائے گا)

{ش ف ع} باب (ف) **شَفَعَ يَشْفَعُ** کا مصدر، نائب فاعل ہے (سفارش کرنا)

{ع د ل} باب (ض) **عَدَلَ يَعْدِلُ** سے مصدر (نائب فاعل) (فدیہ، معاوضہ)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ متنہ پر فرما رہے ہیں کہ اس دن سے بچ جاؤ جس دن کوئی جان کسی جان سے کفایت نہ کرے گی۔ ہر ایک کو اپنی جان کی فکر لاحق ہوگی۔ انتہائی قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے سے بھاگیں گے اور نہ وہاں کسی کی سفارش قابل قبول ہوگی اور نہ کسی قسم کا فدیہ وغیرہ کام آئے گا اور نہ ہی ایک دوسرے کا تعاون کیا جائے گا۔ اس لئے دنیا میں ہی اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور اپنے ساتھ بہتر زاد راہ لے کر جائیں تاکہ آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ جائیں اور جنت اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہو۔

وَادِّجَيْنِكُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ

وَ	إِذْ	نَجَّيْنَاكُمْ	مِّنْ	آلِ	فِرْعَوْنَ
اور	جب	نجات دی ہم نے + تم کو	سے	ال	فرعون
حرف عطف	ظرف زماں	فعل ماضی، فاعل + مفعول	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ مجرور

يَسُومُونَكُم سُوًّا الْعَذَابِ يُدَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ

يَسُومُونَ	كُم	سُوًّا	الْعَذَابِ	يُدَبِّحُونَ	أَبْنَاءَكُمْ
چکھاتے تھے وہ	تم کو	برا	عذاب	ذبح کرتے تھے وہ	بیٹوں
فعل مضارع، فاعل (ن)	مفعول	مضاف	مضاف الیہ (مفعول)	فعل مضارع، فاعل	مضاف

وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ

وَ	يَسْتَحْيُونَ	نِسَاءَكُمْ	وَ	فِي	ذَلِكُمْ
اور	زندہ رکھتے تھے وہ	عورتیں + تمہاری کو	اور	میں	اس
حرف عطف	فعل مضارع فاعل	مضاف + مضاف الیہ مفعول	حرف عطف	حرف جر، خبر مقدم	(مجرور) ضمیر جمع مذکر

بَلَاءٌ مِّنْ سَيِّئِكُمْ عَظِيمٌ {49}

بَلَاءٌ	مِّنْ	رَّبِّ	كُم	عَظِيمٌ
آزمائش	سے	رب	تمہارے	بہت بڑی
مبتدا مؤخر۔ موصوف	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	صفت

بامعاورہ ترجمہ: اور (یاد کرو وہ وقت) جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دی وہ تم کو بدترین عذاب چکھاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش ہے۔

لغوی نکات:

إِذْ نَجَّيْنَا كُمْ + مِنْ + إِذْ اس جگہ نسبی حالت پر ہے کیونکہ یہ فعل مخذوف کا مفعول بن رہا ہے، اصل عبارت اس طرح ہے، إِذْ كُنَّا (إِذْ)، إِذْ زمانہ ماضی کے لئے ظرف ہے اور اس کے بعد ہمیشہ جملہ واقع ہوتا ہے اور کبھی جملہ کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے عوض تنوین لاتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں مَتَى جَاءَ كُمْ الْمَوْتُ فَحِينَئِذٍ تَعْلَمُونَ جب تمہارے پاس موت آئے گی پھر تم کو علم ہو جائے گا۔

إِلْفِرْعَوْنَ آل اصل میں اہل تھا کیونکہ اس کی تصغیر اَهْلٌ آتی ہے اور کسی چیز کی اصلیت تصغیر سے معلوم کی جاتی ہے۔ قرآن میں اکثر لفظ آل استعمال ہوا ہے، بعض لوگ آل اور اہل میں فرق اس طرح کرتے ہیں کہ آل صرف معرفہ کی طرف منسوب ہوتا ہے جبکہ اہل عام ہے۔ معرفہ اور نکرہ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ آل صرف خصوصیات اور اہمیت رکھنے والوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے خواہ وہ قرابت کے لحاظ سے ہو یا دینی اعتبار سے۔ آل فرعون، آل قریش، آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آل ابراہیم علیہ السلام اور آل اسحاق یعنی موچی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ انتہائی حقیر پیشہ ہے اور اہل میں تصغیر پائی جاتی ہے۔ اگر شہر کی طرف نسبت کریں گے تو اَہْلٌ لائیں گے، آل نہیں کہا جائے گا۔ اہل المدینہ کہیں گے آل المدینہ نہیں کہیں گے۔

فِرْعَوْنَ، یہ اسم جنس ہے مصر کا ہر وہ بادشاہ جو ظالم و جابر ہو، اس کو فرعون کہتے ہیں۔ جس طرح نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں فرعون کا نام قابوس یا ولید بن مصعب تھا اور بعض نے کہا کہ یہ فرعون کا نام ہی تھا۔ (واللہ اعلم)

يَسْؤُمُونَكُمْ {س و مر} باب (ن) سَاءَ، يَسْؤُمُ، سَوْمًا سے فعل مضارع جمع مذکر غائب + كُمْ ضمیر مفعول (چکھانا) سَوْمًا کا اصل معنی صاحب کشفاف نے یہ کیا ہے کسی چیز کی طلب کے لئے نکلنا، معنی اس طرح ہوگا، تمہارے لئے برا عذاب وہ طلب کرتے تھے اور اس کو ہر وقت تم پر مسلط کرتے تھے۔

سَوْءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی، یہ مصدر مخذوف کی صفت بن رہا ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے يَسْؤُمُونَكُمْ سَوْمًا سَوْءَ الْعَذَابِ اور يَسْؤُمُونَكُمْ کا مفعول ثانی بھی بن سکتا ہے (بمعنی بدترین عذاب)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ يُذَبِّحُونَ {ذ ب ح} باب تفعیل، ذَبَّحَ يَذْبَحُ سے مضارع جمع مذکر غائب، يذَّبِحُونَ مُؤَنِّمٌ سے بدل واقع ہو رہا ہے۔ یعنی اس عذاب کی نوعیت ذَبَّحَ الْأَوْلَادِ تھا۔ اصل ذبح کا معنی حیوان کے حلق کو کاٹنا ہے کیونکہ یہ باب تفعیل ہے جس میں تکثیر کا معنی پایا جاتا ہے کہ وہ تمہارے بیٹوں کو کثرت سے ذبح کرتے تھے۔ عورتوں کو خدمت کیلئے زندہ باقی رکھنا اور بچوں کو ذبح کر ڈالنا انتہائی ذلت و رسوائی کی بات ہے اور باعث عار بھی۔

بَلَاءٌ {ب ل و} باب (ن) بَلَى يَبْلُوُ سے مصدر، اس کی جمع بَلَاءٌ ہے، بمعنی آزمانا، امتحان لینا، تجربہ کرنا، ابتلاء خیر و شر دونوں سے ہوتا ہے۔ وَبَيَّلُواكُمْ بِالْخَيْرِ وَالشَّرِّ فِتْنَةً، ہم تم کو سختی و بھلائی دونوں سے آزما رہے ہیں۔ اس آیت میں اگر مراد ابتلاء بالشر ہے تو پھر ان کے بچوں کو ذبح کرنا یہ مراد ہے اور اگر ابتلاء بالخیر ہے تو پھر وہ نعمت جو اللہ نے فرعون اور اس کی آل کو غرق کر کے کی ہے۔ وہ مراد ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک بہت بڑی نعمت یاد دلائی ہے کہ ہم نے تم کو فرعون کے سخت ترین عذاب سے نجات دی۔ یوسف علیہ السلام اور انکا پورا خاندان مصر منتقل ہو کر چار سو سال میں ہر طرف پھیل گیا۔ آل فرعون کو انکے غلبہ سے اپنی ہلاکت کا خدشہ لاحق ہوا اور کسی نجومی نے بھی فرعون کو اس بنی اسرائیل کی نسل سے تباہی کا خطرہ ڈال دیا۔ بہر حال فرعون نے یہ ترکیب سوچی کہ انکی نسل کو ختم کرتے ہیں تو پھر اس نے آیت میں مذکورہ طریقہ اپنایا۔ فرعون کی ہلاکت بنی اسرائیل کیلئے بہت بڑی کامیابی اور باعث نعمت بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا کہ اللہ کی نافرمانی سے بچ جاؤ۔ وگرنہ آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے۔ اس میں مسلمانوں کیلئے بھی اشارہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے بچ جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ انکی خلاف ورزی نہ کرو اور اسکے نقش قدم پر چل کر اللہ کی رضا حاصل کرو۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ

وَ	إِذْ	فَرَقْنَا	بِكُمْ	الْبَحْرَ	فَ	أَنْجَيْنَاكُمْ
اور	جب	پھاڑا، ہم نے	ساتھ + تمہارے	سمندر	تو	نجات دی ہم نے
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل	حرف جر + مجرور	مفعول	حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم فاعل مفعول

وَأَعْرَفْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ {50}

وَ	أَعْرَفْنَا	آلَ	فِرْعَوْنَ	وَأَنْتُمْ	تَنْظُرُونَ
اور	غرق کیا ہم نے	آل	فرعون کو	اور + تم	دیکھ رہے تھے
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم، فاعل	مضاف	مضاف الیہ (مفعول)	عطف + مبتدا	خبر۔ فعل مضارع۔ جمع مذکر مخاطب

بامحاورہ ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو اے بنی اسرائیل) جب ہم نے تمہاری وجہ سے سمندر کو پھاڑ دیا اور آل فرعون کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کر دیا۔

لغوی نکات:

{ف رق} باب (ض) فَرَقَ يَقْرِقُ سے فعل ماضی جمع متکلم اس کا معنی جدا کرنا، الگ الگ کرنا، پھاڑ دینا ہوتا ہے۔ اگر اس کے بعد اَلْبَحْرُ آئے تو پھر معنی سمندر کو پھاڑ دینا اور اگر اس کے بعد الشَّعْرُ (ش پر زبر) ہو تو پھر معنی بالوں میں مانگ نکالنا ہوتا ہے۔ اس سے فُرْقَان ہوتا ہے جس کا معنی حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ فُرْقَان کتاب اللہ (قرآن) کا نام بھی ہے یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔ اسی طرح جنگ بدر کے دن کو بھی یوم الفرقان کہا گیا ہے یعنی حق و باطل کے درمیان ہونے والی جنگ۔ اسی سے فریق ہے ایک جماعت جو دوسری سے الگ ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی فاروق کہتے ہیں جس کا معنی ہے کہ پیچیدہ امور میں فیصلہ کرنے والا، حق و باطل میں فرق کرنے والا۔

بِكُمْ

بِ + كُمْ، یہاں پر ب، ل کے معنی میں ہے فرق کیا تمہارے لئے۔ عربی زبان میں حروف جارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں اور بعض علماء کے نزدیک ب سیبب ہے بسبب تمہارے۔ اَلْبَحْرُ۔ یہ واحد ہے اس کی جمع اَبْحُرٌ آتی ہے اور بُحُورٌ اور اَبْحَاذٌ بھی جمع آتی ہے، اس کا معنی سمندر، دریا ہوتا ہے۔ اصل معنی بحر کا وسیع ہونا ہے کیونکہ نہر اور خلیج کی نسبت سمندر وسیع ہوتا ہے۔ جس شخص کے پاس بہت سا علم ہو اس کو بھی بَحْرٌ کہتے ہیں۔ (بحر العلم) علم کا سمندر۔ بحر سے مراد یہاں بحر قلزم یا بحر احمر ہے۔ دریائے نیل مراد نہیں ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کا راستہ شام کو جانے کے لئے مشرق کی طرف تھا جبکہ دریائے نیل مغرب کی طرف واقع ہے۔ بنو اسرائیل نے بحر قلزم کو شمالی تنگ سرے کے قریب سے اس کو عبور کیا اور جزیرہ نماے سینا میں قدم رکھا۔

فَ + اَنْصَيْنَا + كُمْ، {ن ج ی} باب افعال سے فعل ماضی معلوم جمع متکلم + فاعل + كُمْ جمع کی ضمیر ہے جو مفعول واقع ہو رہی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ پس نجات دی ہم نے تم کو۔

اَعْرَفْنَا

{ع رق} باب افعال سے ماضی جمع متکلم، اس کا معنی غرق کر دیا ہم نے، پانی میں ڈبو دیا۔

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ واؤ حالیہ ہے۔ اَنْتُمْ کی جمع اَنْتُمْ ہے اور تَنْظُرُونَ {ن ظ ر} باب (ن) سے مضارع معلوم جمع مذکر حاضر (دیکھنا)۔ یہ جملہ حالیہ کے معنی میں ہے، معنی (نظر ڈالنا، دیکھنا) اور اس کا استعمال عموماً آنکھوں سے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جملہ کا معنی یہ ہے۔ اس حال کہ تم فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ یا معنی یہ ہے کہ تم سمندر کو عبور کرتے وقت ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے یا اپنی سالمیت اور آل فرعون کی غرقت کو دیکھ رہے تھے۔ آل سے مراد اس کی قوم اور اسکے تابعین سب مراد ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس آیت میں اس وقت کی یاد دہانی کرا رہے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان کو رات کی

تاریکی میں لے کر نکل پڑے جب فرعون کو ان کے نکلنے کا علم ہوا تو وہ اپنے لشکر سمیت ان کے تعاقب میں نکل پڑا۔ اب بنی اسرائیل کے آگے بحر قلزم تھا اور پیچھے فرعون اور اس کا لشکر، درمیان میں پھنس گئے۔ بھاگنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو دریا میں داخل ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے لئے راستہ بنا دو۔ چنانچہ دریا دو دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا، درمیان میں راستہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل تو صحیح سالم دریا عبور کر گئے لیکن جب فرعون اور اس کا لشکر عبور کرنے کے لئے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو مل جانے کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بڑا انعام کیا۔ ان پر سختی کے دن ختم ہو گئے۔ اب ان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانیں، شرک نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توحید پر چلنے اور شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ

وَ	إِذْ	وَعَدْنَا	مُوسَىٰ	أَرْبَعِينَ	لَيْلَةً	ثُمَّ
اور	جب	وعدہ کیا + ہم نے	موسیٰ علیہ السلام سے	چالیس	رات کا	پھر
عاطفہ	نظر زمان	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل (مفاعله)	مفعول اول	(مفعول ثانی) عدد	معدود	تراخی کے لئے

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ {51}

اتَّخَذْتُمُ	الْعِجْلَ	مِنْ	بَعْدِهِ	وَ	أَنْتُمْ	ظَالِمُونَ
پکڑا تم نے	بچھڑے کو معبود	سے	بعد + اس کے	اور	تم	ظلم کرنے والے تھے
فعل ماضی + فاعل	مفعول	حرف جر	مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ حالیہ	مبتدا	خبر۔ اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: اور (یاد کرو اس وقت کو) جس وقت ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم (اس وقت) ظالم بن گئے۔

لغوی نکات:

{د ۴ د} باب مفاعله سے ماضی جمع متکلم اور بعض قراء نے باب مفاعله بنانے سے انکار کیا ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ باب مفاعله انسانوں کے ساتھ خاص ہوتا ہے کیونکہ اس میں اشتراک، مِنْ جَانِبَيْنِ ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ (اشْتِرَاكٌ) صحیح نہیں ہے، ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ باب مفاعله کبھی کبھی ایک کیلئے بھی ہوتا ہے جس طرح کہتے ہیں دَوَّأْتُ الْعَصِیْلَ، (میں نے بیمار کو دوائی دی)، عَاقَبْتُ الْبَقْرَ، (چور کو میں نے سزا دی)۔

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً اَرْبَعِينَ کا معنی 40 چالیس اور لَيْلَةً کا معنی رات۔ یعنی چالیس رات کا وعدہ کیا۔ پہلے تیس تھے پھر دس دن مزید

بڑھا کر 40 راتیں کر دیا۔ اکثر مفسرین کے ہاں ذوالقعدہ کا پورہ ماہ اور دس دن ذوالحجہ کے تھے۔ رات کا ذکر کیا دن کا ذکر نہیں کیا کیونکہ رات پہلے اور دن بعد میں ہوتا ہے۔ رات غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق کے وقت کا نام ہے۔

{عہل} یہ اِثْعَدَ کا مفعول بنتا ہے۔ گائے کے بچے کو عجل کہتے ہیں۔ سامری نے وہ مورت بچھڑے کی شکل پر بنائی تھی۔
موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان لوگوں نے بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔

{ظلم} باب (ض) سے اسم فاعل ہے، اس کی جمع ظالِمُونَ ہے اور ظالِمُونَ خبر ہونے کی بنا پر مرفوع رفعی حالت ہے۔
تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے فرعون کو لشکر سمیت غرق کر کے اور بنی اسرائیل کو نجات دیکر موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) دینے کیلئے 40 دن

کیلئے طور پہاڑ پر بلایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا کر وہاں چلے گئے۔ بعد میں سامری نے بنی اسرائیل سے تمام زیور اکٹھے کر کے اسکو پگھلا کر بچھڑے جیسی شکل بنا کر اسکی پوجا شروع کر دی اور بہت بڑے ظلم (شرک) کا ارتکاب کیا۔ ہارون علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ تیری قوم نے تیرے ادھر آنے کے بعد یہ کروت کیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام غصے کی حالت میں واپس پلٹے۔ غصے میں اپنے بھائی کی داڑھی اور سر کے بال پڑلے اور تورات کی تختیاں پھینک دیں پھر سامری پر غصہ کیا۔

بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کو پوجنا شروع کیا تو ظالم (شرک) ٹھہرے۔ آج ہمارے مسلمانوں نے نہ جانے کتنے بچھڑوں کی پوجا شروع کی ہوئی ہے۔ یہ بہت بڑا شرک ہے جسکو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ کو اسکی ذات، صفات، اسماء میں کیتا تسلیم کر کے صحیح معنوں میں عمل کریں۔ یہ توحید ہی اصل قیمتی چیز ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ شرک کے تمام اعمال برباد اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ عذاب جہنم سے پناہ دے۔ امین

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ

ثُمَّ	عَفَوْنَا	عَنْ	كُم	مِّنْ	بَعْدِ	ذَلِكَ
پھر	معاف کیا ہم نے	سے	تم	سے	بعد/ پیچھے	اس کے
حرف تراخی	فعل ماضی + فاعل	حرف جر	مجرور	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ {52}

لَعَلَّ	كُم	تَشْكُرُونَ
تا کہ	تم	شکر گزار ہو جاؤ
حرف مشبہ بالفعل	لَعَلَّ کا اسم	فعل مضارع + فاعل - لَعَلَّ کی خبر

بامعاورہ ترجمہ: پھر ہم نے تم کو اس (بچھڑے کو معبود بنانے) کے بعد معاف کر دیا تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔

لغوی نکات:

یہ حرف عطف ہے۔ ترتیب اور تراخی کے لئے مستعمل ہے اور کبھی کبھی اس پر (ت) بھی آتی ہے۔ کہتے ہیں سُئِت (پھر) {ع ف و} باب (ن) سے فعل ماضی جمع متکلم اور اس کا معنی ہے ہم نے (گناہ کو) معاف کر دیا، درگزر کرنا، جرم کو بخشنا، سزا کو چھوڑ دینا، بخوبت یا کسی سے بدلہ لینے سے دستبردار ہو جانا۔

{ش ك ر} باب (ن) {شَكَرَ، يَشْكُرُ شُكْرًا} سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، (اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا) (معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بہت بڑے جرم کو معاف کر دیا ہے جو تم نے گائے کے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا۔ اب تم اس اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرو۔ وگرنہ تم کو اس جرم کی پاداش میں تمہیں نہیں کر کے رکھ دیتا۔ اسلام میں شکر سے مراد یہ ہوتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر پہچانے اور اسکی نعمتوں کا صحیح استعمال کرے۔ ناشکری اور ناقدری نہ کرے)۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ بات باور کرائی ہے کہ دیکھو تم نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا اور یہ فی الحقیقت بہت بڑا جرم تھا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ جرم معاف کر دیا کہ شاید یہ اب راہ راست پر آجائیں اور اللہ کے شکر گزار بندے بن جائیں۔ اس میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم بھی شرک و کفر سے تو بہ کر کے خالص اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو تسلیم کریں اور اسکی عبادت کریں۔ اس میں ہماری نجات ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حتی الوسع شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔ اس میں ہماری ترقی کا راز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَيَنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ”اگر تم نے میرا شکر یہ (نعمت کے مقابلہ میں) ادا کیا تو میں تم کو مزید دوں گا“ اور اگر کفر کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا لطف و کرم ہے کہ انسان خطائیں کرتا ہے مگر اللہ ان سے چشم پوشی کرتا ہے۔ انسان جو نبی اسکے سامنے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرے اور آئندہ برائی سے باز رہنے کا اقرار کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ترجمہ: ”اگر تم اللہ کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کریگا“

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

وَ	إِذْ	آتَيْنَا	مُوسَى	الْكِتَابَ
اور	جب	دی ہم نے	موسیٰ علیہ السلام کو	کتاب (تورات)
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی + فاعل	مفعول اول	مفعول ثانی معطوف علیہ

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ {53}

وَ	الْفُرْقَانَ	لَعَلَّ	تَهْتَدُونَ
اور	فرقان (فرق کرنے والی)	تاکہ	ہدایت پا جاؤ
حرف عطف	معطوف	حرف مشبہ بالفعل	فعل مضارع، فاعل (لَعَلَّ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور (تم اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) اور فرقان (حق و باطل کے مابین فرق کرنے والی تھی) دی تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

لغوی نکات:

إِذْ ظرف زمان۔ یہ اصل میں اِذْ كُرِّوا (فعل امر محذوف) کا مفعول بنتا ہے اور اکثر طور پر اِذْ كُرِّوا کو حذف کر دیا جاتا ہے۔
اَتَيْنَا {ءت ی} باب (افعال) اَتَى، يُؤْتِي، اَتَيْنَا سے فعل ماضی جمع متکلم آنا، دینا، یہاں پر دوسرا معنی مراد ہے یعنی ہم نے دی۔ (الکتاب) یہاں پر تمام مفسروں کے نزدیک کتاب سے مراد تورات ہے۔
 (الفرقان) فرقان سے کیا مراد ہے۔ اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے تورات اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرقان دی۔ ان کے نزدیک فرقان قرآن مجید کے ساتھ مختص ہے جبکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ کہ ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرقان دی۔ لیکن علامہ زجاج نے کہا کہ یہاں فرقان سے مراد کتاب تورات ہی ہے تاکید کے لئے اس کو دوبارہ بیان کر دیا گیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ فُرْقَانٌ سے مراد وہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ دیں۔ لاشی، ہاتھ کا سفید ہونا وغیرہ۔ قرآن کے علاوہ تورات و انجیل بھی الہامی کتب ہونے کی وجہ سے الفرقان ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں آیت میں (واؤ) صلہ بن رہی ہے۔ اس شکل میں اس کا معنی اَتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ الْفُرْقَانَ اور واؤ کبھی کبھی صفات میں زائد ذکر کی جاتی ہے اور ایک معنی یہ ہے کہ یہ تورات جامع کتاب بھی ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی بھی ہے اور ایک معنی یہ ہے کہ فرقان سے مراد قوم موسیٰ علیہ السلام و قوم فرعون کے درمیان فرق ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ قوم موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور قوم فرعون کو غرق کر دیا۔ لیکن ان تو جہات میں سے سب سے زیادہ مناسب یہی ہے کہ اس سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ ملی تھیں۔ لاشی اور ہاتھ کا سفید ہونا تاکہ عطف کا فائدہ اپنی جگہ برقرار رہے۔

تفسیری آیات: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو وہ وقت یاد کر رہے ہیں کہ جب تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر پوجنا شروع کر دیا اور شرک عظیم کا ارتکاب کیا لیکن ہم نے تم کو اپنی رحمت سے معاف کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ایسی بہترین کتاب دی جس میں تمہارے لئے زندگی بسر کرنے کا مکمل قانون اور ہدایت نامہ تھا۔ اس کے ذریعے سے حق و باطل، حلال و حرام، نیک و بد کی تمیز ہوتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اگر تم نے اس کتاب اور احکام الہی سے روگردانی کی تو تم کو سخت ترین سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس میں ہمارے لئے بھی درس ہے کہ ہم قرآن مجید کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اور اپنا ہر قول و فعل کتاب و سنت کی روشنی میں درست کریں۔ حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا کریں اور حلال و حرام کی تمیز کو ہر وقت پیش نظر رکھیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

وَ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ

وَ	إِذْ	قَالَ	مُوسَىٰ	لِ	قَوْمِهِ	أَ	يَا	قَوْمِهِ
اور	جب	کہا	موسیٰ علیہ السلام نے	واسطے	قوم	اپنی کے	اے	قوم میری
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی	فاعل	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف ندا	منادی

إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمْ

إِنَّ	كُم	ظَلَمْتُمْ	أَنْفُسَكُمْ	بِ	إِتِّخَاذِكُمْ	كُم	
بے شک	تم	ظلم کیا تم نے	جانوں	بسبب	پکڑنے	تمہارے	
حرف مشبہ بالفعل	اسم	فعل ماضی	(مفعول) مضاف	مضاف الیہ	سبب/ جارہ	مجرور مضاف	مضاف الیہ

الْعَجَلِ فَتَوَبُّوْا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ

الْعَجَلِ	فَ	تَوَبُّوْا	إِلَىٰ	بَارِئِكُمْ	فَ	اِقْتُلُوا	أَنْفُسَكُمْ	كُم
بچھڑے کو معبود	تو	توبہ کرو	طرف	خالق	اپنے کے	تو + قتل کرو تم	جانوں	اپنی کو
مفعول	حرف	فعل امر جمع مذکر	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ	حرف + فعل امر جمع	مضاف	مضاف الیہ (مفعول)

ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ

ذَلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	عِنْدَ	بَارِئِكُمْ	فَ	تَابَ
یہ	بہتر ہے	واسطے + تمہارے	پاس	خالق	تمہارے کے	تو + رجوع کیا اس نے
اسم اشارہ (مبتدا)	خبر	جار + مجرور	ظرف مکان مضاف	مضاف الیہ مضاف	مضاف الیہ	حرف + فعل ماضی

عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ {54}

عَلَيْكُمْ	إِنَّ	هُوَ	التَّوَابُ	الرَّحِيمُ
اوپر	بے شک	وہی/ وہی ہے	بہت زیادہ توبہ قبول کرنی والا	بہت رحم فرمانے والا
حرف جر	حرف مشبہ بالفعل	اسم ان کا	ضمیر حصر	مبالغہ خبر نمبر 1

بامحاورہ ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنی جانوں پر بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے بہت بڑا ظلم (شرک) کیا ہے تو اب تم اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرو، وہ اس طرح کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ تمہارے خالق کے ہاں یہ (قتل) بہت بہتر کام ہوگا، اگر تم اس طرح کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی رجوع کرے گا کیونکہ وہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

لغوی نکات:

یَا قَوْمِ یا حرف ندا ہے قَوْمِ منادی ہے۔ اصل میں قَوْمِ تمہاری لوگرا دیا قَوْمِ رہ گیا۔ یہاں قوم سے مراد وہ خاص گروہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی تھی۔ قَوْمِ دراصل اسم جمع ہے اس کے لفظوں سے جمع نہیں آتی۔ بعض نے اس کی جمع اقْوَامِ کہی ہے لیکن بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہے۔ (قوم اکثر طور پر مردوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن میں ہے لَا یَسْخَرُوا قَوْمَهُمْ اور پھر آگے فرمایا، وَلَا یَسْأَلُ مِنْ نِسَائِهِمْ تو یہاں قوم سے مراد مرد ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں نساء (عورت) لائے ہیں لیکن کبھی کبھی اس کا اطلاق زن و مرد دونوں پر ہوتا ہے جس طرح فرمایا، اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهِمْ یہاں قوم میں مرد و عورت دونوں مراد ہیں۔

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ {ظالم} باب (ض) سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب + فاعل ہے (ظلم کرنا) اَنْفُسَكُمْ، اَنْفُسُ مضاف اور كُمْ مضاف الیہ ہے۔ مضاف مضاف الیہ ل کر ظَلَمْتُمْ کا مفعول بنتا ہے۔ یہاں ظلم سے مراد وہ شرک ہے جو انہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا۔

بِاِتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلِ بِ + اِتِّخَاذِكُمْ + الْعِجْلَ، {ءخذ} باب افتعال سے مصدر مضاف + مضاف الیہ اس کا معنی ہے کسی چیز کو حاصل کرنا، پکڑنا اور یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور جعل کے قائم مقام ہوتا ہے جس طرح فرمایا، لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُودَ وَالنَّصَارَى اَوْلِیَاءَ اور۔ العجل، اتخاذا مصدر کا مفعول نمبر 1 بنتا ہے اور مفعول نمبر 2 مخدوف ہے جو کہ الہا ہے۔ پورا معنی یہ ہے بسبب پکڑنے تمہارے بچھڑے کو معبود۔

{توب} {باب (ن) تَابَ یَتُوبُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (توبہ کرنا)

بَارِئٍ + كُمْ، {ب رء} {باب (ف) بَرَّ اَبْرَأُ سے اسم فاعل مضاف + مضاف الیہ، پیدا کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ہے۔ باری کا معنی خالق اور بعض نے باری اور خالق کے درمیان یہ فرق کیا ہے کہ خالق ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرنے والا اور باری نئے سرے سے بنانے والا، بغیر مادہ کے وجود میں لانے والا۔ گو یہ خلق عام ہے اور باری خاص ہے جو ہر روح کو پیدا کرنے والا۔

ذَلِكُمْ حَبِیْرٌ لَّكُمْ ذَلِكُمْ: اسم اشارہ ہے اور اس کا مشار الیہ القتل ہے۔ معنی یہ ہے کہ یہ قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر

ہے۔ شرک جیسے عظیم گناہ کی تلافی اسی طریقے سے ممکن ہے۔

فَتَابَ + تَاب۔ ف یا تو جواب شرط یا جزاء کے طور پر آئی ہے شرط اس طرح ہے۔ اِنْ فَعَلْتُمْ مَا اَمَرْنَاكُمْ فِتَابَ یعنی اگر تم نے اللہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے قتل نفس کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر رجوع کرے گا۔ تمہارا گناہ معاف کرے گا وگرنہ نہیں یا معنی یہ ہے کہ جب تم اپنے نفسوں کو قتل کر چکے ہو تو باقی افراد کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہے ان کا گناہ معاف کر دیا ہے۔

التَّوَابِ الرَّحِيمِ یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں اور دونوں اِنْ کی خبریں ہیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء ہے یعنی تمہارے بڑے گناہ (شرک) کو معاف کر دیا ہے کیونکہ تَوَابٌ ہے اور رَحِيمٌ اس طرح ہے کہ ان کے حکم قتل کو چند افراد پر لاگو کرے باقی پر رحم فرمایا اور حکم منسوخ کر دیا۔ سب قتل نہیں ہوئے کیونکہ وہ رحیم ہے اور وہ اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد کر رہے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد قوم نے سامری کے بہکاوے میں آکر شرک کا ارتکاب کر لیا۔ پیغمبر کی غیر موجودگی میں راہ راست سے اتر گئی۔ اب اس کی تلافی و معافی ایک دوسرے کو قتل کرنے کے عوض آئی۔ جب بنی اسرائیل نے یہ حکم الہی مان لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اس میں ہمارے لئے درس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو تسلیم کیا جائے اور ان پر خلوص نیت سے عمل کیا جائے اور اگر کبھی شیطانی بہکاوے میں آکر غلط کام کر بیٹھے تو جلدی جلدی اللہ تعالیٰ سے گناہ کی معافی مانگ کر استغفار کرتا رہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات معاف کر دے گی کیونکہ وہ التَّوَابِ الرَّحِيمِ ہے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يُبْسَىٰ لَنَا إِنَّا قَدْ خَوَّضْنَا فِيهِ غَنَابَتًا ذَاتَ قُلُوبٍ وَهُوَ غَيْرُ مُتَّبِعٍ ۚ وَلَمَّا نَسُوا مَا وَعَدْنَاهُمْ جَاءَهُمُ الْمَوْجُ عَن قَدَمَيْهِمْ فَمُدَّوْنَهُمْ حَشًّا ۚ فَنَزَلْنَا بِاللَّيْلِ طُوفَانَ مَدْيَنَ بِغَيْرِ إِذْعَانٍ ۚ وَتَلَاوَدَّ عُذْرَتُهُمْ قُلُوبُهُمْ لِيَشْرَبُوا حَرًّا ۚ أَتُوبُونَ أَمْ لَا ۚ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنِّي عُذْتُ بِالرَّبِّ لِيَسِّرَ لَكُمْ سُبُلَكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الْمَدْيَنَ بِغَيْرِ إِذْعَانٍ ۚ وَتَلَاوَدَّ عُذْرَتُهُمْ قُلُوبُهُمْ لِيَشْرَبُوا حَرًّا ۚ أَتُوبُونَ أَمْ لَا ۚ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنِّي عُذْتُ بِالرَّبِّ لِيَسِّرَ لَكُمْ سُبُلَكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الْمَدْيَنَ بِغَيْرِ إِذْعَانٍ ۚ وَتَلَاوَدَّ عُذْرَتُهُمْ قُلُوبُهُمْ لِيَشْرَبُوا حَرًّا ۚ أَتُوبُونَ أَمْ لَا ۚ

وَ	إِذْ	قُلْتُمْ	يَا	مُوسَىٰ	لَنَا	تُوبُونَ
اور	جب	کہا تم نے	اے	موسیٰ علیہ السلام	ہرگز نہیں	ایمان لائیں گے ہم
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی + فاعل	حرف ندا	منادی	حرف ناصبہ	مضارع جمع متکلم

لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهُ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّعِقَةُ

لَكَ	حَتَّىٰ	نَرَىٰ	اللَّهُ	جَهْرَةً	فَ	أَخَذَتْكُمُ	الصَّعِقَةُ
لئے، واسطے + آپ کے	یہاں تک	دیکھ لیں ہم	اللہ تعالیٰ کو	علائیہ، واضح	پس	پکڑ لیا + تم کو	بجلی کی کڑک نے
جار + مجرور	ناصبہ	مضارع جمع متکلم	مفعول	حال	حرف	فعل ماضی + مفعول	فاعل

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ {55}

و	أَنْتُمْ	تَنْظُرُونَ
اور	تم	دیکھ رہے تھے
حالیہ	مبتدا	فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور جس وقت تم نے کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو واضح نہ دیکھ لیں۔ اس کے بعد تم پر سخت چیخ آئی اور تمہیں دیکھتے دیکھتے موت کی وادی میں پہنچا دیا۔

لغوی نکات:

وَإِذْ واؤ عاطفہ ہے جس کا ماقبل سے تعلق ہے اور اُس پر اس کا عطف ہے اور اِذْ ظرفِ زماں ہے جو کہ مبنی ہے اس میں تبدیلی نہیں آتی۔ (جب)

قُلْتُمْ {قول} باب (ن) قَالَ يَقُولُ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب، اجوف وادی ہے اصل میں قَوْلْتُمْ تھا تعلیل کے بعد قُلْتُمْ رہ گیا۔
لَنْ تَوْمِنَ لَنْ حرفِ ناصبہ ہے جو کہ مضارع کے آخر کو نصب دیتا ہے۔ نفي استقبال کا فائدہ دیتا ہے۔ تَوْمِنَ {ءمرن} باب افعال سے مضارع جمع متکلم، اس کا معنی ہے کہ ہرگز ہم ایمان نہ لائیں گے، ہرگز یقین نہ کریں گے۔

حَتَّىٰ حَتَّىٰ کے بعد فعل مضارع کا آخر منصوب ہوتا ہے۔ لیکن حَتَّىٰ کی وجہ سے نہیں بلکہ وہاں اَنْ پوشیدہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی حَتَّىٰ کے بعد اسم مجرور ہوتا ہے۔ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ، حَتَّىٰ حِينَ اور اس میں غائت کا معنی پایا جاتا ہے۔

نَرَىٰ {رءی} باب (ف) (رَأَى، يَرَى، رَأَى، وَرُؤْيَا) سے مضارع معلوم جمع متکلم، یبسی اصل میں يَرَى تھا اور اصل کا استعمال بہت نادر ہی ہوتا ہے۔ بصارت یا بصیرت سے دیکھنا۔ اس کا امر ”ر“ آتا ہے۔ کبھی يَرَى کا معنی گمان بھی ہوتا ہے پھر اس وقت مضارع مجہول کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اگر آذَى يَرَى باب افعال سے ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے دکھانا۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا ہم انکو اپنی نشانیاں ضرور دکھائیں گے۔

جَهْرَةً {جہرہ} باب (ف) جَهْرَةً جَهْرَةً سے جَهْرَةً مصدر ہے جس کا معنی ہے ظاہر، سامنے، کھلم کھلا دیکھنا، آواز بلند کرنا۔ لیکن یہاں پر آواز والا معنی مراد نہیں ہے بلکہ پہلا والا معنی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ جَهْرَةً حال واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ایک قرأت میں جَهْرَةً۔ ہر زبر ہے۔ اس شکل میں یہ جَاهِرًا اسمِ فاعل کی جمع ہوگی۔

الصَّاعِقَةُ اس کو الصَّاعِقَةُ بھی لکھا جاسکتا ہے۔ یہ أَخَذْتُمْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے امام راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صَاعِقَةُ کے تین معنی ہیں۔

① موت، ہلاکت جس طرح فرمایا فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّلْوَاتِ یہاں صَعِقَ بمعنی موت ہے۔ اسی طرح اس آیت اَخَذَتْكُمْ الصَّاعِقَةُ میں ہے۔

② دوسرا معنی عذاب ہے جس طرح فرمایا اَيُّدُرُّنَكُمْ صَاعِقَةً کہ میں تم کو صاعقۃ (عذاب) سے ڈراتا ہوں۔

③ آگ اور بجلی کی کڑک ہے جس طرح فرمایا، يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ کہ وہ ذات بجلیاں بھیجتی ہے۔ لیکن آخر میں فرمایا کہ یہ تینوں صاعقۃ کے آثار ہیں۔ اصل معنی تو فضا میں سخت آواز کو کہتے ہیں اور پھر اس سخت آواز سے کبھی آگ پیدا ہوتی ہے جو کبھی عذاب اور کبھی موت تک نوبت آجاتی ہے۔

{ن ظ ر} باب (ن) مضارع مخاطب۔ یہ جملہ حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ تم اس صاعقۃ (کڑک) کی ابتدائی حالت کو دیکھ رہے تھے کیونکہ صاعقۃ کی آخری گھڑی پر تو ان کو موت آگئی تھی۔ یہاں موت سے مراد بے ہوشی ہے جس طرح خَرَّ مُؤْمِنِي صَعِقًا میں بمعنی بے ہوشی ہے۔

تفسیری نکات: موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر کتاب لینے گئے بعد میں ان کی قوم نے بچھڑے کی پوجا کر کے شرک جیسے گناہوں نے جرم کا ارتکاب کیا۔ موسیٰ علیہ السلام واپس آگئے پھر قوم کی توبہ (جو ایک دوسرے کو قتل کی شکل میں تھی) کے بعد 70 آدمی منتخب کر کے اپنے ساتھ کوہ طور پر لے گئے، انہیں پہاڑ کے دامن میں بٹھا کر خود اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ جب واپس آگئے تو قوم کہنے لگی کہ ہم آپ کی بات کو تب تسلیم کریں گے جب ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھیں گے تو اس عجیب سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت آواز آئی جس سے وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کر دیا جس کا تذکرہ اگلی آیت میں آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

رویت باری تعالیٰ میں عموماً افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ معتزلہ وغیرہ تو رویت باری تعالیٰ کا بالکل انکار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ رویت اس دنیا اور آخرت میں بالکل محال ہے۔ جبکہ صوفیا کا کہنا یہ ہے کہ یہ اس دنیا میں بھی ممکن ہے اور واقع ہوئی ہے۔ پتہ نہیں ان کے لئے کیسے واقع ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو تو یہ رویت ہونہ سکی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نُوذِرُ اَنْ اُذَا (صحیح مسلم)، کہ وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ رویت باری اس دنیا میں غیر ممکن ہے کیونکہ بشری قوت انتہائی کمزور ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ آخرت میں مومنوں کو یہ شرف جنت میں بخشیں گے۔ ان کی اس کمزوری کو طاقت بخشیں گے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

ثُمَّ	بَعَثْنَا + كُمْ	مِنْ	بَعْدِ	مَوْتِ + كُمْ
پھر	اٹھایا ہم نے + تم کو	سے	بعد، پیچھے	مرنے + تمہارے
حرف ترفیعی	فعل ماضی، فاعل + مفعول	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ {56}

تَشْكُرُونَ	لَعَلَّ + كُمْ
شکر گزار بنو	تا کہ + تم
فعل مضارع مخاطب	حرف مشبہ بالفعل + اسم

بامحاورہ ترجمہ: پھر ہم نے تم کو تمہارے مرنے کے بعد زندہ کر دیا تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

لغوی نکات:

یہ تراخی کے لئے ہے ویسے یہ حرف عطف سے ہے۔ (پھر)

بَعَثْنَا + كُمْ {ب ع ث} باب (ف) بَعَثَ، يَبْعَثُ بَعَثًا سے فعل ماضی جمع متکلم (فاعل) + كُمْ مفعول ہے۔ اس کا معنی اٹھانا، زندہ کرنا ہوتا ہے، اسی سے يَوْمُ الْبَعْثِ۔ قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے کا دن۔

تفسیری نکات: مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے اور اصل زندگی (جنت یا جہنم) کی ہے اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اپنی قدرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں جس طرح یہاں کیا کہ پہلے قوم موسیٰ علیہ السلام کو مار دیا پھر ان کو دوبارہ زندہ کر دیا تا کہ لوگ اللہ کا شکر ادا کریں۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا

ظَلَّلْنَا	عَلَيْكُمْ + كُمْ	الْغَمَامَ	وَ	أَنْزَلْنَا
اور	اوپر + تمہارے	بادلوں کا	اور	اتارا ہم نے
حرف عطف	حرف جر + مجرور	مفعول	حرف عطف	فعل + فاعل

عَلَيْكُمُ الْمَنَّٰنَ وَالسَّلْوٰی ط كَلُوا مِنْ

عَلَيْكُمْ + كُمْ	الْمَنَّٰنَ	وَ	السَّلْوٰی	كَلُوا	مِنْ
اوپر + تمہارے	مَنَّٰن	اور	سلویٰ کو	کھاؤ تم	سے
جار + مجرور	مفعول، معطوف علیہ	حرف عطف	معطوف	فعل امر جمع مذکر	حرف جر

طَيَّبْتِ مَا رَزَقْتِكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَ

طَيَّبْتِ	مَا	رَزَقْتَنَا + كُمْ	وَ	مَا	ظَلَمُونَا + نَا	وَ
پاک (اجناس)	جو	رزق دیا ہم نے + تم کو	اور	نہیں	ظلم کیا انہوں نے + ہم پر	اور
مجرور	موصولہ	فعل ماضی، فاعل + مفعول	حرف عطف	نافیہ	فعل ماضی، فاعل + مفعول	حرف عطف

لَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ {57}

لَكِنْ	كَانُوا	أَنفُسَهُمْ + هُمْ	يَظْلِمُونَ
لیکن	تھے وہ	جانوں + اپنی پر	ظلم کرتے
استدراک	فعل ماضی + اسم	کانوا کی خبر۔ مضاف + مضاف الیہ مفعول بہ مقدم	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامعاورہ ترجمہ: اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من اور سلوی اتارا (اور کہا) کہ جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے، اس میں سے پاک چیزوں کو کھاؤ اور انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا لیکن وہ اپنی جانوں پر ہی ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔

لغوی نکات:

{ظال ل} باب تفعیل، ظَلَّلَ، يُظَلِّلُ، تَظْلِيلًا سے ماضی جمع متکلم (ہم نے سایہ لگن کر دیا) اَلْغَمَامَہِ یَظَلِّلُنَا کا مفعول بتا ہے۔ اسم جنس ہے جس کا معنی بادل ہوتا ہے۔ بادلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سَحَابٌ، عَارِضٌ، مُعْصِرَاتٌ، مُذْنِبٌ اور صَيِّبٌ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہر قسم کے بادل کو سَحَابٌ کہتے ہیں اور غَمَامَہِ، غَمَامَہِ، ڈھانک لینا۔ وہ بادل ہے جو تہہ بہ تہہ ہو کر گاڑھا ہو جائے اور سورج کی روشنی کو زمین تک آنے سے روک دے۔

یہ اَنْزَلْنَا کا مفعول بتا ہے۔ اصل معنی احسان و فضل ہوتا ہے کیونکہ بنی اسرائیل پر بڑا فضل تھا کہ مَنِّ جیسی نعمت سے ان کو نوازا گیا۔ لیکن یہاں مراد اسم جنس ہے، وہ چیز جس میں حلوہ و مٹھاس ہو، یہ درخت یا پتھر پر اترتی تھی۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شبنم، شبنمی گوند جو آسمان سے درخت یا پتھر پر اترتی تھی۔

یہ سلا سے ہے جو چیز تسلی دے، پرندہ، جس کو (بئیر) کہتے ہیں یا بیروں کی طرح تھا، اس کا شکار نہایت آسان تھا، اس کی اڑان نیچی ہوتی تھی اور بڑی آسانی سے شکار ہو جاتا تھا۔

{عک ل} باب (ن) اَکَلٌ، یَأْکُلُ سے فعل امر (اصل میں اءُکَلُوا تھا تعلیل کے بعد کَلُوا ہو گیا) تم کھاؤ طَيَّبَةٌ کی جمع ہے، حالت جری، مفعول، پاک چیزیں، وہ چیز جو فی نفسہ حلال ہو اور اس کے حصول کے ذرائع بھی جائز اور حلال ہوں۔ رشوت، چوری، ڈاکہ اور غبن وغیرہ سے نہ حاصل کیا گیا ہو۔

مَا سَأَلْتُمْ مَّا مَوْصُولَهُ ہے اور زَنْزَلْنٰكُمْ {رزق} باب (ن) سے ماضی۔ جمع متکلم + كُمْ ضمیر جمع مفعول (جو رزق دیا ہم نے تم کو) وَمَا ظَلَمْتُمْ مَّا نَافِيَةٌ اور ظَلَمْتُمْ بَاب (ض) سے ماضی، فاعل (نا) مفعول (اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر) یعنی انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا۔

وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ لٰكِنْ، استدراک کے لئے یعنی حقیقت کو جاننے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس سے پہلے نفی ہوتی ہے اور اس کے بعد میں اثبات ہوتا ہے۔ كَانُوا فعل ناقص هُمْ اس کا اسم ہے اور اَنْفُسَهُمْ (اَنْفُسُ + هُمْ) مفعول مقدم ہے۔ نفس کی جمع ہے (روح/جان) یہ جملہ بن کر یعنی يَظْلِمُوْنَ فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے مل کر كَانُوا کی خبر ہے۔ احکام الہی کی خلاف ورزی اور حدود خداوندی سے تجاوز خود اپنے اوپر ظلم کرنا ہے، اس سے عذاب الہی کا وقوع ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔

تفسیری نکات: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے احسان یاد دلائے ہیں تاکہ ان کے پیش نظر اپنی گندی عادتوں کو چھوڑ کر صراطِ مستقیم کا راستہ اختیار کریں۔

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے رویت باری تعالیٰ کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کر دی پھر موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو زندہ کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کو اللہ تعالیٰ سے غلط قسم کے مطالبے نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ پھر اس کی سزا بھی سخت ہے۔

ہم مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو جو صحیح سند کے ساتھ مل جائے، بلا چون و چرا اس کو تسلیم کریں اور اس میں خواجواہ کی تکتہ چینی، دلیل بازی اور مویشگافی پیدا نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے انسان کے اندر کٹ جتنی کی بُری عادت پڑ جاتی ہے اور پھر انسان مختلف بہانوں سے عمل سے جی چراتا ہے اور صرف باتوں پر ہی اکتفا کرتا ہے۔

بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے بعد چالیس سال تک جزیرہ نمائے سینا کے سنان صحرا میں پریشان پھرتے رہے۔ سایہ نہ ہونے سے دھوپ سے گھبرا اٹھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اور خوراک کے لئے من و سلوئی عطا فرمایا جو انہیں بغیر کسی مشقت کے حاصل ہوتی۔ پھر ان کو ذخیرہ سے منع کرنے کے باوجود انہوں نے ذخیرہ کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس سے نعت آنا بند ہو گئی تو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے ممکن ہے کہ اسے ان نعمتوں سے محروم کر دیا جائے۔

وَ اِذْ قُلْنَا اَدْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَاْكُلُوْا

وَ	اِذْ	قُلْنَا	اَدْخُلُوا	هٰذِهِ	الْقَرْيَةَ	فَاْكُلُوْا
اور	جب	کہا ہم نے	تم داخل ہو جاؤ	اس	بستی (میں)	تو + کھاؤ تم
حرف عطف	ظرف	فعل ماضی + فاعل	امر حاضر، جمع	اسم اشارہ	مشار الیہ (مفعول)	حرف + فعل امر جمع

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَاعِدًا وَاَدْخُلُوا الْبَابَ

مِنْ + هَا	حَيْثُ	شِئْتُمْ	رَاعِدًا	وَاَدْخُلُوا	الْبَابَ
سے + اس (اس سے)	جہاں (سے)	تم چاہو	کھلا، جی بھر کے	اور + داخل ہو جاؤ تم	دروازہ میں
جار + مجرور	ظرف مکان	فعل ماضی + فاعل	مصدر (س)	عاطفہ + فعل امر جمع	مفعول

سُجِدًا وَقُولُوا حِطَّةً نَغْفِرْ لَكُمْ

سُجِدًا	وَا	قُولُوا	حِطَّةً	نَغْفِرْ	لَكُمْ
سجدہ کرتے ہوئے	اور	تم کہو	(حط کا لفظ) بخش دے	ہم بخش دیں گے	واسطے + تمہارے (تمہیں)
حال، ساجد کی جمع	حرف عطف	فعل امر جمع	مبتدا مخدوف کی خبر (مَحَلًّا مَنْصُوبًا)	مضارع جمع متکلم	جار + مجرور

حَطِيئَتِكُمْ وَسَنْزِيدُ الْمُحْسِنِينَ {58}

حَطِيئَاتِيَا	وَا	سَنْزِيدُ	الْمُحْسِنِينَ
غلطیاں	اور	عَنْقَرِيْبٌ + ہم زیادہ دیں گے	نیکی کریں والوں کو
مفعول، مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ	اسم فاعل جمع مذکر (مفعول)

بامحاورہ ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل کو جب کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور جہاں سے چاہتے ہو کھلا کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور ساتھ حِطَّةً کا لفظ بولو (گناہوں کی معافی مانگنا) جو اباً ہم تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ دیں گے

لغوی نکات:

{دخُلْ} باب (ن) دَخَلَ، يَدْخُلُ دَخُولًا سے فعل امر جمع مذکر (داخل ہو جاؤ تم)

هَذِهِ الْقَرْيَةَ هَذِهِ اسم اشارہ قریب برائے مَوْثٌ، الْقَرْيَةَ، مِثَارِئِيَّةٌ، مشارِئِيَّةٌ، یہ منصوب ظرفیت کی وجہ سے یا مفعول ہونے کی وجہ سے ہے، (اس بستی میں)

{ءَكْلٌ} باب (ن) أَكَلَ، يَأْكُلُ، سے فعل امر، جمع مذکر حاضر، (کھاؤ تم سب)

مِنْ + هَا = هَا ضمیر تانیث، قَرْيَةَ (بستی) کی طرف راجع ہے، [اس (بستی) سے]

{حَيْثُ} ظرف مکان ہے اور بنی علی الضم ہے، یعنی اسکے آخری کلمے (ث) پر پیش تبدیل نہیں ہوتی۔ (جہاں سے، جس

(جگہ سے)

شِئْتُمْ {ش ی ع} باب (ف) شَاءَ، يَشَاءُ (شِئْءٌ) یا (مَشِيئَةً) سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر، اصل میں شِئْتُمْ تھا (ی) پر زیر ہے، تو ی کا قتل دور کرنے کے لئے ی کا کسرہ ماقبل کو دے کر ی کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا اورش کے نیچے زیر دی گئی تاکہ معلوم ہو کہ یہاں اصل میں محذوف ی ہے، باقی رہ گیا شِئْتُمْ۔ (چاہنا)

رَاعِدًا باب (س) رَعَدًا، يَرَعِدُ مصدر رَعَدًا ہے اور صفت مشبہ ہو کر استعمال ہوا ہے اور یہ رَاعِدًا کی جمع بھی ہو سکتی ہے۔ جس طرح خَادِمٌ کی جمع خَادِمٌ ہوتی ہے، یہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یا یہ کَلْمًا کی ضمیر سے حال ہو رہا ہے۔ اس کا معنی خوب، کھلا، اچھی طرح، وسیع، با فراغت۔

الْبَابِ جمع أَبْوَابٍ ہے، مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ الباب کو معرفہ لایا گیا یعنی خاص دروازہ یا بیت المقدس کا خاص دروازہ، پھانک جس کو آج کل باب حط کہتے ہیں۔

سُجَّدًا {س ج د} باب (ن) سے اسم فاعل، سَاجِدٌ کی جمع ہے۔ یہ منصوب اس لئے ہے کہ أُذْخِلُوا کی ضمیر انْتُمْ سے حال واقع ہو رہا ہے۔ بعض نے اس کا لغوی معنی تذلیل، انکسار، خشوع و خضوع اور بعض نے شرعی معنی مراد لیا ہے کہ سجدہ شکر بجا لاتے ہوئے شہر میں داخل ہو جاؤ۔

قَوْلُوا {ق و ل} باب (ن) (قَالَ، يَقُولُ) سے فعل امر، جمع مذکر (کہو تم)

حِطَّةً {ح ط ط} باب (ن) (حَطَّ، يَحِطُّ) حِطًّا، حِطًّا کا اصل معنی نازل ہونا، اوپر سے نیچے اترنا، بوجھ اتارنا، معاف کرنا اس سے فعل امر حِطَّ ہے یعنی حِطَّ عَنَّا ذُنُوبَنَا ہمارے گناہوں کو معاف فرما ہے۔ یہ مرفوع ہے مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے۔ اصل تقدیر اس طرح ہے --- مَسْأَلَتْنَا۔ کہ ہمارا مسئلہ یہ ہے حِطَّةً۔ کہ ہمارے گناہ معاف فرما۔ یہ حِطَّ۔ مبتدا + خبر مل کر قَوْلُوا کا مفعول بن جائے گا۔

نَعَفَرُكُمْ {ع ف ر} باب (ض) غَفَرَ، يَغْفِرُ سے مضارع، جمع متکلم، اس کا آخر (ر) مجزوم اس لئے ہے کہ جواب امر ہے (ہم معاف کر دیں گے، ڈھانپ دیں گے) کُمْ، ن اصل میں ل ہے + کُمْ، (تمہارے لئے، تم کو)

خَطَايَاكُمْ {خ ط ي ا} اس کی جمع خَطَايَا ہے یہ نَغْفِرُ کا مفعول مضاف + کُمْ (مضاف الیہ)، تمہارے گناہ، لغزشیں، غلطیاں، بلا ارادہ سرزد ہونے والا گناہ۔۔۔

سَنَزِيدُ س + نَزِيدُ = س مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے (عنقریب)۔ نَزِيدُ {ز ی د} باب (ض) زَادَ، يَزِيدُ، مضارع جمع متکلم، (ہم زیادہ دیں گے)

الْمُحْسِنِينَ {ح س ن} باب افعال، أَحْسَنَ، يُحْسِنُ سے اسم الفاعل، جمع مذکر واحد مُحْسِنٌ، مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصبی ہے۔ اچھی طرح سے نیکی کرنے والا، احسان کرنے والا، یعنی اس حکم کی تعمیل پر تم میں سے جو گنہگار ہیں ان کی توبہ

قرآن مجید کی لغوی تشریح

قبول فرمائیں گے اور جو پہلے ہی نیک اور فرمانبردار ہیں، ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیں گے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے یہ پیغام دیا کہ میں ان کو بستی (اریحا) جو کہ دریائے اردن کے پار تھی اور کنعان کی زمین میں شمار ہوتی تھی، عطا کر دوں گا۔ وہاں کھلے میوے کھانا لیکن شرط یہ ہے کہ جب اس بستی میں داخل ہونا ہے تو (پہلی شرط یہ ہے کہ) لفظ (حِطَّةً) (گناہوں کی معافی) کہنا اور (دوسری شرط یہ ہے کہ) سجدے کی حالت میں جانا ہے۔ ان دو کام کرنے سے ہم تمہارے سارے سابقہ گناہ و غلطیوں کو معاف کر دیں گے۔

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي

ف+بَدَّلَ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	قَوْلًا	غَيْرَ	الَّذِي
تو+ بدل دیا	ان لوگوں نے	جنہوں نے ظلم کیا	بات کو	سوائے (خلاف)	ان کے جو
حرف + فعل ماضی	اسم موصول	ماضی جمع مذکر غائب	مفعول	مضاف	اسم موصول واحد مذکر

قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

قِيلَ	لَهُمْ	فَأَنْزَلْنَا	عَلَى	الَّذِينَ	ظَلَمُوا
کہی گئی تھی	لئے + انکے (انہیں)	پھر + ہم نے اتارا	اوپر	ان لوگوں کے	جنہوں نے ظلم کیا تھا
ماضی مجہول	جار + مجرور	عطف + فعل ماضی + فاعل	حرف جار	اسم موصول جمع مذکر	فعل ماضی، جمع

رَاجِزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ {59}

رَاجِزًا	مِّنَ	السَّمَاءِ	بِمَا	كَانُوا	يَفْسُقُونَ
سخت عذاب	سے	آسمان	بسبب + اس کے جو	وہ تھے	نافرمانی کرتے
مفعول آنزَلْنَا کا	حرف جار	مجرور	سبب + موصولہ	فعل ناقص ہُمْ اسم	مضارع معلوم (ن) کانُوا کی خبر

بامعاورہ ترجمہ: لیکن ان ظالموں نے اس (کلمہ) کو بدل دیا جو ان کو کہا گیا تھا (اور اس کی) بجائے اور کلمہ کہا تو ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے ان کے گناہوں کی وجہ سے سخت ترین عذاب بھیج دیا۔

لغوی نکات:

{ب دل} باب تفعیل، بَدَّلَ، يُبَدِّلُ (تَبَدُّدًا) تبدیل کرنا، بدل دینا، انہوں نے لفظ حِطَّةً کہہ دیا بجائے حِطَّةً جس کا معنی گندم ہے۔ تو استغفاری کلمات کے بجائے تمسخرانہ انداز اپنا لیا۔

قرآن مجید کی لغوی تشریح

قِيلَ {باب (ن) قَالَ، يَقُولُ (قَوْلًا) ماضی مجہول، واحد مذکر غائب (کہی گئی تھی) قَائِلًا
 فَاَنْزَلْنَا {باب (ن) نَزَلَ، يُنَزِّلُ فعل ماضی جمع متکلم (اتارنا، نازل کرنا) راجزاً
 یہ اَنْزَلْنَا کا مفعول ہے اس لئے منصوب ہے، اس کا معنی عذاب، عقوبت، آسمانی آفت ہے
 كَانُوا يَفْسُقُونَ {فعل ناقص} ہے، جب مضارع پر (كان) داخل ہوا تو ماضی استمراری کا معنی پیدا کرتا ہے۔ يَفْسُقُونَ {فسق} {باب (ن) فَسَقَ، يَفْسُقُ فِسْقًا سے مضارع معلوم جمع مذکر غائب، (اطاعت سے نکل کر معصیت کی حد میں جانا، نافرمانی کرنا)۔
 تفسیری نکات: جب یوشع علیہ السلام کے زمانے میں (موسیٰ علیہ السلام کے بعد) انہوں نے اریحا شہر فتح کر لیا تو لوگوں نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ حِطَّةً کی بجائے حِنْطَةً اور سجدے کی بجائے بچوں کی طرح گھٹتے ہوئے داخل ہوئے تو پھر ان پر اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب آیا جس سے کافی قوم عذاب کی لپیٹ میں آگئی۔
 ان آیات میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میسر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ نہ کہ غرور و تکبر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع کر دیں اور ڈھول باجے شروع کر دیئے جائیں۔ اس سے تو میں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ

وَ	إِذِ	اسْتَسْقَىٰ	مُوسَىٰ	لِ + قَوْمِهِ + ۴
اور	جب	پانی مانگا (اللہ سے)	موسیٰ علیہ السلام نے	واسطے + قوم + اپنی کے
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی	فاعل	حرف جر + مضاف + مضاف الیہ

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَاَنْفَجَرْتُ

فَ	قُلْنَا	اضْرِبْ	بِ	عَصَا + نَ	الْحَجَرَ	فَ + اَنْفَجَرْتُ
تو	کہا ہم نے	مارٹو	ساتھ	لاٹھی کے + اپنی	پتھر کو	پس + پھوٹ پڑے
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل	امر حاضر	حرف جر	مضاف + مضاف الیہ	مفعول	حرف + فعل ماضی

مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ عَيْنًا ط قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ

مِنْ + ۴	اِثْنَا عَشَرَ	عَيْنًا	قَدْ	عَلِمَ	كُلُّ	اُنَاسٍ	مَّشْرَبَ	هُم
سے + اس	بارہ (12)	چشمے	تحقیق	جان لیا	تمام	لوگوں نے	پانی پینے کی جگہ	اپنی
حرف جر + مجرور	عدد، میز	تیمز	تحقیقیہ	فعل ماضی	فاعل مضاف	مضاف الیہ	مفعول ظرف مضاف	مضاف الیہ

كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا

كُلُوا	وَ+ اَشْرَبُوا	مِنْ	رِزْقِ	اللَّهِ	وَ+ لَا	تَعْتُوا
کھاؤ تم	اور + پیو تم	سے	رزق	اللہ تعالیٰ کے	اور + نہ	پھر تم
فعل امر جمع	عاطفہ + فعل امر جمع	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ + ناہیہ	فعل نہی

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ {60}

فِي	الْأَرْضِ	مُفْسِدِينَ
میں	زمین	فساد کرنے والے
حرف جر	مجرور	اسم فاعل (حال) جمع

بامحاورہ ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لائھی کو پتھر پر مارئے (جب مارا) تو اس سے بارہ (12) چشمے پھوٹ پڑے۔ تمام لوگوں نے اپنی پینے کی جگہ کو معلوم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

لغوی نکات:

اِسْتَسْقَى {س ق ی} باب استفعال، اِسْتَسْقَى يَسْتَسْقَى، اِسْتِسْقَاءُ سے (فعل ماضی) اِسْتَسْقَى باب استفعال ہونے کی وجہ سے طلب کا معنی پایا جاتا ہے، یہاں معنی یہ ہے قوم کے لئے پانی مانگا۔

الْحَجَرِ اکلی جمع اَحْجَاذُ آتی ہے۔ اس میں الف لام عہد کا ہے یعنی خاص پتھر مراد ہے۔ بعض کے ہاں یہ الف لام جنس کیلئے ہے جس کا معنی ہے کہ کوئی خاص پتھر نہ تھا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جس پتھر پر عصا مارتے اس میں سے چشمے ابل پڑتے۔

فَانْفَجَرَتْ فا+ اِنْفَجَرَتْ {ف ج ر} باب انفعال، اِنْفَجَرَ، يَنْفَجِرُ سے فعل ماضی واحد مونث غائب۔ امام راغب فرماتے ہیں اِنْفَجَرَ کا معنی کسی چیز کو وسیع طور پر پھاڑنے اور شق کر دینے کے ہیں جس طرح کہتے ہیں فَجَرَ الْاِنْسَانَ السَّنَةَ ”انسان نے بند میں وسیع شگاف ڈال دیا۔ پانی کا خوب پھوٹ پڑنا، صبح کی روشنی بھی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتی ہے، اس لئے اس کو فجر کہتے ہیں۔

قرآن میں دوسری جگہ اِنْفَجَسَتْ آیا ہے۔ دونوں کا معنی ایک ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِنْفَجَسَتْ کسی تنگ جگہ سے بہہ نکلنے کا نام ہے اور اِنْفَجَاذُ میں تنگ جگہ ہو یا کشادہ۔

اَشْتَاتَا عَشْرَةَ اس کی رفعی حالت ہے اِنْفَجَرَتْ کا فاعل ہے۔ عَيْنًا: یہ تمیز یا معدود ہے۔ گیارہ سے لے کر انیس تک کے اعداد کا

قرآن مجید کی لغوی تشریح

معدود واحد کے صیغے میں آتا ہے اور منصوب ہوتا ہے۔ لفظ عَيْن مشترک ہے اس کے کئی معنی ہیں۔ قرینے کو دیکھ کر معنی متعین کر دیا جاتا ہے (یہاں مراد 12- چشمے ہے)

اُنَّاسٍ ایسی جمع ہے جسکا اسکے لفظ سے واحد نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک غیر لفظی واحد انسان ہے یا انس ہے مضاف الیہ (لوگوں)۔
مَشْرَبِهِمْ مَشْرَبٌ + هُمْ، باب (س) مرکب اضافی۔ مَفْعَلٌ کے وزن پر ظرف مکان ہے یعنی مَوْضِعٌ مَشْرَبِهِمْ، (پانی پینے کی جگہ)۔
وَلَا تَعْتُوا {عثیٰ} باب (ن) عَثِي يَعْثُو سے فعل نہیں جمع مذکر حاضر، فساد میں شدت اور کثرت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ (نہ پھرتو)
مُفْسِدِينَ {فس د} باب افعال، اَفْسَدَ يَفْسِدُ سے اسم فاعل جمع مذکر، حال کی وجہ سے حالت نصب (فساد پھیلانا)

تفسیری نکات: جب بنی اسرائیل جزیرہ نمائے سینا کے لٹ و دق بیابان اور ریگستان میں پریشان پھرتے پھرتے ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی موجود نہ تھا۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد پانی تک رسائی حاصل نہ ہو سکی۔ موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اپنی اس لاشچی کو (جو موسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ ملی تھی اور اس کے بے شمار فوائد تھے، قرآن میں ہے، اس سے درختوں سے پتے جھاڑنا، اس کے مارنے سے سمندر میں راستہ بن جانا، اژدھا بن کر جاوگروں کے سانپ بچھو ہڑپ کر جانا)۔ پتھر پر مار۔ اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، ہر ایک نے اپنے گھاٹ سے پانی پیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ خشک جنگل میں ان کو پانی مہیا کیا۔ جبکہ ظاہری طور پر کوئی سبب اور سہارا نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل سے کھانا، پانی مہیا کرتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ اس سے مانگے اور اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم اور شفقت کرنے والی ذات ہے۔ انسان نافرمانی کر کے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور عذاب الہی کا نزول انسان کے اپنے غلط اعمال کے سبب آتا ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّصْبِرَ عَلٰى

و	اِذْ	قُلْتُمْ	يٰ	مُوسٰى	لَنْ + نُّصْبِرَ	عَلٰى
اور	جب	کہا تم نے	اے	موسیٰ علیہ السلام	ہرگز نہ + صبر کریں گے ہم	اوپر
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی + فاعل	حرف ندا	منادئ مرفوع	ناصبہ + مضارع جمع متکلم	جار

طَعَامٍ وَّ اَحَدٍ فَاذْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجُ لَنَا

طَعَامٍ	وَ اَحَدٍ	فَاذْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	يُخْرِجُ	لَنَا
کھانے	ایک کے	تو + دعا کریں آپ	لئے + ہمارے	رب + اپنے سے	نکالے وہ	لئے + ہمارے
مجرور موصوف	صفت	حرف + فعل امر	جار + مجرور	مفعول مضاف + مضاف الیہ	مضارع (افعال)	جار + مجرور

مِمَّا تُثْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَتَقْيَاهَا وَفُومَهَا

مِنْ + مَا	تُثْبِتُ	الْأَرْضُ	مِنْ	بَقْلِ + هَا	وَ	تَقْيَاهَا	وَ	فُومِ + هَا
سے + جو چیز	اُگاتی ہے	زمین	سے	ترکاری + اس کی	اور	کھیرے، لکڑی + اسکے	اور	لہسن + اس کا
حرف جار + موصولہ	مضارع	فاعل	جار	مضاد + مضاد الیہ (مجرور)	حرف عطف	مضاد + مضاد الیہ	حرف عطف	مضاد + مضاد الیہ

وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ط قَالَ اتَسْتَبِدِلُونَ الزَّيْمِي

وَ	عَدَسِ + هَا	وَ	بَصَلِ + هَا	قَالَ	أ	تَسْتَبِدِلُونَ	الزَّيْمِي
اور	دال مسور + اس کی	اور	پیاز + اس کا	کہا (موسیٰ علیہ السلام) نے	کیا	تبدیل کرتے ہو تم	اس کو جو
حرف عطف	مضاد + اضافہ الیہ	عاطفہ	مضاد + مضاد الیہ	فعل ماضی (فاعل)	استفہام	مضارع معلوم	اسم موصول

هُوَ أَدْنَى بِالزَّيْمِي هُوَ خَيْرٌ ط اِهْبِطُوا مِصْرًا

هُوَ	أَدْنَى	بِ	الزَّيْمِي	هُوَ	خَيْرٌ	اِهْبِطُوا	مِصْرًا
وہ	نہلی ہے	بدلے	اس کے جو	وہ	بہتر ہے	اترو تم	کسی شہر میں
ضمیر منفصل	اسم تفضیل	جار	موصول	ضمیر منفصل	اسم تفضیل	فعل امر (ض)	مفعول بہ

فَإِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَأَلْتُمْ ط وَضُرِبَتْ

فَ + إِنَّ	لَكُمْ	مِمَّا	سَأَلْتُمْ	وَ	ضُرِبَتْ
پس + بے شک	لئے + تمہارے	جو	سوال کیا تم نے	اور	ماری گئی
جزایہ + حرف مشبہ بالفعل	جار + مجرور	موصولہ	فعل ماضی جمع مخاطب (ف)	حرف عطف	ماضی مجہول

عَلَيْهِمُ الدَّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ط وَبَاعُوا

عَلَيْهِمُ	الدَّلَّةُ	وَ	الْمَسْكَنَةُ	وَ	بَاعُوا
اوپر + ان کے	ذلت	اور	محتاجی	اور	لوئے وہ
جار + مجرور	نائب فاعل	حرف عطف	نائب فاعل	حرف عطف	فعل ماضی (ن)

بِعَضِّ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ

بِ	عَضِّ	مِّنَ	اللَّهِ	ذَلِكِ	بِ	أَنَّهُمْ
ساتھ	غصے کے	سے	اللہ تعالیٰ	یہ	بسبب	بے شک + وہ
حرف جار	مجرور (مصدر)	حرف جار	مجرور	اسم اشارہ	حرف جار	حرف مشبہ بالفعل + آن کا اسم

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

وَ	كَانُوا	يَكْفُرُونَ	بِ	آيَاتِ	اللَّهِ
اور	تھے وہ	وہ انکار کرتے	ساتھ	آیات	اللہ تعالیٰ کی
حرف عطف	ماضی، فعل ناقص + اسم	فعل مضارع (ن)	حرف جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ

يَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكِ بِمَا

مَا	يَقْتُلُونَ	النَّبِيَّ	بِ	غَيْرِ	الْحَقِّ	ذَلِكِ	بِ
اس کے	قتل کرتے تھے وہ	انبیاء علیہم السلام کو	ساتھ	بغیر	حق کے	یہ (سب)	بسبب
موصولہ	فعل مضارع جمع مذكر غائب (ن)	مفعول	جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	اسم اشارہ	جارہ

عَصَا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ {61}

عَصَا	وَ	كَانُوا	يَعْتَدُونَ
نافرمانی کی انہوں نے	اور	تھے وہ	زیادتی کرتے
فعل ماضی (ض)	حرف عطف	فعل ماضی فعل ناقص + اسم	فعل مضارع جمع مذكر غائب باب افتعال

بامحاورہ ترجمہ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار، ساگ، گلزری، گیہوں، مسور اور پیاز دے۔ آپ نے فرمایا کیا تم بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ (کمکی) چیز طلب کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کسی شہر میں اتر جاؤ۔ جو تم نے مانگا ہے وہاں سے مل جائے گا اور ان پر ذلت و محتاجی مار دی گئی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات (نشانوں) کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کرتے تھے۔

لغوی نکات:

اِذْ	طرف زمان ہے جو اُذْ كُرُفَعْل امر محذوف کا مفعول بنتا ہے (جس وقت)
يُؤَسِّي	یا حرف ندا ہے اور مُؤَسِّي منادی ہے۔ اس کی رُفِي، نُصِي، جری حالت ایک جیسی ہوتی ہے، مئی ہے۔ اس کی حالت رُفِي ہے کیونکہ منادی مضاف نہیں ہے۔
لَنْ نُصِيرَ	{ص ب ر} باب (ض) صَبَّرَ يُصَبِّرُ مضارع معلوم، جمع متکلم، (ر) پر زبر ہے کیونکہ پیچھے لَنْ ناصبۃ المضارع ہے۔ اس کا معنی (ہرگز نہ صبر کریں گے ہم)
طَعَامٍ وَآحِدٍ	موصوف، صفت اور پیچھے عَلَى حرف جر کی وجہ سے جری حالت ہے۔ مرکب توصیفی ہے۔ ایک کھانا، مراد صَنْ و سَلْوَى۔
فَادَعُ	اُدْعُ، {دع و} باب (ن) سے فعل امر واحد مذکر، اصل میں اُدْعُوْ برونز اُنْضُرُ تھا، اس کا معنی تُو دعا کر۔
رَبِّكَ	رَبِّ مضاف + كَ مضاف الیہ: یہ اُدْعُ کا مفعول ہے (اپنے رب سے)
يُخْرِجُ	{خ ر ج} باب افعال، فعل مضارع، واحد مذکر غائب، اُدْعُ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے اس کا آخر (ج) مجزوم ہے۔ اس کا معنی (نکالے وہ) (اللہ تعالیٰ)
مِمَّا	اصل میں مِنْ + مِمَّا تھا، (ن) کو (م) میں ادغام کر دیا، مِمَّا موصولہ ہے (اس چیز سے)
تُنْبِتُ الْأَرْضَ	{ن ب ت} باب افعال، اُنْبِتُ، يُنْبِتُ، اِنْبَاتًا، فعل مضارع واحد مؤنث غائب، اَرْضُ (زمین) مؤنث سماعی ہے اور فعل تَنْبِتُ کا فاعل ہے۔ اس لئے تَنْبِتُ واحد مؤنث لایا گیا ہے (اگانا)
بِقَلْبِهَا	(بِقَلْبِ) مضاف + (هَآ) مضاف الیہ، (هَآ) ضمیر واحد مؤنث کا مربع (اَرْضُ) زمین ہے۔ بِقَلْبِ واحد ہے اس کی جمع بِقُلُوبٍ اور اَبْقَالٌ آتی ہے، اَرْضُ بِقَلْبِ سبزی والی زمین۔ (ساگ۔ ترکاری وغیرہ) اَبْقَالُ۔ سبزی فروش
فَوْمِهَا	فَوْمِ + هَآ۔ مرکب اضافی ہے۔ مراد لہسن ہے اور بعض نے اس کا معنی گندم کیا ہے۔ امام قرطبی کے قول کے مطابق اکثر مفسرین نے یہی معنی کیا ہے لیکن پہلا معنی زیادہ اہل علم نے کیا ہے۔ جس طرح امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے کانت منازلهم اذ ذاك ظاهراً، فیہا القرا دیس والغومات والبصل، تو یہاں شعر میں فَوْمِ سے مراد لہسن لیا ہے (فتح القدير)۔ المنجد میں ہے، لہسن، گیہوں، چنا، روٹی، وہ چیز جس کی روٹی پک سکے۔ اس کی جمع فَوْمَانِ آتی ہے۔
عَدَسِهَا	عَدَسِ + هَآ: مضاف + مضاف الیہ: اس کا واحد عَدَسَةٌ ہے۔ حالت جر (مسور کی وال)
بَصْلِهَا	بَصَلِ بیاز کو کہتے ہیں اس کا واحد بَصَلَةٌ ہے اور اَبْصَلَةٌ لوہے کے خود کو بھی کہتے ہیں، جس طرح کہتے ہیں حَرَجُوا كَانْتَهُمُ الْأَصْلُ وَعَلَى رُؤْسِهِمُ الْبَصَلُ: وہ لوگ نکلے گویا کہ ڈسنے والے سانپ ہیں اور ان کے سروں پر خود ہیں۔ تو یہاں اَصْلُ، اَصْلَةٌ کی جمع ہے (زہریلا قسم کا سانپ)۔ قرآن میں بَصَلِ سے مراد بیاز ہے۔
اَتَسْتَبْدِلُونَ	اُ + تَسْتَبْدِلُونَ، ہمزہ استفہامیہ ہے، تَسْتَبْدِلُونَ: {ب د ل} باب استفعال، مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب (کسی چیز کا

- کسی دوسری چیز سے بدلنے کا مطالبہ کرنا)
- آذُنُ {دن و} باب (ن) ذَكَأ يَذْنُو سے اسم تفضیل، مذکر، جس کا معنی قرب ہوتا ہے۔ یہاں مراد (حقیر چیز) جو کہ مَنْ وَسَلْوٰی کے مقابلہ میں بہت ہی کم تر ہے۔
- حَيْزٌ اسم تفضیل ہے، اصل میں أَخْيَزْتُهَا، تعلیل کے بعد حَيْزُورہ گیا (بہت بہتر)۔
- أَهْبَطُوا {ا ب ط} باب (ض) هَبَطَ يَهْبِطُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (اترنا/ گرنا) قرآن میں ہے إِنَّ مِنْهَا لَمَّا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (البقرة: 74/2) بعض پتھر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر جاتے ہیں۔
- مَصْرًا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مخصوص مصر شہر مراد نہیں ہے بلکہ مصر اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے ہے وہ شہر جس کی حد بندی ہو چکی ہو لیکن امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موجودہ شہر مصر مراد ہے۔ علمیت اور تانیث موجود ہونے کے باوجود درمیانی کلمہ (ص) ساکن ہونے کی وجہ سے یہ لفظ منصرف ہے۔
- صُرِبَتْ {ض ر ب} باب (ض) ماضی مجہول واحد مؤنث غائب (لازم کر دی گئی) صُرِبَتْ کا معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر مارنا، یہ لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں مارنے سے مراد لازم کر دی گئی۔ مسلط کر دی گئی۔
- الدَّلَّةُ ذال پر زیر اور ط پر پیش معطوف علیہ ہے۔ صُرِبَتْ کا نائب فاعل ہے (خواری و رسوائی)۔
- وَالْمَسْكَنَةُ باب (ن) سے مصدر میمی ہے۔ اس کا عطف الدَّلَّةُ پر ہے اس لئے مرفوع ہے فقر و ناداری کو کہتے ہیں۔ جملے کا معنی یہ ہے کہ ان پر ذلت و مسکنت چپکا دی گئی، مسلط کر دی گئی۔
- بَاءُ {ب و ع} باب (ن) بَاءَ يَبُوءُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، (لوئنا) وَبَاءَؤُ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ (البقرة: 61/2) (اس حال میں لوٹے کہ ان پر اللہ کا غصہ تھا)، یہ جملہ حال بن رہا ہے۔
- ذَلِكَ یہ اسم اشارہ ہے اس کا مشار الیہ، ذلت و مسکنت اور اللہ کا غضب ہے۔
- بِائْتَهُمْ ب + اَنْ + هُمْ بِ سببیہ ہے اور اَنْ حرف مشبہ بالفعل ہے اور هُمْ اس کا اسم ہے۔ اس کا مرجع بنی اسرائیل ہے۔ (سبب اس بات کے کہ یقیناً وہ تھے)
- ذَلِكَ بِهَا ذلک، اسم اشارہ ہے، مکرر بیان کیا گیا ہے، ان پر ذلت وغیرہ کا سبب کیا تھا، بتائیں باسیبیہ اور مَا مصدر یہ یا موصولہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کا قتل ناحق کا سبب کیا تھا، جو آگے بیان کیا جا رہا ہے۔
- عَصَا {ع ص ی} باب (ض) عَصَى، يَعْصِي، مَعْصِيَةٌ سے ماضی معلوم جمع مذکر غائب عَصَوْا اصل میں عَصَبُوا تھا، تعلیل کی گئی ہے پہلے ص پر زیر ہے لہذا مطابقت کے اصول کے تحت یا کو الف سے بدل دیا اور پھر قاعدے کے مطابق الف کو گرا

دیا، عَصَا رَہ گیا، (نافرمانی کرنا)

كَانُوا يَعْتَدُونَ {ع دو باب افتعال، اعتدای، یغتدیی سے مضارع معلوم جمع مذکر غائب، (زیادتی کرنا، حد سے تجاوز کرنا) كَانُوا كَعِ يَعْتَدُونَ پر داخل ہونے کی وجہ سے ماضی استمراری بن گئی ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل جزیرہ نما سینا میں من و سلوئی کھا کھا کر اکتا گئے، حالانکہ یہ چیز ان کو بلا مشقت حاصل ہو رہی تھی۔ تو آخر تنگ آ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ ہمیں مذکورہ خوراک کی بجائے آیت میں مذکورہ چیزیں دال، ترکاری، لہسن و پیاز وغیرہ ملنا چاہئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قوم کو سمجھایا کہ تمہارا مطالبہ درست نہیں ہے لیکن پھر قوم کے اصرار پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور اس مسئلے کا حل بتایا جو کہ اس کے آگے آیت میں ذکر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کی نعمتیں اور احسانات کئے لیکن وہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے۔ ان کو من و سلوئی بطور خوراک بلا محنت و مشقت ملتا تھا۔ انہوں نے اس پر صبر نہ کیا بلکہ سبزیاں اور ترکاریاں مانگنے لگے۔ جن کا من و سلوئی سے ادنیٰ درجہ ہے۔ ان کی اس ناشکری کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا ان پر غیظ و غضب نازل ہوا۔ ذلت، مسکنت اور حقارت ان کا مقدر ٹھہری۔ مئی 1949ء میں ریاست اسرائیل کے نام سے ان کی حکومت قائم ہوئی۔ مگر اس کا قیام بھی مغربی حکومتوں کے سہارے ہوا اور آج ان کی بقا بھی ان مغربی ممالک کے سہارے پر ہے۔ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت مسلط کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ذلت و رسوائی سے مزید دوچار کرے۔ آمین۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے، وہ قوم ذلیل و رسوا ہو جاتی ہے اور اس سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بقا اسی میں مضمر ہے کہ ان کی قدر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصْرَىٰ

إِنَّ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَ	الَّذِينَ	هَادُوا	وَ	النَّصْرَىٰ
بے شک	جو لوگ	ایمان لائے	اور	جو لوگ	یہودی ہوئے	اور	عیسائی
حرف مشبہ بالفعل	اسم موصول	فعل ماضی (افعال)	عاطفہ	اسم موصول	فعل ماضی (ن)	عاطفہ	معطوف پہلے الَّذِينَ پر

وَالصَّابِرِينَ مَنَ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

وَ	الصَّابِرِينَ	مَنَ	آمَنَ	بِ	اللَّهِ	وَ	الْيَوْمِ الْآخِرِ
اور	صابی۔ (دین سے منخرف ہوئے)	جو	ایمان لایا	ساتھ	اللہ تعالیٰ کے	اور	دن + آخرت کے
عاطفہ	معطوف اس کا عطف بھی الَّذِينَ پر ہے	موصولہ	فعل ماضی (افعال)	جار + مجرور معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف، موصوف + صفت	

وَعِبِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

و	عِبِلَ	صَالِحًا	ف + ل + هُمْ	أَجْرُهُمْ
اور	عمل کئے	نیک	تو + کیلئے + ان کے	اجر + ان کا
عاطفہ	فعل ماضی (س)	مفعول	حرف + جارہ + ضمیر جمع (خبر مقدم)	مضاف + مضاف الیہ (مبتدا مؤخر)

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

عِنْدَ	رَبِّ + هُمْ	و	لَا	خَوْفٌ	عَلَى + هُمْ
پاس	رب + اُن کے	اور	نہ	کوئی خوف	اوپر + ان کے
ظرف، مضاف	مضاف الیہ + مضاف الیہ	عاطفہ	حرف نفی	مصدر (س) اسم لا	جار + مجرور لا کی خبر

{62} وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

و	لَا	هُمْ	يَحْزَنُونَ
اور	نہ	وہ	غم کھائیں گے
عاطفہ	حرف نفی	ضمیر جمع ذکر اسم لا	فعل مضارع (س) خبر لا

بامحاورہ ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی، عیسائی، صابی ہوئے تو ان میں سے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں اجر (اچھا بدلہ) ہوگا اور ان پر کسی قسم کا غم و خوف نہ ہوگا۔

لغوی نکات:

{عمرن} باب افعال، آمَنَ، يُؤْمِنُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، (ایمان لانا)
 بَابُ هَادٍ، يَهْتَدُونَ بِرُوزَنٍ قَالَ يَقُولُ؛ فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اس سے مراد جو لوگ طبقہ یہود میں داخل ہوئے خواہ بنی اسرائیل ہوں یا نہ ہوں۔ اصل میں ہاد کا معنی توبہ کرنا اور حق کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے: **إِنَّا هَدَيْنَاكَ** **إِلَيْكَ** کہ (اے اللہ) ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔

نَصَارَى یہ نصاریٰ کی جمع ہے، فلسطین میں ایک قصبہ ناصرة ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، اس قصبہ کی مناسبت سے عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح ناصری کہتے ہیں اور آپ کو ماننے والوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے یعنی ناصرہ میں پیدا ہونے والے مسیح کی امت۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل ہیں، قرآن نے ان کے عقیدے کی تردید کی ہے۔ دیکھئے سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 73-74۔

قرآن مجید کی لغوی تشریح

یہ صابی کی جمع ہے باب (ف) سے اسم فاعل جس کا معنی ہے اپنے دین کو چھوڑ دینے والا۔ اِنَّ کے اسم اللّٰذِیْنَ پر نصاریٰ اور اس (صَابِیْنَ) کا عطف ہے ان کی حالت نصبی ہے (اپنے دین سے منحرف ہونے والے) شروع میں عرب کے جاہل لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابی کہتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا تھا جس طرح ایک سفر میں ایک مشرک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابی کہا تھا۔

عَمِلَ صَالِحًا {عمرل} باب (س) عَمِلَ، يَعْمَلُ، عَمَلًا، فعل ماضی، اس میں فاعل هُوَ مخذوف ہے، صَالِحًا مفعول ہے، اس سے وہ عمل صالح مرا ہے جو کہ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو۔ خود ساختہ عمل صالح معتبر نہ ہوگا۔

فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ ف، جزائیہ ہے اور لَهُمْ خبر مقدم ہے اور أَجْرُهُمْ مبتدا موخر ہے۔ یہ سارا جملہ اِنَّ کی خبر ہے یعنی ان کے لئے عند اللہ بہت بڑا اجر و ثواب ہوگا۔

وَلَا خَوْفٌ خَوْفٌ، باب (س) کا مصدر لَا کا اسم ہے جو کہ مبتدا بن رہا ہے اور عَلَيَّهِمْ مرکب جاری ہے۔ یہ قَابِطٌ کے متعلق ہو کر خبر ہو جائے گی۔ (ذر)

يَحْزَنُونَ {حزن} باب (س) مضارع معروف جمع مذکر غائب، غمگین ہونا، حزن کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے جبکہ خوف ماضی سے تعلق رکھتا ہے۔ (غمگین ہونا)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نام، خاندان، نسل کی بڑائی کی غلط فہمی کو دور کر دیا ہے اور نجات اخروی کا ایک عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی یہودی یا عیسائی یا صابی ہو کوئی مخصوص قوم یا نسل خاندانی عزت و امتیاز قابل اعتبار نہیں ہے بلکہ نجات کا مستحق وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر کامل یقین رکھتا ہو اور عمل صالح کرتا ہو۔ یہ دو اہم اصول ہیں جب اللہ تعالیٰ کو مانیں گے تو اس کے رسول کو بھی مانیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام رسول کے ذریعے سے حاصل ہوں گے اور کسی شخص کا آخرت پر ایمان لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ثواب و عذاب کو مانتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا یقین اعمال صالحہ کا متقاضی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح ہی نجات کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہودیت، عیسائیت اور صابیت کا محض دعویٰ نجات کا باعث نہیں ہے۔ اسی طرح صرف کلمہ پڑھنے سے نجات نہ ہوگی جب تک کلمے کے تقاضوں کے مطابق اعمال نہ کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُم

وَ	إِذْ	أَخَذْنَا	مِيثَاقَكُمْ	وَ	رَفَعْنَا	فَوْقَكُمْ
اور	جب	پکڑا ہم نے	پختہ عہد + تم سے	اور	اٹھایا ہم نے	اوپر + تمہارے
عاطفہ	ظرف زمان	فعل ماضی (فاعل)	مفعول مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ

الطُّورَ طُ حُدُوا مَا آتَيْنَا

الطُّورَ	حُدُوا	مَا	آتَيْنَا	بِ	تُورَةَ
طور (پہاڑ کو)	پکڑو تم	جو	دیا ہم نے	ساتھ	طاقت
مفعول	امر حاضر جمع مذکر	موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	حرف جار	مجرور

وَأَذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ {63}

وَأَذْكُرُوا	مَا	فِي + ۴	لَعَلَّ	كُم	تَتَّقُونَ
یاد کرو تم	جو	میں + اس	تاکہ	تم	پرہیز گار بن جاؤ
فعل امر حاضر	موصولہ	جار + مجرور	حرف مشبہ بالفعل	فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (فاعل)	(خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور ہم نے کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھا دیا (اور کہا) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اسکو مضبوطی سے تھام لو اور جو (احکام) اس میں ہیں انکو یاد کرو (رکھو) تاکہ تم متقی (پرہیز گار) بن جاؤ۔

لغوی نکات:

إِذْ طرف ہے جو مضاف ہے اور اس سے پہلے اذْکُرُوا (فعل امر محذوف) ہے اور اِذْ اس کا مفعول ہے۔
أَخَذْنَا {ءخذ} باب (ن) سے ماضی معروف جمع متکلم (پکڑنا، لینا، طے کرنا)
مِيثَاقُكُمْ مِيثَاقٌ + كُمْ مرکب اضافی {وثنی} باب (ض) وِثْقٌ وِثْقٌ سے مصدر میثقی ہے، أَخَذْنَا کا مفعول ہے۔ (پختہ عہد، قول وقرار، وہ کام جس پر قسم کھائی گئی ہو)

رَفَعْنَا {رف ع} باب (ف) سے فعل ماضی معروف، جمع متکلم + (نَا) فاعل، (بلند کرنا، اٹھانا، کسی چیز کو زمین سے بلند کرنا، اونچے مرتبہ پر بھی لفظ رَفَعْنَا استعمال ہوتا ہے)

فَوَقَّكُمْ الطُّورَ فَوْقَ، ظرف مکان ہے جو کہ تَحْتِ اور اَسْفَلَ بمعنی نیچے کی ضد ہے۔ مبنی ہونے کی وجہ سے (ق) پر اصل میں پیش ہوتی ہے اور جب مضاف ہو جائے تو (ق) پر زبر آجاتی ہے جس طرح یہاں ہے اور اگر شروع میں مِنْ آجائے تو (ق) پر زیر آجاتی ہے۔ جیسے مِنْ فَوْقِكُمْ۔ الطُّورَ يَرَفَعُنَا کا مفعول ہے: یہ مصر کے اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ اس کو جبل سینا بھی کہا جاتا ہے۔

حُدُوا باب (ن) فعل امر حاضر، جمع مذکر، اصل میں أَخَذُوا تھا، دوسرے ہمزہ کو خلاف قیاس گرایا۔ شروع والے ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی یا چونکہ دونوں ہمزوں کے ملنے سے جھٹکا پیدا ہوتا تھا اس لئے زبان کی روانی کی خاطر دونوں ہمزوں کو گرا دیا باقی حُدُوا رہ گیا۔ (پکڑو تم)

اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَا + كُمْ، {ءت ی} باب (ض) سے فعل ماضی (جمع متکلم) مصدر، اَتَيْنَا، (فعل، فاعل) اور كُمْ ضمیر جمع اس کا مفعول ہے یہ اَتَيْنَاكُمْ ما موصولہ کا صلہ ہے (موصول + صلہ) مل کر خُذُوا کا مفعول بنتا ہے۔

يُقَوِّتُ بِ (حرف جر) قَوِّتُ {ق و ی} باب (س) سے مصدر ہے، اصل میں قَوِّتُ تھاد اور ی ایک کلمہ میں جمع ہوئیں، ی کو واؤ سے بدلا، پہلی و کا دوسری و میں ادغام کیا، واو کی مناسبت سے ق کو ضَمَّ (پیش) دی گئی قَوِّتُ ہو گیا، (طاقت، مضبوطی) اُدْكُرُوا + فِيهِ {ز ك ر} باب (ن) فعل امر حاضر جمع، فِيهِ (ذ) ضمیر کا مرجع کتاب ہے یعنی جو اس کتاب میں ہے اس کو یاد رکھو، اس کے احکامات پر عمل کرو۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ لَعَلَّ، حرف مشبہ بالفعل ہے اور كُمْ اس کا اسم ہے اور تَتَّقُونَ باب (افتعال فعل مضارع جمع مذكر مخاطب) جملہ فعلیہ ہونے کے بعد لَعَلَّ کی خبر بن گیا۔

تفسیری نکات: بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ وہ وقت یاد دلا رہے ہیں۔ جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے بار بار مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی مستند و معتبر کتاب دیں تاکہ ہم اس کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر ان سے پختہ عہد لیا۔ جب آسمان سے کتاب (تورات) اتاری گئی تو اسکے احکام کو بھاری سمجھتے ہوئے وہ عمل سے انحراف کرنے لگے اور پختہ عہد کی کوئی پاسداری نہ کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس صریح نافرمانی اور بغاوت کے سدباب کیلئے طور پہاڑ کو اٹکے سر پر کھڑا کر دیا اور ان سے وعدہ لیا گیا کہ اس کتاب پر پابندی سے عمل کرو ورنہ تم پر یہ پہاڑ گرا دیا جائیگا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اب خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ اس میں ہم مسلمانوں کے لئے یہ درس ہے کہ ہم بھی کتاب الہی قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑیں۔ اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور تقویٰ کی زندگی گزاریں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارہ ناممکن ہے۔ مہلت تو مل سکتی ہے لیکن لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ، اللہ تعالیٰ کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ	مِّنْ	بَعْدِ	ذَلِكَ	فَ	لَوْ	لَا	فَضْلُ	اللَّهُ
پھر	پھر گئے تم	سے	پچھے	اس کے	تو	اگر	نہ (ہوتا)	فضل	اللہ تعالیٰ (کا)
حرف تراخی	فعل ماضی	جار	مضاف	مضاف الیہ	حرف	شرط	نفی	مبتدا مضاف	مضاف الیہ / معطوف علیہ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَسِرِينَ {64}

عَلَيْكُمْ	وَ	رَحْمَتُهُ	لَكُنْتُمْ	مِّنْ	الْخَسِرِينَ
پر + تم	اور	رحمت + اس کی	یقیناً + ہو جاتے تم	سے	گھانا پانے والوں
جار + مجرور	عاطفہ	مضاف + مضاف الیہ (معطوف)	لام تاکید + فعل ناقص + اسم	جار	اسم فاعل جمع - (كُنْتُمْ کی خبر)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بماہورہ ترجمہ: پھر تم اس کے بعد پھر گئے، تو اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو یقیناً تم گھانا پانے والے ہو جاتے۔

لغوی نکات:

تَوَلَّيْتُمْ {ول ی} باب تفعّل سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر، اعراض اور انحراف کو کہتے ہیں، [منہ موڑنا]۔
لَوْلَا اس کو متناہیہ کہتے ہیں [یعنی] اگر (یہ) نہ ہوتا تو اس طرح ہوتا، یہ لفظ لَو حرف شرط اور لَا نافیہ سے مرکب ہے۔
فَضَّلُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مرکب اضافی اور عَلَيْكُمْ مرکب جاری ہے جو کہ فَضَّلُ مصدر کے متعلق ہے اور یہ جملہ لَوْلَا فَضَّلُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ معطوف علیہ ہے اور رَحْمَتُهُ مرکب اضافی ہو کر معطوف ہے۔ یہ معطوف علیہ اور معطوف ل کر مبتدا بن جاتا ہے اور اس کی خبر محذوف (حَاضِرٌ) ہے۔ اس طرح یہ جملہ شرطیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت خاص تمہارے شامل حال نہ ہوتی۔

لَكُنْتُمْ (لَ + كُنْتُمْ) لام تاکید کا ہے جو کہ جواب شرط میں آیا ہے، جملے میں مزید تاکید پیدا کر رہا ہے، [تم یقیناً خسارہ پانے والوں سے] ہو جاتے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار تھے اور ان کی طرف سے شکر کی بجائے ناشکری ہوتی رہی۔ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کتاب کا مطالبہ کیا جو تورات کی شکل میں پورا ہوا لیکن انہوں نے ان عہدوں کو توڑ دیا جو کتاب کے سلسلہ میں کئے گئے تھے۔ یہاں پر بنی اسرائیل سے کہا جا رہا ہے کہ اگر ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و رحمت نہ ہوتی تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کو نقصان سے بچاتا ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ

وَ	لَ + قَدْ	عَلِمْتُمْ	الَّذِينَ	اعْتَدَوْا	مِنْ + كُمْ
اور	یقیناً + یقیناً	جان لیا تم نے	ان لوگوں کو	جنہوں نے زیادتی کی	سے + تم
عاطفہ	تاکید در تاکید	فعل ماضی (فاعل)	اسم موصول (مفعول)	فعل ماضی جمع مذکر	جار + مجرور

فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا

فِي	السَّبْتِ	فَ + قُلْنَا	لَ + هُمْ	كُونُوا
(کے بارے) میں	ہفتہ	تو + کہا ہم نے	لئے + ان کے	ہو جاؤ تم
جار	مجرور	حرف + فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	جار + مجرور	فعل امر، جمع مذکر، فعل ناقص انْتُمْ اس کا اسم

قِرَادَةٌ حُسَيْنٌ ج {65}

قِرَادَةٌ	حُسَيْنٌ
بندر	دھنکارے ہوئے
کَانَ کی خبر (موصوف)	صفت حال

بامحاورہ ترجمہ: اور یقیناً بے شک تم کو ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے ان سے کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

لغوی نکات:

لَقَدْ {ل+قَدْ} لَں تاکید کا ہے اور قَدْ بھی ماضی پر داخل ہو کر تاکید کا معنی پیدا کرتا ہے، یہ تاکید در تاکید ہے (یقیناً یقیناً)۔
 اَعْتَدُوا {ع+د+و} باب افتعال سے ماضی، اصل میں اِشْتَدَّ يُوْتُوا تھا، ی پر ضمہ (پیش) بھاری تھا، ضمہ (پیش) کو ہٹا دیا تو (ی) ساکن ہوگی جبکہ (و) پہلے ہی ساکن تھی پھر (ی) کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا، اور (و) ساکن رہ گئی اور اِشْتَدَّ وَا بن گیا، [حق سے تجاوز کرنا]۔

فِي السَّبْتِ مرکب جاری، سَبْتٍ کا اصل معنی (قطع کرنا) ہے، ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن ہے جس کا نام ہفتہ ہے جو جمع کے بعد آتا ہے۔ یہودی لوگ اس دن اپنے کاروبار چھوڑ دیتے تھے، اس لئے اس روز کا دوسرے کاروباری ایام سے رشتہ کٹ گیا، یہ دن ان کی عبادت کے لئے ہو گیا۔

قِرَادَةٌ یہ جمع ہے اور اس کی واحد قِرَادٌ ہے۔ قِرَادَةٌ، کُونُوا کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ [بندر]
 حُسَيْنٌ {خ+س+ن} باب (ف) سے اسم فاعل جمع مذکر، كُنْتُمْ کی ضمیر اَنْتُمْ سے حال ہے یا قِرَادَةٌ کی صفت ہے [ذلیل و خوار ہونے والے]۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن شکار سے منع کیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی عدولی کی، نہ مانا، تو اللہ تعالیٰ نے خلاف ورزی کرنے والوں کو ذلیل بندر بنا دیا۔ بعض دفعہ اللہ کا حکم بطور آزمائش ہوتا ہے، صبر کا دامن چھوٹ جانے کی وجہ سے انسان عذاب الہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بہر حال نعمت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہئے۔

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا

فَ	جَعَلْنَاهَا	هَا	نَكَالًا	لِّمَا
پس	بنایا ہم نے	اس کو	عبرت	واسطے + اس کے جو
حرف	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول اول	مفعول ثانی	جار + مجرور موصولہ

بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

ہَا	خَلْفَ	مَا	وَ	بَيْنَ + يَدَيْ + هَا
اس کے	پچھے	جو	اور	درمیان + دو ہاتھوں + اس کے (مراد اس کے سامنے موجود لوگوں کے لئے ہے)
مضاف الیہ	ظرف مضاف	موصولہ	عاطفہ	ظرف مضاف + مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ

{66} وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ

لِ + الْمُتَّقِينَ	مَوْعِظَةً	وَ
کے لئے + پرہیز گاروں	نصیحت	اور
جار + مجرور۔ اسم فاعل جمع مذکر	مفعول ثالث	عاطفہ

بامحاورہ ترجمہ: ہم نے (بندر بن جانے والی) اس (قوم) کو اس زمانے کے موجود اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے باعث عبرت اور پرہیز گاروں کے لئے باعث نصیحت بنایا۔

لغوی نکات:

جَعَلْنَا هَا جَعَلْنَا + هَا باب (ف) سے فعل ماضی۔ نا ضمیر جمع متکلم (فاعل) ہا ضمیر واحد مؤنث مفعول، (جو زیادتی کرنے والی) اس (قوم) یا اس کی (سزا) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ [بنایا ہم نے اس (سزا) کو]

تکالاً {ن ک ل} باب (ض) سے مصدر (سزا جو عبرت ناک ہو)۔

مَا بَيْنَ يَدَيْهَا مَا بمعنی مَنْ ہے اور بَيْنَ ظرف ہے جو کہ معنی علی الفتح ہے یعنی یہ اس طرح کا معنی ہے کہ اس کے آخر میں زبر (=) ہوگی معنی [درمیان] (بَيْنَ يَدَيْهَا) کا شنیہ حالت جری، لفظی معنی (جو اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان مراد آگے) اور بامحاورہ معنی [جو اس کے سامنے (موجود) ہے] یہ خَلْفَ کی ضد ہے، بَيْنَ يَدَيْهَا، اس کا استعمال ظرف زمان اور مکان دونوں طرح ہوتا ہے۔ ظرف زمان کی صورت میں اس کا معنی اس وقت کے موجود لوگ اور ظرف مکان کی صورت میں اس کا معنی آگے یا سامنے ہوتا ہے۔ یہاں ظرف زمان کا معنی مراد ہے۔

خَلْفَهَا + هَا۔ خَلْفَ بھی ظرف زمان اور مکان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، یہاں مضاف ہے اور ظرف زمان والا معنی ہے۔ ہا (ضمیر مضاف الیہ)، [اس (سزا یافتہ قوم) کے بعد میں آنے والے]۔

مَوْعِظَةً {و ع ظ} باب (ض) وَعَظَّ يَعِظُ سے اسم مصدر، [نصیحت] وہ نصیحت جس میں مخاطب کو ڈرایا جائے۔ خلیل نحوی کا قول ہے کہ کسی شخص کو بھلائی کی یاد دہانی اس طرح کرائی جائے کہ اس کے دل پر اثر ہو۔

تفسیری نکات: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یقیناً بہت بڑے عذاب کا سبب بنتی ہے۔ سزا کے لئے انسانوں کی صورت کا مسخ ہونا اور بندر بن جانا ایک بڑا عذاب ہے۔ انسان کو سابقہ اقوام پر مسلط کئے گئے، عذاب اور اس کے سبب سے ڈرنا چاہئے تاکہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اِنَّ اللّٰهَ

وَ	اِذْ	قَالَ	مُوسَىٰ	لِ + قَوْمِهِ + ۴	اِنَّ	اللّٰهَ
اور	جب	کہا	موسیٰ علیہ السلام نے	واسطے + قوم + اپنی کے	یقیناً	اللہ تعالیٰ
عاطفہ	ظرف زمان	فعل ماضی	فاعل	جار + مجرور مضاف + مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم

يَاْمُرْكُمْ اَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ط

يَاْمُرْ	كُمْ	اَنْ	تَذْبَحُوا	بَقَرَةً
حکم دیتا ہے	تم کو	یہ کہ	ذبح کرو تم	گائے کو
فعل مضارع (ن) اِنَّ کی خبر	مفعول	حرف ناصبہ	فعل مضارع (فاعل)	مفعول

قَالُوْا اَتَتَّخِذُنَا هٰرُوٓا ط قَالَ

قَالُوْا	ا	تَتَّخِذُ	نَا	هٰرُوٓا	قَالَ
انہوں نے کہا	کیا	پکڑتا ہے تو	ہم کو	مذاق	کہا (موسیٰ علیہ السلام نے)
فعل ماضی (فاعل)	ہمزہ استفہام	فعل مضارع (فاعل)	مفعول اول	مفعول ثانی	فعل ماضی (فاعل)

اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ {67}

اَعُوذُ	بِ + اللّٰهِ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِنَ	الْجٰهِلِيْنَ
میں پناہ پکڑتا ہوں	ساتھ + اللہ کے	یہ کہ	ہو جاؤں میں	سے	جاہل لوگوں
فعل مضارع واحد متکلم (فاعل)	جار + مجرور	ناصبۃ المضارع	مضارع واحد متکلم (فاعل)	حرف جار	اسم فاعل (جاہل کی جمع) مجرور

بامعاورہ ترجمہ: جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تو قوم نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں جاہل

قرآن مجید کی لغوی تشریح

ہو جاؤں (تمہیں مذاق کر کے)

لغوی نکات:

ظرف زمان ہے جو کہ فعل محذوف کا مفعول ہوتا ہے۔ (تم یاد کرو اس۔۔۔۔۔ وقت کو)	إِذْ
{ذبح} باب (ف) سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، اصل میں تَذْبَحُونَ تھا اس سے پہلے آن ناصیۃ المضارع آنے کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا ”کہ“ [تم ذبح کرو]	تَذْبَحُوا
جمع {بَقْرًا اور بَقَرًا} ہے، تَذْبَحُوا کا مفعول ہے۔ بَقْرًا کی (ق) پر تنوین تنکیر (نکرہ) کے لئے ہے کہ کوئی گائے لے کر ذبح کرو، خاص نہیں ہے۔	بَقْرًا
{ہذو} باب (ف) سے مصدر بمعنی اسم مفعول، یہ تَشْتِذُوا کا دوسرا مفعول ہے، (مذاق)	هٰذُوا
{ع و ذ} باب (ن) سے مضارع واحد متکلم، ماضی مضارع، عَوَّذَ يَعُوذُ۔ تَعْلِيل کے بعد، (عَاذَ، يَعُوذُ) (میں پناہ پکڑتا/ ماگتا ہوں)	أَعُوذُ

أَنْ أَكُونَ أَنْ نَاصِيَةِ الْمَضَارِعِ هِيَ، أَكُونَ أفعال ناقصہ میں سے ہے {ك و ن} باب (ن) ماضی مضارع (كَانَ، يَكُونُ)، أَنْ نَاصِيَةِ الْمَضَارِعِ کی وجہ سے فعل مضارع أَكُونَ کے (ن) پر زبر ہے، اَنَا اس کا اسم ہے (یہ کہ ہو جاؤں میں)

مِنْ الْجَاهِلِينَ مرکب جاری ہے، جَاهِلِينَ (مجرور) باب (س) ماضی مضارع (جَهَلُ، يَجْهَلُ) سے اسم الفاعل جَاهِلٌ، جمع جَاهِلُونَ جری حالت جَاهِلِينَ ہے [جہالت اختیار کرنے والے، بے وقوف بننا/ ہونا، نادان لوگ]، جہالت یہ ہے کہ انسان حق کے علم سے نا آشنا ہو۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل میں ایک شخص قتل ہوا، بسیار کوشش کے باوجود قاتل نہ مل سکا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کرو، بنو اسرائیل گائے کو انتہائی مقدس مانتے تھے جس طرح ہندو کے ہاں گائے مقدس ہے، انہوں نے موئی علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں۔ کہ قتل اور گائے کے ذبح میں کیا تعلق ہے؟ موئی علیہ السلام نے جواب دیا ”کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں“ میں مذاق نہیں کر رہا، اگر ایسا کروں گا تو جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا کیونکہ مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا

قَالُوا	ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	يُبَيِّنْ	لَنَا
انہوں نے کہا	تو دعا کر	لئے + ہمارے	رب + اپنے (سے)	بیان کرے وہ	لئے + ہمارے
فعل ماضی جمع (فاعل)	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	فعل مضارع	جار + مجرور

مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

مَا	هِيَ	قَالَ	إِنَّ + وُ	يَقُولُ	إِنَّ + هَا
کیا (کیسی)	وہ (گائے)	کہا اس (موسیٰ علیہ السلام) نے	یقیناً وہ (اللہ)	فرماتا ہے وہ (اللہ)	بے شک + وہ)
استفہامیہ مبتدا	ضمیر مؤنث خبر	فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + اسم	فعل مضارع (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + ضمیر تانیث اسم

بَقْرَةٌ لَا فَارِصٌ وَلَا يَكْرٌ ۚ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ ۚ

بَقْرَةٌ	لَا	فَارِصٌ	وُ	لَا	يَكْرٌ	عَوَانٌ	بَيْنَ	ذَلِكَ
گائے	نہ ہو	بوڑھی	اور	نہ (ہو)	کنواری	درمیانی (عمر میں)	درمیان	اس کے
موصوف	نافیہ	اسم فاعل (صفت) معطوف علیہ	عاطفہ	نافیہ	معطوف	صفت مشبہ	مضاف	مضاف الیہ

{68} فَأَفْعَلُوا مَا تَوَمَّرُونَ

فَ + أَفْعَلُوا	مَا	تَوَمَّرُونَ
پس (تو) + تم کرو	جو	تمہیں حکم دیا جا رہا ہے
عاطفہ + فعل امر جمع مذکر	موصولہ	فعل مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کر کہ وہ ہمیں وضاحت کرے کہ اس (گائے) کی حقیقت کیا ہے؟ تو کہا (موسیٰ علیہ السلام نے) کہ وہ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھڑی۔ اس کے درمیان جوان عمر کی ہو تمہیں جو حکم دیا جا رہا ہے (اس کو) کرو۔

لغوی نکات:

{ب ی ن} باب تفعیل سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، جواب امر کی وجہ سے حالت جزم میں ہے۔ (بیان، وضاحت کرنا)۔
 {ف رض} باب (ک) فَرَضَ يَقْرُضُ سے اسم فاعل۔ حالت رفع [بوڑھی / عمر رسیدہ]
 {ب ک ر} باب (س) بَكَرَ يَبْكُرُ سے صفت مشبہ، مذکر و مؤنث دونوں کے لئے ہے۔ اس کی جمع آبِ كَارٍ [کنواری] جس نے بچہ نہ جنا ہو۔
 {ع و ن} باب (ن) سے صفت مشبہ اس کی جمع عَوْنٌ ہے، اصل میں عَوْنٌ۔ و۔ پر پیش ہے لیکن و کو تخفیفاً ساکن کیا گیا، [درمیانی عمر] عورتوں اور مولیہوں میں جو درمیانی عمر کی ہو۔

قرآن مجید کی لغوی تشریح

آلہٴ البقرہ / ۲

تُوْمَرُونَ {ء مرر} باب (ن) اَمَرَ، يَأْمُرُ سے مضارع مجہول، جمع مذکر مخاطب، [تم حکم دیئے گئے ہو] **تفسیری نکات:** بنی اسرائیل اپنی گندی عادت کے مطابق موسیٰ علیہ السلام سے پھر سوال کرنے لگے کہ اللہ سے اس گائے کی حقیقت بیان کروا دیں تو اللہ نے جواب دیا کہ وہ گائے نہ بہت بوڑھی ہو اور نہ بالکل بچی ہو بلکہ درمیانی عمر کی جوان ہو۔ اب تم کو جو حکم دیا جا رہا ہے اس پر عمل کریں، ٹال مٹول نہ کریں۔ درس یہ ہے کہ اللہ کے احکام میں سختی سے کام نہیں لینا چاہئے، بس اللہ کا حکم بغیر کسی حیل و حجت کے ماننا چاہئے۔

قَالُوا اِدْعُ لَنَا رَبَّكَ يَبِينُ لَنَا

قَالُوا	ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	يَبِينُ	لَنَا
انہوں نے کہا	دعا کرتو	لئے + ہمارے	رب + اپنے سے	وہ (اللہ) بیان کرے	لئے + ہمارے
فعل ماضی (فاعل)	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	فعل مضارع مجزوم	جار + مجرور

مَا لَوْنُهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

مَا	لَوْنُهَا	قَالَ	إِنَّهَا	يَقُولُ	إِنَّهَا
کیسا ہو	رنگ + اس کا	اس نے کہا	یقیناً + وہ (اللہ)	فرماتا ہے (اللہ)	بے شک + وہ
استفہامیہ (مبتدا)	مضاف + مضاف الیہ (خبر)	فعل ماضی	حرف مشبہ بالفعل + اسم	فعل مضارع (ن)	حرف مشبہ بالفعل + اسم

بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقَعَتْ لَوْنَهَا تَسْرُّ النَّظِيرِينَ {69}

بَقَرَةٌ	صَفْرَاءٌ	فَاقَعَتْ	لَوْنُهَا	تَسْرُّ	النَّظِيرِينَ
گائے	زرد رنگ کی ہو	خوب گہرا ہو	رنگ + اس کا	خوش کر دے	دیکھنے والوں کو
إِنَّ کی خبر موصوف	صفت نمبر 1	صفت نمبر 2 اسم فاعل	مضاف + مضاف الیہ فَاقَعَتْ کا فاعل ہے	فعل مضارع (فاعل)	اسم فاعل جمع مذکر (مفعول)

بامحاورہ ترجمہ: (بنی اسرائیل کہنے لگے) کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے دعا کر کہ وہ ہمیں بتا دیں کہ اس (گائے) کا رنگ کیسا ہو، تو جواب ملا کہ اس کا رنگ زرد ہو، خوب گہرا ہو، دیکھنے والوں کو خوش کر دے۔

لغوی نکات:

لَوْنُهَا لَوْنُ + ہا۔ لَوْنُ، مفرد مضاف۔ اس کی جمع لَوَانٌ ہے + مضاف الیہ (مضاف + مضاف الیہ مل کر خبر ہوئی، - مَا۔ استفہامیہ مبتدا کی) [اس کا رنگ]

صَفْرَاءٌ {ص ر ف} فَعْلَاءٌ کے وزن پر أَصْفَرٌ مونث سے صفت مشبہ ہے، غیر منصرف ہے اور بَقَرَةٌ کی صفت ہے۔ [زرد رنگ]

قرآن مجید کی لغوی تشریح

فَاتِعٌ {ف ق ع} باب (ن) (ف) سے اسم فاعل ہے، بَقْرَةٌ کی دوسری صفت ہے، لَوْنُهَا، مرکب اضافی۔ یہ لَوْنُهَا فَاتِعٌ اسم فاعل کا فاعل بنتا ہے، [گہرا ہو اس کا رنگ]

تَسْرٌ {س ر د} باب (ن) تَسْرِيْسٌ سے مضارع معلوم واحد مؤنث غائب، [خوش کر دے وہ (گائے)]
النَّظْرَيْنِ {ن ظ ر} باب (ن) نَظَرَ، يَنْظُرُ سے اسم فاعل جمع مذکر، حالت نصب (مفعول) [دیکھنے والوں کو]
تفسیری نکات: بنی اسرائیل کثرت سوال میں مشہور تھے اور سوال بھی احقانہ کرتے تھے۔ کہنے لگے اچھا یہ پوچھئے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہو؟ تو فرمایا کہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کر دے۔ ان کے ہر مطالبے کو پورا کیا گیا کہ چلو اب اس صفت کی حامل گائے تلاش کرو۔

قَالُوا اِدْعُ لَنَا رَبَّكَ يَبْنَ لَنَا

قَالُوا	اِدْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	يَبْنَ	لَنَا
انہوں نے کہا	تو دعا کر	لئے + ہمارے	رب + اپنے سے	وہ بیان کرے	لئے + ہمارے
فعل ماضی جمع مذکر	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	مفعول مضاف + مضاف الیہ	فعل مضارع مجرور	جار + مجرور

مَا هِيَ إِلَّا الْبَقْرَ تَشْبَهَ عَلَيْنَا

مَا	هِيَ	إِنَّ	الْبَقْرَ	تَشْبَهَ	عَلَيْنَا
کیسی (ہو)	وہ	یقیناً	گائے	مشتبہ ہوگئی ہے	پر + ہم
استفہام (مبتدا)	ضمیر تانیث (خبر)	حرف مشبہ بالفعل	إِنَّ کا اسم	فعل ماضی (مفاعله) إِنَّ کی خبر	جار + مجرور

وَأِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ {70}

وَ	إِنَّا	إِنْ	شَاءَ	اللَّهُ	لَمُهْتَدُونَ
اور	یقیناً ہم	اگر	چاہا	اللہ تعالیٰ (نے)	یقیناً + ہدایت پانے والے ہیں
عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + اسم	حرف شرط	فعل ماضی	فاعل	اسم فاعل جمع مذکر (إِنَّ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: بنی اسرائیل کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کریں کہ ہمارے لئے وضاحت کرے کہ یہ گائے کیسی ہو کیونکہ گائے ہم پر متشابہ ہو چکی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم یقیناً ہدایت پانے والے ہوں گے۔

لغوی نکات:

اِدْعُ {د ع و} باب (ن) دَعَا، يَدْعُو سے فعل امر واحد مذکر ہے (تو دعا کر)

مَا هِيَ
الْبَقْرَةَ
مَا استفہامیہ، مبتدا اور ہی خبر [کیسی ہو وہ (گائے)] ذبح کرنے کے لئے۔
(واحد) اسم جنس، [گائے، نیل] اس کی جمع بَقَرَاتٌ ہے۔ مذکر اور مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن نے واحد کے لئے بَقْرَةَ بھی استعمال کیا ہے جو کہ مؤنث ہے اِن کا اسم ہونے کی وجہ سے (ذ) پر زبر ہے اور بَقْرَةَ کا لغوی معنی [زمین کو پھاڑنا] ہے، (گائے اور نیل ہل کے ذریعے زمین کو پھاڑتے ہیں)
{ش ب ہ} باب تفاعل فعل ماضی، واحد مذکر غائب، [ایک دوسرے سے مشابہ ہونا]
اِنَّ شَاءَ اللّٰهُ
یہ جملہ معترضہ ہے اور شرطیہ ہے اس کا جواب شرط یا تَوَكَّنْهُتَدُوْنَ ہے یا مخدوف ہے جو کہ (فَهَذَا اَيُّتُنَا حَاصِلَةٌ) ہے۔ [اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا]

شَاءَ
تبدیل کر دیا شَاءَ، يَشَاءُ، شَيْئًا، بن گیا۔ [چاہنا]
لَمْ يَهْتَدُوْنَ
ل + مُهْتَدُوْنَ، ل تاکید کے لئے ہے اور مُهْتَدُوْنَ {ہ د ی} باب افتعال، اِهْتَدَى، يَهْتَدِي سے اسم فاعل جمع مذکر۔ اس کا واحد اصل میں مُهْتَدِيٌّ کی جمع مُهْتَدِيُوْنَ تھا۔ تعلیل کی (ی) پر ضمہ ثقیل، وہ منتقل کر کے دال کو دیا پھر (ی) اور واؤ (و) دونوں ساکن ہو گئیں لہذا (ی) کو گرا دیا کیونکہ دال پر پیش واؤ کی مطابقت کی وجہ سے ہے، مُهْتَدُوْنَ ہو گیا (اِن کا خبر ہے) [ہدایت پانے والے]

تفسیری نکات: اگر انسان غلطی کرے تو اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ غفور رحیم ہے لیکن اگر اللہ اس پر رحم فرمائے لیکن انسان جو اب رحمت کے سلسلہ میں لایینی سوال کرنا شروع کر دے تو یہ اس کی بدبختی ہے اور مسئلے میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے اور سختی در سختی شروع ہو جاتی ہے جو کہ عمل کے مسئلے میں بہت بڑی رکاوٹ بنتی ہے۔ جبکہ دین میں آسانی اچھی چیز ہے۔

قَالَ اِنَّهُ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذَلُوْلٌ

قَالَ	اِنَّ + ءُ	يَقُوْلُ	اِنَّ + هَا	بَقْرَةٌ	لَا	ذَلُوْلٌ
کہا (موسیٰ علیہ السلام نے)	یقیناً + وہ	فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ)	یقیناً + وہ	گائے ہو	نہ	ہو کام کرنے والی
فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + اسم	فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + اسم	موصوف	حرف نفی	صفت نمبر 1

تُشِيرُ الْأَرْضُ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلِّمَةً

تُشِيرُ	الْأَرْضُ	و	لَا	تَسْقِي	الْحَرْثَ	مُسَلِّمَةً
(جو) پھاڑتی ہو	زمین کو	اور	نہ	پانی پلاتی ہو	کھیتی کو	بے عیب (ہو)
فعل مضارع (ہی فاعل)	مفعول	عاطفہ	حرف نفی	فعل مضارع (ہی فاعل)	مفعول	اسم مفعول واحد مؤنث

لَا شَيْئَةَ فِيهَا قَالُوا لَنْ جُتْ

لَا	شَيْئَةَ	فِي + هَا	قَالُوا	الَنْ	جُتْ
نہ (ہو)	(کوئی) داغ	میں + اس	انہوں نے کہا	اب	تو لایا یہ
نفی	لا کا اسم	جار + مجرور (لا کی خبر)	فعل ماضی (فاعل) (ن)	ظرف زمان	فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (ض)

بِالْحَقِّ ط فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ {71}

بِا + الْحَقِّ	فَ + ذَبْحُوهَا	وَ	مَا	كَادُوا	يَفْعَلُونَ
کو۔ ساتھ + حق	تو + ذبح کیا انہوں نے + اس (گائے) کو	اور	نہیں	قریب (تھے)	(کہ) وہ کرتے
جار + مجرور	حرف + فعل ماضی (فاعل) + مفعول	حرف عطف	نافیہ	(افعال مقاربہ) فعل ماضی جمع	فعل مضارع جمع

بامحاورہ ترجمہ: (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہو جو جوتی ہوئی نہ ہو کہ زمین کو پھاڑتی ہو (بل چلاتی ہو) اور نہ کھیتی کو پانی پلاتی ہو، صحیح و سالم ہو، اس میں کسی قسم کا داغ نہ ہو، وہ بولے اب آپ نے سچ بات کہی ہے لیکن وہ اس طرح کرنے کو تیار نہ تھے۔

لغوی نکات:

ذَلُولٌ {ذل ل} باب (ن) سے فَعُولٌ کے وزن پر اسم واحد مبالغہ اور جمع ذُلُولٌ ہے۔ یہ (بِقَرَّةٍ) کی صفت اول ہے۔ [مخزیا ماتحت ہو کر کام پر جتا ہونا] (کھیتی باڑی کے لئے ہل چلانے کے کام آئے)۔

تُشِيرُ {ث و ر} {باب افعال}، اَشْوَرُ، يُشَوِّرُ، مصدر (اَشْوَرُ/اَشَارُ) اَشْوَرَةٌ سے تعلیل کے بعد استعمالی حالت، اَشَارَ، يُشِيرُ، مصدر اَشَارَ، تُشِيرُ فعل مضارع، واحد مؤنث غائب، اس میں ضمیر ہی فاعل ہے جو گائے کی طرف لوثی ہے یہ جملہ لا ذُلُولٌ کی تفسیر ہے، [زراعت و کاشتکاری کے لئے زمین کو کھودنا، پھاڑنا]

تَسْقِي {س ق ی} {باب (ض) سَقَى، يَسْقِي، سے فعل مضارع، واحد مؤنث غائب [پلانا، پانی پلانا]

مُسَلِّمَةٌ {س ل م} باب تفعیل سے اسم مفعول واحد مؤنث یہ بِقَرَّةٍ کی صفت ہے۔ اسی لئے مرفوع ہے۔ [صحیح سالم، بے عیب]

لَا شَيْئَةَ شَيْئَةَ۔ باب (ض) وَشَيْئِيئِي۔ بر وزن وَعَدَّيْعِدُّ۔ عَدَّاءٌ کی طرح ف کلمہ (د) مخذوف ہے اور اس کے عوض آخر میں ة آئی ہے۔ یہ لا کا اسم ہے۔ [داغ دھبہ]

تفسیری نکات: موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے سادہ حکم میں سوال و جواب کے ذریعے بہت سی مشکلات پیدا کر لی تھیں کہ گائے کیسی ہو؟ جواب ملا کہ کھیتی باڑی کے کام نہ آئی ہو اور نہ ہی کھیتوں کو پانی پلانے کا اس سے کام لیا گیا ہو ہر قسم کے عیب سے صحیح سالم ہو، کسی قسم کا داغ دھبہ بھی اس میں نہ ہو۔ تمام سوالوں کے جواب کے بعد اس کام کرنے کو تیار ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کے احکامات میں تکلف نہیں کرنا چاہئے۔

وَاذُقْتَلْتُمْ نَفْسًا

و	اذ	قَتَلْتُمْ	نَفْسًا
اور	جب	قتل کیا تم نے	ایک جان کو
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (فاعل) (ن)	مفعول

فَاذْرَعْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا

فَ + اذْرَعْتُمْ	فِي + هَا	وَ	اللَّهُ	مُخْرِجٌ	مَّا
پھر + تم ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے	میں + اس (قتل میں)	اور	اللہ تعالیٰ	نکالنے والا ہے	جو
فعل ماضی (فاعل)	جار + مجرور	حرف عطف	مبتدا	اسم فاعل (خبر)	موصولہ

كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ {72}

كُنْتُمْ + تَكْتُمُونَ
تھے تم + چھپاتے
فعل ناقص ماضی (اسم) + فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (كُنْتُمْ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: (وہ وقت یاد کرو) جب تم (اے بنی اسرائیل) نے ایک جان کو قتل کر کے آپس میں ایک دوسرے پر (قتل) ڈالنا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری چھپی ہوئی باتوں کو (نکالنے) ظاہر کرنے والا ہے۔

لغوی نکات:

قَتَلْتُمْ [قتل] باب (ن) قَتَلَ، يَقْتُلُ سے فعل ماضی، جمع مذکر حاضر، (قتل کرنا، مار ڈالنا)
فَاذْرَعْتُمْ ف عاطفہ اور اذْرَعْتُمْ {د ر ع} باب (تفاعل) (مصدر تَدَارَعُوْا) ہے۔ اصل میں تَدَارَعْتُمْ تھا، بروزن اِقَاعَلْتُمْ فعل ماضی، جمع مذکر مخاطب۔ تخفیف کے لئے (ت) کو دال سے بدل کر پہلے سے موجود دال میں ادغام کر دیا اور شروع میں ابتدائے سکون کی وجہ سے ہمزہ وصلی لایا گیا [تم ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانے لگے] [جھگڑے میں بات (جرم) کو ایک دوسرے پر ڈالنا]

مُخْرِجٌ {خ ر ج} باب افعال، اَخْرَجَ، يُخْرِجُ، اِخْرَاجٌ سے اسم الفاعل، واحد مذکر، حالت رفع [نکالنے والا، باہر نکالنے والا، ظاہر کرنے والا]

مَا كُنْتُمْ مَا موصولہ ہے اور كُنْتُمْ فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (افعال ناقصہ) سے ہے اور اس کا اسم انْتُمْ ہے۔ [جو تھے تم]

قرآن مجید کی لغوی تشریح

{ک ت م} باب (ن) کَتَمَ، يَكْتُمُ، كَتَمًا وَ كِتْمَانًا سے مضارع معلوم، جمع مذکر مخاطب، یہ کُنْتُمْ کی خبر ہے اور پھر یہ صلہ بنتا ہے مَّا موصولہ کا، موصول صلہ، یہ سارا جملہ مل کر مُخْرِجٌ کا مفعول ہے۔ اور مُخْرِجٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل (ہو) اور مفعول سے مل کر لفظ اللہ کی خبر ہوئی [چھپانا، پردہ ڈالنا] (جس کو تم چھپاتے تھے) اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

تفسیری نکات: سابقہ آیات میں ایک گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص قتل ہو گیا، قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ مشتبہ افراد ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے۔ اصل قاتل کو پہچاننے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا اور وہ جس بات کو چھپاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا ظاہر کرنا چاہا تاکہ ان کے پوشیدہ قاتل کو ظاہر کیا جائے اور وہ بخوبی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور وہ جب بھی چاہے اس کو ظاہر کر سکتا ہے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهَُا بِبَعْضِهَا

فَ	قُلْنَا	اضْرِبُوهَُا	بِ	بَعْضِ	هَا
تو (پھر)	ہم نے کہا	مارو تم + اس کو	ساتھ	بعض حصے کے + اس (گائے) کے	
عاطفہ	فعل ماضی (فاعل) (ن)	فعل امر جمع، فاعل + مفعول	حرف جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرد)	

كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ

كَذَلِكَ	يُحْيِي	اللَّهُ	الْمَوْتَىٰ	وَ	يُرِيكُمْ
اسی طرح	زندہ کرتا ہے	اللہ تعالیٰ	مردوں کو	اور	وہ دکھاتا ہے + تم کو
کلمہ تشبیہ	فعل مضارع (افعال)	فاعل	مفعول	عاطفہ	فعل مضارع (فاعل) + مفعول اول

أَيُّهَا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ {73}

آیات + ۴	لَعَلَّ + كُمْ	تَعْقِلُونَ
نشانیوں + اپنی	تاکہ + تم	غور و فکر کرو
مضاف + مضاف الیہ (مفعول ثانی)	کلمہ ترحیبی + اسم	فعل مضارع، جمع مذکر مخاطب لَعَلَّ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: اور ہم (اللہ تعالیٰ) نے (بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کے بعد) کہا (حکم دیا) کہ اس گائے کے بعض حصے کو (یعنی گوشت کو مقتول کے جسم کے ساتھ مارو) لگاؤ (تو اس طرح تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا) اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے

اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

لغوی نکات:

فَقُلْنَا {ق ول} باب (ن) فعل ماضی جمع متکلم [ہم نے کہا]	فَقُلْنَا
{ض رب} باب (ض) سے فعل امر (جمع مذکر حاضر) + ضمیر متصل، واحد مذکر غائب۔ مفعول۔ تم مارو (لگاؤ) + اس کو	أَصْرِبُوهَا
بِ {بَعْضِهَا}۔ ب حرف جر + بَعْضٍ + هَا۔ مرکب اضافی [اس کے بعض حصے کے ساتھ]	بِ بَعْضِهَا
ك حرف تشبیہ ہے اور ذٰلِكَ اسم اشارہ ہے دو کو ایک کر دیا ہے [اس طرح]	كَذٰلِكَ
{ح سی ی} باب (افعال) أَحْيَى، يُحْيِي أَحْيَاءً، تعلیل کے بعد أَحْيَى، يُحْيِي سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب۔ (زندہ کرنا)	يُحْيِي
{مروت} {أَلْمَوْتِ، مَيِّتٌ کی جمع ہے، حالت نصی۔ مفعول (مردوں کو)	أَلْمَوْتِ
يُرِيئُ + كُمْ، {رء ی} باب افعال، (أَرَى، يُرِيئُ) تعلیل کے بعد (أَرَى، يُرِيئُ) سے فعل مضارع [واحد مذکر غائب (دکھانا)	يُرِيئُكُمْ
+ كُمْ ضمیر متصل۔ مفعول [وہ (اللہ) تمہیں دکھاتا ہے]	
{ع قل} باب (ض) فعل مضارع، جمع مذکر مخاطب (تفکر و تدبر سے کام لینا)	تَعْقِلُونَ

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل نے قاتل کا پتہ لگانے کے لئے جب بالآخر گائے ذبح کر لی جس کی تفصیل سابقہ آیات میں گزر چکی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے مرحلے کے لئے حکم دیا کہ گائے کے جسم کے ایک ٹکڑے کو مقتول کے جسم کے ساتھ لگاؤ (مارو) جب گوشت کے ایک ٹکڑے کو مقتول کے ساتھ لگایا گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اس نے بول کر کہا کہ مجھے فلاں آدمی نے قتل کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جیسے طریقوں سے (بھی) اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور اپنی جاندار مخلوق کو مار کر زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائے گا اللہ پر یہ مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تم (انسانوں) کو اپنی قدرت کے نظارے دکھاتا رہتا ہے تاکہ تم اپنی عقل سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کر کے کامیابی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کھول کھول کر یہ باتیں بیان فرما رہا ہے کہ لوگ عقل و سمجھ سے کام لیں اور عبرت پکڑیں۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبَكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

ثُمَّ	قَسَتْ	قُلُوبُ + كُمْ	مِّنْ	بَعْدِ	ذٰلِكَ
پھر	سخت ہو گئے	دل + تمہارے	سے	بعد	اس کے
عاطفہ	فعل ماضی واحد مؤنث غائب	فاعل مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مجرور/مضاف	مضاف الیہ

قرآن مجید کی لغوی تشریح

الراء / البقرة ۲

فَهِ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط

ف	ہی	لَ+الْحِجَارَةِ	أَوْ	أَشَدُّ	قَسْوَةً
تو	وہ (دل)	مانند+ پتھروں کے	یا	زیادہ/ سخت	سختی میں
تعلیلیہ	اسم ضمیر (مبتدا)	حرف جر+ مجرور (خبر)	عاطفہ	اسم تفضیل مبتدا محذوف کی خبر	تمیز (منصوب)

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

و	إِنَّ	مِنَ	الْحِجَارَةِ	لَ+مَا	يَتَفَجَّرُ	مِنْ+كُ
اور	یقیناً	سے	پتھروں	یقیناً+ جو	پھوٹ رہتی ہیں	سے+ اُس
حالیہ	حرف مشبہ بالفعل	حرف جر	مجرور (إِنَّ کی خبر مقدم)	کلمہ تاکید+ موصولہ	مضارع واحد مذکر غائب	حرف جر+ مجرور

الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ

الْأَنْهَارُ	وَ	إِنَّ	مِنَ+هَا	لَ+مَا
نہریں	اور	بے شک	سے+ اس	یقیناً+ جو
فاعل	عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل	جار+ مجرور (خبر مقدم)	کلمہ تاکید+ اسم موصول۔ إِنَّ کا اسم مؤخر

يَشْتَقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ط

يَشْتَقُّ	فَ	يَخْرُجُ	مِنَ	كُ	الْمَاءُ	وَ
پھٹ جاتے ہیں	تو	نکلتا ہے	سے	اس	پانی	اور
مضارع، واحد مذکر غائب (فاعل هو) (مستتر))	عاطفہ	مضارع (ن)	جار	مجرور	فاعل	عاطفہ

إِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ط

إِنَّ	مِنَ+هَا	لَ+مَا	يَهْبِطُ	مِنَ	خَشْيَةِ	اللَّهِ
یقیناً	سے+ اس	یقیناً+ جو	گرتا ہے	سے	ڈر	اللہ کے
حرف مشبہ بالفعل	جار+ مجرور (خبر مقدم)	کلمہ تاکید+ إِنَّ کا اسم مؤخر	فعل مضارع	جار	مجرور/ مضاف	مضاف الیہ

وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ {74}

وَمَا	اللَّهُ	بِ	غَافِلٍ	عَنْ	مَا	تَعْمَلُونَ
اور	اللہ تعالیٰ	ساتھ	بے خبر	سے	اس (جو)	تم کرتے ہو
عاطفہ	کلمہ لفظی مشابہ بلیس	ما کا اسم	اسم فاعل مجرور/ خبر ما	حرف جر	مجرور۔ موصولہ	مضارع جمع مذکر حاضر

بامحاورہ ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ سو وہ پتھر جیسے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت اور بے شک بعض پتھروں سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بے شک بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے اور یقیناً بعض پتھر اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو اس سے بے خبر نہیں ہے۔

لغوی نکات:

قَسَتْ {ق س و} باب (ن) ماضی واحد مؤنث غائب، اس کا فاعل قُلُوبُكُمْ ہے، قَسَتْ کی جمع مکسر، غیر عاقل ہونے کی وجہ سے فعل قَسَتْ واحد مؤنث استعمال ہوا ہے (سخت ہونا)

أَشَدُّ {ش د د} اسم تفضیل اصل میں أَشَدُّ بَرُوزًا (أَفْعَلُ) تھا۔ (دال) کا (دال) میں ادغام کیا گیا أَشَدُّ ہوا۔ مبتدا مخذوف (ہی) کی أَشَدُّ ذِخْرٍ ہے (زیادہ سخت)

قَسَوَتْ مصدر ہے، یہاں بطور تمیز استعمال ہوا ہے تاکہ سختی کی شدت کو ظاہر کیا جائے [أَشَدُّ قَسَوَتْ، یعنی (سختی میں بہت زیادہ) (پتھروں سے بھی سخت)

يَتَفَجَّرُ {ف ج ر} {تَفَعَّلَ} (تَفَجَّرَ، يَتَفَجَّرُ) سے فعل مضارع، واحد مذکر غائب (پھٹ کر جاری ہو جانا/ چل نکلنا) (دلوں کی سختی کے مقابلے میں پتھروں کے سخت ہونے کے باوجود ان کی نرمی کو نمایاں کیا گیا ہے)۔

يَشْتَقُّ {ش ق ق} {تَفَعَّلَ} سے ماضی مضارع (تَشَقَّقُ، يَشْتَقُّ) سے فعل مضارع واحد مذکر غائب (ت) کو (ش) سے بدل کر شین کا (ش) میں ادغام کر دیا گیا اور اس طرح (ش) پر بھی شد آگئی، تو يَشْتَقُّ بن گیا اور باب تفعّل لازم ہوتا ہے اس لئے معنی ہوگا (پھٹ جانا)

فِيخْرَجُ ف + يَخْرُجُ (ف، عاطفہ + يَخْرُجُ {خ ر ج} {ن} سے مضارع، واحد مذکر غائب (تو نکلتا ہے)

يَهْبِطُ {ه ب ط} {ض} هَبَطَ، يَهْبِطُ سے فعل مضارع + فاعل هُوَ ضمیر ہے جو کہ اَلْحَجَرُ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (گرنا، اوپر سے نیچے گرنا)

حَشِيَّةٌ {خ ش ی} {س} سے مصدر حَشِيَّةٌ۔ حالت جر (ڈر، خوف، بیت) حَشِيَّةٌ، اس خوف کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تعظیم ملی ہوئی ہو۔ یعنی جس سے ڈرا جائے اس کی عظمت کا بھی خوب علم ہو۔ اسی لئے فرمایا گیا "إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ

اَلْعُلَمَاءُ، اللہ تعالیٰ سے اس کے عالم بندے ہی (حقیقی معنوں میں) ڈرتے ہیں۔“

بَعَاظِلِ (ب)، حرف جر زائد + (عَافِلِ) {غ ف ل} باب (ن) سے اسم الفاعل ہے، اور مَا کی خبر ہے۔ اس کی جمع عَافِلُونَ ہے (بے خبر)

تَعْمَلُونَ {ع م ل} باب (س) (عَمِلَ، يَعْمَلُ) سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر (عمل کرنا)

تفسیری نکات: اس آیت مبارکہ میں اللہ نے بنو اسرائیل کی سنگ دلی کو اجاگر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اس سے کچھ بھی مخفی نہیں اگر کوئی سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے بچ کر وہ کوئی عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہ ہوگا تو یہ اس کی اپنی بھول ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن دونوں کا جاننے والا ہے۔

اس واقعہ کے مطالعہ سے چند چیزیں سامنے آتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی قائل نہ تھی یا شک میں مبتلا تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے قاتل کے بارے میں انکشاف کرنے کا تفحص کی مطالبہ کیا ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور کلیم اللہ ہونے کے باوجود اس قتل کی واردات کرنے والے کو جانتے نہ تھے یعنی وہ غیب نہیں جانتے تھے اور پھر قاتل بھی اتنا بااثر تھا کہ اس کے بارے میں انکشاف کسی میجر العقول اور زبردست طریقے سے ہی کیا جاتا تھا کہ اس انکشاف سے نہ صرف قاتل بلکہ اس کے اثر سے اس کے بنی اسرائیلی حواری بے بس ہو جائیں اور کوئی حیل و حجت نہ کر سکیں۔ اس قدر لاجواب اور بے مثل انکشاف کے بعد بھی بنی اسرائیل کی قوم نے اللہ کے احکام کا مذاق اڑایا۔ اگرچہ اس قتل کی بابت پہلے ان میں آپس میں اختلاف اور جھگڑا بھی ہوا تھا جیسے کہ گزشتہ آیت نمبر 72 میں فَاذْرَعْتُمْ کے لفظ سے عیاں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف کرنے کے بعد انہوں نے منہ پھیر لیا۔

اور اس آیت 74 میں ان کی بری عادتوں کو اجاگر کرنے اور ان کو سرزنش کرنے کے لئے ارشاد ہوا کہ ان کے دل پتھر ہو گئے۔ پتھروں والی سختی ان میں سا گئی، بلکہ پتھروں کی سختی کو بھی انہوں نے شرما دیا، ماند کر دیا۔ حالانکہ پتھروں میں بعض وہ پتھر بھی ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں، جگہ جگہ چشمے پھوٹتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح پتھروں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ادراک اور سمجھ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَوْ اَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (الحشر: 21/59)

”اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا“

آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ جو تم کرتے ہو، اس سے اللہ غافل نہیں۔ انسان کے ہر عمل کو اللہ جانتا ہے۔ اگر کوئی سمجھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہا ہے تو درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

اَفْتَطْعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا

اَفْتَطْعُوْنَ	اَنْ	يُّؤْمِنُوْا
پس + تم امید رکھتے ہو	کہ	وہ ایمان لے آئیں گے
حرف + مضارع جمع مذکر حاضر (ف)	مصدر یہ ناصبۃ المضارع	مضارع منصوب (افعال)

لَكُمْ وَاَقْدَاَنَّ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ

لَكُمْ	وَاَقْدَاَنَّ	فَرِيْقٍ	مِّنْهُمْ	يَسْمَعُوْنَ
لئے + تمہارے	حالاتکہ	یقیناً	تھا	ایک گروہ
حالیہ	حرف تحقیق	فعل ناقص ماضی	کَانَ کا اسم	سے + ان میں
جار + مجرور	جار + مجرور	فعل مضارع (فاعل) کَانَ کی خبر	فعل مضارع (فاعل) کَانَ کی خبر	وہ سنتے تھے

كَلِمَ اللّٰهِ ثُمَّ يَحْرَفُوْنَ مِنْ بَعْدِ مَا

كَلِمَ اللّٰهِ	ثُمَّ	يَحْرَفُوْنَ	مِنْ	بَعْدِ	مَا
کلام + اللہ	پھر	وہ بدل ڈالتے + اس کو	سے	بعد	جو
مضاد + مضاد الیہ (مفعول)	عاطفہ تراخی	فعل مضارع (فاعل) + مفعول	جار	مجرور	موصولہ

{75} عَقْلُوْا وَهُمْ يَّعْلَمُوْنَ

عَقْلُوْا	وَهُمْ	يَّعْلَمُوْنَ
انہوں نے سمجھ لیا + اس کو	وہ	وہ جانتے ہیں
فعل ماضی، فاعل (ض) + مفعول بہ	حالیہ	مبتدا

بامحاورہ ترجمہ: پھر کیا تم امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے (یعنی ایمان کے سلسلہ میں تمہاری بات مان لیں گے) حالانکہ ان میں سے ایک گروہ اللہ کا کلام سنتا ہے پھر وہ اسے سمجھ لینے کے بعد اس کو بدل ڈالتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ (کہ اس طرح نہیں کرنا چاہے)

لغوی نکات:

اَفْتَطْعُوْنَ [(اَفْتَطْعُوْنَ) + عطف (ف)] {ط م ع} باب (ف) سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر حاضر [(کیا) + تو + تم امید رکھتے ہو] (کیا تمہیں توقع ہے)

أَنْ + يُؤْمِنُوا [أَنْ + يُؤْمِنُوا] {ع من} باب {افعال} (أَمَنْ يُؤْمِنُ) سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب۔ شروع میں (أَنْ) مصدر یہ

ناصبۃ المضارع ہے اس لئے یُؤْمِنُونَ کا (ن) اعرابی گر گیا (کہ وہ ایمان لے آئیں گے)

فعل ناقص، ماضی، واحد مذکر غائب، (ہے/ تھا)

اسم جمع ہے بمعنی طائفہ، کان کا اسم ہے اسی لئے مرفوع ہے، (جماعت، گروہ)

(مِنْ + هُمْ) هُمْ ضمیر یہود کی طرف لوٹ رہی ہے (أَنْ میں سے)

{س م ع} باب {س} فعل مضارع جمع مذکر غائب (وہ سنتے ہیں)

يُحَرِّفُونَ {ح ر ف} باب {تفعیل} (حَرَفٌ، يُحَرِّفُ، تَحْرِيفٌ) سے مضارع، جمع مذکر غائب + هُمْ ضمیر متصل (مفعول)

(کلام اللہ) کی طرف لوٹ رہی ہے (کسی چیز کو اس کی جگہ سے عمداً بدل دینا، لفظاً یا معنی) یہ تحریف ہے جو کہ حرام ہے۔

عَقَلُوا {ع ق ل} باب {ض} سے فعل ماضی جمع مذکر غائب + هُمْ ضمیر مفعول ہے جو کلام اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے (سمجھنا)

وَهُمْ يَعْلَمُونَ [وہ حال یہ + هُمْ ضمیر منفصلہ (برائے معنی حصر) + يَعْلَمُونَ] {ع ل م} باب {س} سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، هُمْ مبتدا

اور يَعْلَمُونَ خبر ہے یہ جملہ اسمیہ ہے۔ [اور (حال یہ ہے کہ) وہ (خوب) جانتے ہیں]

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ تمہاری خواہش تو یہ ہے کہ یہ لوگ (یہودی) ایمان لے آئیں

حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کتاب الہی میں تحریف کرتے ہیں اپنے مطلب کے لئے اس میں تبدیلی کرتے ہیں کلام

الہی کو سننے سمجھنے کے باوجود اس میں تحریف کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس طرح جو لوگ کتاب اللہ یا سنت (حدیث) میں اپنے مذہب کی

خاطر تبدیلی کرتے ہیں وہ بھی ان یہودیوں کی طرح ہیں۔ جو سخت ترین گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

وَ إِذَا لَقُوا الَّذِينَ

وَ	إِذَا	لَقُوا	الَّذِينَ
اور	جب	وہ ملتے ہیں	ان لوگوں سے جو
عاطفہ	ظرف زمان (شرطیہ)	فعل ماضی (بمعنی مضارع) (فاعل)	اسم موصول مفعول

أَمْثُلًا وَإِذَا

أَمْثُلًا	قَالُوا	إِذَا	وَ	إِذَا
وہ ایمان لائے	کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اور	جب
فعل ماضی (فاعل)	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	عاطفہ	اسم ظرف زمان

خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا

خَلَا	بَعْضٌ + هُمْ	إِلَى	بَعْضٌ	قَالُوا
وہ علیحدہ ہوتے ہیں	بعض لوگ + ان کا	طرف	بعض (دوسرے)	وہ کہتے ہیں
فعل ماضی	فاعل مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مجرور	فعل ماضی معنی مضارع

أَتَّحَدُّهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

أ	تَّحَدُّتُونُ + هُمْ	بِ + مَا	فَتَحَ	اللَّهُ	عَلَيْكُمْ
کیا	تم بتا دیتے ہو + ان کو	اس کے متعلق + جو	ظاہر کر دیا	اللہ نے	پر + تم
ہمزہ استفہامیہ	فعل مضارع، فاعل + ضمیر (مفعول)	جار + مجرور (موصول)	فعل ماضی	فاعل	حرف جر + مجرور ضمیر (متصل)

لِيَحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ

لِيَحَاجُّوكُمْ	بِ + ۛ	عِنْدَ
(تاکہ) + وہ جھگڑا کریں حجت بنا کر + تم سے	ساتھ (ذریعے) + اس کے	نزدیک (پاس)
حرف جر + فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل) + مفعول	حرف جر + مجرور ضمیر متصل	اسم ظرف (زمان) مضاف

رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ {76}

رَبِّ + كُمْ	أ	فِ + لَا	تَعْقِلُونَ
رب + تمہارے کے	کیا	تو + نہیں	تم عقل کرتے ہو
مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	ہمزہ استفہامیہ	عاطفہ + حرف نفی	فعل مضارع + فاعل

بامحاورہ ترجمہ: اور جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب ان کے بعض، بعض کی طرف علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان (مسلمانوں) کو بتا دیتے ہو؟ وہ جو اللہ نے تم پر ظاہر کیا ہے تاکہ وہ اس کی بنا پر تمہارے رب کے سامنے تم پر (حجت قائم کر کے) جھگڑا کریں، کیا تم نہیں سمجھتے۔

لغوی نکات:

{ل ق ی} باب (س) فعل ماضی جمع مذکر غائب، اصل میں لَقِيُوا تھا، (ی) کا ضمہ (پیش) (ق) کو منتقل کیا پھر (ی) لَقُوا

قرآن مجید کی لغوی تشریح

اجتماع سائنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، باقی رہ گیا لَقُوا، اس سے پہلے إِذَا آنے کی وجہ سے معنی مضارع میں ہو گیا (جب +) وہ ملتے ہیں

أَمِنُوا {أمن} باب (افعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ (جو ایمان لائے)
قَالُوا {قول} باب (ن) قَالَ يَقُولُ (قَوْلٌ، يَقُولُ) سے قَوْلٌ کی تعلیل کی (و) کو مطابقت کے اصول کے تحت (یعنی اس سے قبل ق پر زبر کی مطابقت کی وجہ سے) (و) کو الف سے بدل دیا (جس کی جمع) قَالُوا ہے (فعل ماضی جمع مذکر غائب) (کہتے ہیں)

أَمِنَّا {أمن} باب (افعال) اَمِنَ، يُؤْمِنُ سے فعل ماضی جمع متکلم (ہم ایمان لائے)
خَلَا {خل} باب (ن) خَلَوُ، يَخْلُوُ سے مطابقت کے اصول کے تحت تعلیل کے بعد خَلَا فعل ماضی واحد مذکر غائب لیکن شروع میں إِذَا کی وجہ سے ترجمہ مضارع میں ہوگا (وہ علیحدہ/ تنہا ہوتا ہے) یہاں سیاق و سباق کی وجہ سے ترجمہ جمع میں ہوگا [اور جب (وہ تنہا ہوتے ہیں)]

بَعْضُهُمْ {بعض} (مضاف) + هُمْ ضمیر مضاف الیہ۔ یہ فعل خَلَا کا فاعل ہے (ان میں سے بعض)
قَالُوا یہاں خَلَا سے پہلے آنے والے لفظ "إِذَا" ہی کی وجہ سے معنی مضارع میں ہوگا (وہ کہتے ہیں)
تُحَدِّثُوكُمُ {ح د ث} باب (تفعیل) (حَدَّثَ، يُحَدِّثُ) سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب + هُمْ ضمیر (مفعول) جو لوٹ رہی ہے، مسلمانوں کی طرف (تم ان کو بتاتے ہو، بیان کرتے ہو)

فَتَحَّ {فت ح} باب فَتَحَ، يَفْتَحُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب [اس نے (کھول دیا/ ظاہر کر دیا)]
لِيُحَاجُّوكُمُ لِي + يُحَاجُّو + كُمُ {ل} (لامرئی / ناصبہ المضارع) + يُحَاجُّو + كُمُ {ح ج ه} باب (مفاعله) بغیر ادغام حَاجَّ، يُحَاجُّ (ادغام کے ساتھ) حَاجَّ، يُحَاجُّ (مُحَاجَّةٌ) سے مضارع جمع مذکر غائب ہے۔ اصل يُحَاجُّونَ تھا لیکن یہاں آخر میں (ن) گرا ہوا ہے۔ کیونکہ ماقل (ل) (لامرئی) ہے + كُمُ ضمیر مفعول ہے جو یہودیوں کی طرف لوٹ رہی ہے [تاکہ وہ (مسلمان) جھگڑا کریں/ حجت قائم کریں تمہارے (یہودیوں کے) اوپر]

عِنْدَ مفعول فیہ (اسم ظرف مکان) مضاف / بمعنی قریب ہے۔ (پاس/ نزدیک)
رَبِّكُمْ رَبِّ + كُمُ۔ رَبِّ مضاف الیہ اور كُمُ کی طرف مضاف ہے اور كُمُ مضاف الیہ ہے (تمہارے رب کے)
تَعْقِلُونَ {ع ق ل} باب (ض) سے مضارع جمع مذکر حاضر (أَنْتُمْ فاعل ہے) (تم عقل کرتے/ سمجھتے ہو)

تفسیری نکات: بعض یہودیوں کی مکارانہ چال یہ ہے کہ جب وہ جو اہل ایمان کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب وہ دوسری طرف اپنے یہودیوں کے پاس جاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حقائق یعنی محمد

قرآن مجید کی لغوی تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے برحق رسول ہونے اور قرآن مجید کے نزول کے متعلق تمہاری کتابوں میں بیان کر دیئے ہیں وہ حقائق مسلمانوں کو نہ بتایا کرو۔ ورنہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہماری طرف سے تسلیم شدہ اعترافات اور حقائق کو ہمارے خلاف حجت بنا کر پیش کریں گے۔ ان کے علماء اپنی ذاتی خواہشات کی خاطر تاویل کر کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے میں لگے رہتے تھے جس طرح ہمارے بعض مسلمان بھائی احادیث صحیحہ کی تاویل کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے مذہب کی کمزوری پر پردہ ڈال کر لوگوں کو قرآن و حدیث کی طرف نہ آنے دیں۔

أَوْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ

آ	وَ	لَا	يَعْلَمُونَ	أَنَّ	اللَّهُ
کیا	اور	نہیں	وہ جانتے	کہ (یقیناً)	اللہ تعالیٰ
ہمزہ استفہامیہ	عاطفہ	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل	أَنَّ كَا اسْم

{77} يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ

يَعْلَمُ	مَا	وَ	يُسِرُّونَ	مَا	يُعْلِنُونَ
جانتا ہے وہ	جو	اور	وہ چھپاتے ہیں	جو	وہ ظاہر کرتے ہیں
فعل مضارع (أَنَّ کی خبر)	موصولہ / مفعول بہ	عاطفہ	فعل مضارع (فاعل)	موصولہ	فعل مضارع (فاعل)

بامعاورہ ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے وہ (بات) جو وہ چھپاتے ہیں اور وہ جو ظاہر کرتے ہیں۔

لغوی نکات:

{ع ل م} باب (س) (عَلِمَ، يَعْلَمُ) سے مضارع جمع مذکر غائب (وہ جانتے ہیں)
 {س ر ر} باب (افعال) (أَسْرَرُ، يُسِرُّ) ادغام کے عمل کے بعد (أَسْرَأَ، يُسِرُّ) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (وہ چھپاتے ہیں)

{ع ل ن} باب (افعال) (أَعْلَنَ، يُعْلِنُ) سے مضارع جمع مذکر غائب (وہ ظاہر کرتے ہیں)

تفسیری نکات: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ① اللہ تعالیٰ ہر پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو خوب جانتا ہے اور اس حقیقت کو یہ یہودی وغیرہ بھی جانتے ہیں ② اللہ تعالیٰ کے فرامین میں تبدیلی کرنا سنگین جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت اور عذاب کا موجب بنتا ہے ③ منافقت کرنا جہنم میں جانے کا سبب بنتا ہے۔ ④ حق کو چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا

وَ	مِنْ + هُمْ	أُمِّيُونَ	لَا	يَعْلَمُونَ	الْكِتَابَ	إِلَّا
اور	سے + ان میں	ان پڑھ ہیں	نہیں	جانتے وہ	کتاب کو	مگر
عاطفہ	جار + مجرور۔ خبر مقدم	مبتدا مؤخر	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)	مفعول	حرف استثنا

{78} آمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ

آمَانِيَّ	وَ	إِنْ	هُمْ	إِلَّا	يَظُنُّونَ
آرزوئیں	اور	نہیں	وہ	مگر	گمان کرتے
مشتی	حرف عاطفہ	نافیہ بمعنی ما	ضمیر جمع مذکر	حرف استثنا	فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)

بامعاورہ ترجمہ: اور ان میں سے بعض ان پڑھ ہیں جو کتاب (الہی) کا کوئی علم نہیں رکھتے۔ سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور یہ محض گمان میں پڑے ہوئے ہیں۔

لغوی نکات:

أُمِّيُونَ اُمّیوں کی جمع اُمّیون ہے مادہ اُمّ ہے {امر} اُمّی اس کو کہتے ہیں جو نہ لکھ سکتا ہو اور نہ ہی لکھے ہوئے کو پڑھ سکے۔ اُمّ اصل میں ماں کو کہتے ہیں یعنی جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ لکھ نہیں سکتا اسی طرح یہ جاہل شخص کی صفت ہے یہودی عرب والوں کو اُمّی اس لئے کہتے تھے کہ وہ ان پڑھ قوم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اُمّی اس لئے کہ آپ اُمّیون کے ایک فرد تھے یا آپ نے کسی مخلوق کی شاگردی کر کے علوم متعارفہ حاصل نہیں کئے تھے، البتہ بواسطہ وحی الہی آپ کو وہ علوم حاصل ہوئے جو پہلے یا بعد میں کسی کو حاصل نہ ہوئے نہ ہوں گے۔

الْكِتَابِ اُمّیوں کی جمع اُمّیون ہے مادہ اُمّ ہے {من ی} ہے، یہ غیر منصرف ہے اس لئے آخر میں توین نہیں آئی، باب تفعّل تَمَتُّی یَتَمَتُّونَ اس سے ہے (خواہش کرنا، دلی خواہشات)

إِنْ حرف شرط ہے لیکن یہاں ما نافیہ کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اس کے بعد الا ہے۔ (اگرچہ)

{ظن ن} باب (ن) مضارع جمع مذکر غائب، ظنّ سے پہلے اگر ان آجائے تو ظنّ بمعنی وہم و شک ہوتا ہے، جس طرح یہاں ہے اور اگر ظنّ کے بعد ان آئے تو بمعنی یقین ہوتا ہے اور اگر بمعنی وہم و خیال ہو تو ظنّ کے بعد ان آتا ہے۔ قرآن میں دونوں طرح ہے اسی طرح ظنّ بمعنی تہمت اور گمان غالب بھی آیا ہے۔

قرآن مجید کی لغوی تشریح

تفسیری نکات: یہودیوں کا ایک طبقہ اُمّی (جاہل) تھا جسکو کتاب اللہ کے بارے میں علم ہی نہ تھا کہ وہ کیا ہے محض جھوٹی آرزوؤں کے سہارے پر وہ زندگی گزار رہے تھے کہ ہم نے جنت میں جانا ہے، یہ انکی خام خیالی تھی۔ اگرچہ عام مشہور یہ ہے کہ اُمّی عرب قوم تھی، قرآن بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ (اللہ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں (رسول) مبعوث فرمایا)۔**

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ

فَ	وَيْلٌ	لِ+الَّذِينَ	يَكْتُبُونَ	الْكِتَابَ	بِ+أَيْدِيهِمْ
تو	ہلاکت ہے	لئے+ان کے	(جو) لکھتے ہیں	کتاب کو	ساتھ+ہاتھوں+اپنوں کے
عاطفہ	مبتدا	جار+اسم موصول مجرور	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	مفعول ہے	جار+مضاف+مضاف الیہ (مجرور)

ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ

ثُمَّ	يَقُولُونَ	هَذَا	مِنْ	عِنْدِ+اللَّهِ	لِيَشْتَرُوا	بِ+ذ
پھر	وہ کہتے ہیں	یہ	سے	پاس، طرف+اللہ تعالیٰ کے	تاکہ+خریدیں وہ	ساتھ+اسکے
عاطفہ تراخی	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	اسم اشارہ	جار	مضاف+مضاف الیہ	لام تعلیل+فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	جار+مجرور

ثُمَّ قَالُوا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ

ثُمَّ	قَالُوا	فَوَيْلٌ	لَهُمْ	مِمَّا	كَتَبَتْ	
قیمت	تھوڑی	تو	ہلاکت ہے	لئے+ان کے	(اس) سے+(جو) لکھا	
موصوف	صفت (مفعول)	عاطفہ	مبتدا	(خبر) جار+مجرور	جار+(موصول) مجرور	فعل ماضی

أَيِّدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ {79}

أَيِّدِيهِمْ	وَ	وَيْلٌ	لَهُمْ	مِمَّا	يَكْسِبُونَ
ہاتھوں نے+ان کے	اور	ہلاکت ہے	لئے+ان کے	(اس) سے+جو	وہ کماتے ہیں
مضاف+مضاف الیہ (فاعل)	عاطفہ	مبتدا	جار+مجرور (خبر)	جار+مجرور موصول	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)

بماحاورہ ترجمہ: تو ان لوگوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلہ میں (دنیا کی) تھوڑی قیمت خریدیں تو ان کے لئے ہلاکت ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں اور اس پر

بھی خرابی ہے جو وہ کماتے ہیں (معاوضہ لیتے ہیں)

لغوی نکات:

وَيْلٌ {یہ اسم مرفوع ہے۔ (مبتدا)، اس لفظ میں انتہا درجہ کی تہدید پائی جاتی ہے (ہلاکت و بربادی)
يَكْتُبُونَ {کتب {باب (ن) فعل مضارع معلوم جمع مذکر غائب (وہ لکھتے ہیں)
بِ+ آيِدِيْ وَهَمْ، يَدٌ کی جمع آيِدِيْ ہے، مؤنث ہے، یہ اُن اسماء میں سے ہے جن کا لام کلمہ محذوف ہوتا ہے۔ (اپنے ہاتھوں سے)

هَذَا اسم اشارہ واحد، اس کا مشار الیہ (جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں)

لِيَسْتَرْوُوا {ش ری {باب افتعال سے مضارع جمع مذکر غائب، اصل میں يَسْتَرْوُونَ تھا۔ شروع میں لام تعلیل کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا پھر ی پر ضمہ ثقیل تھا، اس کو نقل کر کے ماقبل کو دیا پھر ی کو واؤ سے بدلا، دو واؤں کا التقائے ساکنین ہو گیا پہلی کو گرا دیا، يَسْتَرْوُوا ہو گیا۔ (خریدنا)

ثَمًّا قَلِيلًا {ثَمٌّ کی جمع اَثْمَانٌ (موصوف) + قَلِيلًا، صفت۔ موصوف صفت ملکر يَسْتَرْوُوا کا مفعول ہوا۔ (تھوڑی قیمت)

تفسیری نکات: یہود دنیا کے منافع و فوائد کے لئے تورات میں تحریف سے کام لیتے۔ دنیا کی معمولی قیمت کے عوض لوگوں کو غلط فتوے صادر کرتے تو اللہ کی طرف سے ان پر سخت وعید نازل کی گئی کہ جو ہاتھ سے لکھتے ہیں اور جو کماتے ہیں ان سب کے لئے وَيْلٌ بربادی ہے۔ ہمارے لئے اس میں درس عبرت ہے کہ اگر ہم بغیر علم کے لوگوں کو غلط فتوے دیں گے یا اللہ تعالیٰ کے احکام کو دنیاوی مفاد کی خاطر بدلیں گے تو ہمارے لئے بھی ایسی ہی وعید ہے جو کہ جہنم میں جانے کا سبب بنے گی۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً

وَقَالُوا	لَنْ	تَمَسَّنَا	نَا	النَّارُ	اِلَّا	اَيَّامًا	مَّعْدُوْدَةً
اور	کہا انہوں نے	ہرگز نہ	چھوئے گی + ہم کو	آگ	مگر	چند دن	گنتی کے
عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	ناصبۃ المضارع	فعل مضارع + مفعول مقدم	فاعل (مؤخر)	حرف استثنا	متشبی، موصوف	صفت

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

قُلْ	اَتَّخَذْتُمْ	عِنْدَ اللّٰهِ	عَهْدًا
کہہ دیجئے	کیا + پکڑا تم نے، لے رکھا ہے	(پاس) ہاں + اللہ کے	کوئی عہد (عہدہ)
امر حاضر واحد	استفہام + فعل ماضی (فاعل)	ظرف مضاف + مضاف الیہ	مفعول

فَلَنْ يُخْلَفَ اللَّهُ عَهْدًا أَمْ

فَ + لَنْ	يُخْلَفَ	اللَّهُ	عَهْدًا + ةٌ	أَمْ
تو + ہرگز نہ	خلاف ورزی کرے گا	اللہ	عہد کی + اپنے	یا
عاطفہ + ناصبۃ المضارع	فعل مضارع (افعال)	فاعل	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	حرف عطف

{80} تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

تَقُولُونَ	عَلَى	اللَّهُ	مَا	لَا	تَعْلَمُونَ
کہتے ہو تم	اوپر	اللہ کے	جو	نہیں	جانتے ہو تم
فعل مضارع (فاعل)	حرف جار	مجرور	موصولہ یا موصوفہ	نافیہ	فعل مضارع، جمع مذکر حاضر (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: انہوں (یہودیوں) نے کہا کہ ہم کو جہنم کی آگ چند مخصوص ایام کے علاوہ نہیں چھوئے گی، تو اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو فرما دیجئے کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا تم اللہ پر وہ چیز کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

لغوی نکات:

لَنْ تَسْتَأْتِنَا الْكُفْرَانُ كَنْ ناصبۃ المضارع ہے اور تَسْتَأْتِنَا {مرس س} باب (ف) فعل مضارع، نفی مؤکد بکن، واحد مؤنث غائب، (نا) ضمیر جمع متکلم مفعول مقدم اور الْكُفْرَانُ مؤنث سماعی اس کا فاعل مؤخر ہے، (ہرگز ہم کو آگ نہ چھوئے گی) آیاتاً کی جمع ہے آیاتاً اصل میں آیتوا تھا واؤ کوئی بنایا اور یاء کوئی میں ادغام کر دیا، آیتوا ہو گیا بوجہ ظرف منصوب موصوف (کئی دن) اور مَعْدُودَةٌ، باب (ن) اسم مفعول واحد مؤنث (عدد) اس کی جمع مَعْدُودَاتٍ ہے صفت۔ (گنتی شمار) كَنْ يُخْلَفَ {خ ل ف} باب افعال، مضارع نفی تاکید بلن، واحد مذکر غائب منصوب بوجہ كَنْ (ہرگز خلاف ورزی نہ کرے گا اللہ تعالیٰ)

تفسیری نکات: بنی اسرائیل اپنے آپ کو اللہ کے لاڈلے اور محبوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بے شمار انعام کئے تھے اور اس بنیاد پر انہوں نے بے شمار باتیں گھڑ لی تھیں کہ اول تو ہم نے جہنم میں جانا نہیں ہے اور اگر اللہ آگ (جہنم) میں ڈالے گا، تو اتنے دن جتنے دن انہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی پھر وہ نکال دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے ان کے ساتھ کوئی عہد کیا ہوا ہے یا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی طرف سے ایسی باتیں گھڑ لیتے ہیں جس کا ان کو بھی علم نہیں،

یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ

بلی	مَنْ	كَسَبَ	سَيِّئَةً	وَ	أَحَاطَتْ	بِ+
کیوں نہیں	جس نے	کمائی	کوئی برائی	اور	گھیر لیا	ساتھ + اس کے
حرف جواب	مبتدا، شرط	فعل ماضی (فاعل)	مفعول بہ	عاطفہ	فعل ماضی (مؤنث)	جار، مجرور

خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ {81}

خَطِيئَتُهُ	فَ	أُولَٰئِكَ	أَصْحَابُ	النَّارِ	هُمْ	فِي	هَا	خَالِدُونَ
خطاؤں نے + اس کی	تو	یہی لوگ	والے + آگ		وہ	میں + اس		بہیشہ رہیں گے
مضاف + مضاف الیہ (فاعل)	جزاء	مبتدا	مضاف + مضاف الیہ (خبر)	مبتدا	جار + مجرور	اسم فاعل جمع مذکر (رفع)، خبر		

بامعاورہ ترجمہ: کیوں نہیں جس نے کوئی برائی کمائی اور اس کو اس کی غلطیوں نے گھیر لیا، تو یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات:

بَلَىٰ حرف ایجاب یعنی ایسا حرف استفہام جس کے ذریعے گزشتہ بیان کردہ حقیقت کا پرزور اثبات ہو اور اس کے مقابلے میں آگے بیان ہونے والے الفاظ میں اس کی مزید تقویت دی گئی ہو۔ (کیوں نہیں؟)

كَسَبَ {ک س ب} باب (ض) **كَسَبَ يَكْسِبُ** سے فعل ماضی، واحد مذکر غائب (کمائی کرنا، کسی چیز کا ارتکاب کرنا)

أَحَاطَتْ {ح و ط} باب (افعال) ماضی واحد مؤنث غائب (گھیر لیا، احاطہ کرنا)

خَطِيئَتُهُ (خَطِيئَتٌ + هُ) مرکب اضافی، اس کی جمع **خَطَايَا** ہے، **أَحَاطَتْ** کا فاعل ہے، غلطیاں، قصور، گناہ)

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ **هُمْ** ضمیر مستتر جمع مبتدا۔ اور **خَالِدُونَ**۔ باب (ن) اسم فاعل جمع مذکر۔ (حالت رفع) (خبر) یہ جملہ اسمیہ ہوا وہ ہی اس (جہنم) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں (خاص طور پر یہود یوں) کے اس قسم کے ان دعوؤں کی تردید کی ہے کہ وہ عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے بھی نجات حاصل کر سکتے ہیں یا پھر چند روز دوزخ میں رہنے کے بعد آخر کار وہ جنت میں چلے جائیں گے۔ جیسا کہ ان کے اس گمان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیت نمبر 80 میں کھول کر بیان

قرآن مجید کی لغوی تشریح

کر دیا ہے۔ یہاں فرمایا کہ برائی (شرک، گناہ) نے جن لوگوں کو گھیر لیا ہے، وہی جہنم میں جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَالَّذِينَ	وَالَّذِينَ	و	و	وَالَّذِينَ	و
اور	جو لوگ	ایمان لائے	اور	انہوں نے عمل کئے	نیک (اچھے)
متناسفہ	اسم موصول مبتدا	فعل ماضی (جمع) (فاعل)	عاطفہ	فعل ماضی (جمع) (فاعل) (س)	مفعول بہ

أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ {82}

أُولَئِكَ	أُولَئِكَ	أَصْحَابُ	الْجَنَّةِ	هُمْ	فِيهَا	خَالِدُونَ
وہ ہی	وہ ہی	والے	جنت	وہ	میں + اس	ہمیشہ رہیں گے
اسم اشارہ بعید (مبتدا)	مضاف	مضاف الیہ (خبر)	ضمیر مبتدا	جار + مجرور	اسم الفاعل جمع مذکر (ن) (خبر)	

بامحاورہ ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے وہ لوگ ہی جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات:

أُولَئِكَ اسم موصول جمع مذکر۔ (مبتدا) وہ لوگ

عَمِلُوا {ع مل} باب (س) سے فعل ماضی جمع مذکر غائب جملہ بن کر (خبر) ہوئی۔ (عمل کرنا)

خَالِدُونَ {خل د} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر حالت رفع۔ هُمْ۔ کی خبر ہے۔ (ہمیشہ رہنے والے)

تفسیری نکات: پہلے مشرکوں، یہودیوں کا تذکرہ تھا۔ اس آیت میں اہل ایمان اور صالح اعمال سے متصف لوگوں کا تذکرہ ہے کہ یہ

گروہ جنتی ہے اور یہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ

وَإِذْ	وَإِذْ	أَخَذْنَا	مِيثَاقَ	بَنِي إِسْرَائِيلَ	لَا	تَعْبُدُونَ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد	بنی اسرائیل (سے)	نہ	تم عبادت کرو
متناسفہ	ظرف زمان	فعل ماضی (فاعل)	مفعول بہ	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	حرف نفی	فعل مضارع (فاعل)

إِلَّا اللَّهُ^ق وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي

إِلَّا	اللَّهُ	وَ	بِ+وَالِدَيْنِ	وَ	إِحْسَانًا	وَ	ذِي
مگر	اللہ کی	اور	ساتھ + والدین کے	اور	احسان کرنا	اور	والوں (سے)
حرف استثناء	مفعول بہ	عاطفہ	حرف جار + مجرور (معطوف علیہ)	عاطفہ	مفعول مطلق	عاطفہ	مضاف

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا

الْقُرْبَىٰ	وَ	الْيَتَامَىٰ	وَ	الْمَسْكِينِ	وَ	قُولُوا
قرباں	اور	یتیموں (سے)	اور	محتاجوں (سے)	اور	تم کہو
مضاف الیہ (معطوف نمبر 1)	عاطفہ	معطوف نمبر 2	عاطفہ	معطوف نمبر 3	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر (فاعل) (ن)

لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

لِ+النَّاسِ	حُسْنًا	وَ	أَقِيمُوا	الصَّلَاةَ	وَ
سے + لوگوں	اچھی بات	اور	تم قائم کرو	نماز کو	اور
جار + مجرور	مفعول	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر (فاعل) (افعال)	مفعول بہ	عاطفہ

آتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

آتُوا	الزَّكَاةَ	ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ
تم دو	زکوٰۃ کو	پھر	تم پھر گئے
فعل امر جمع مذکر (فاعل) (افعال)	مفعول بہ	حرف عطف	فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (فاعل) (تفعل)

{83} إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ

إِلَّا	قَلِيلًا	مِّنْكُمْ	وَ	أَنْتُمْ	مُعْرِضُونَ
سوائے	کم (تھوڑے)	سے + تم	حالانکہ	تم	پہلو تہی کرنے والے، اعراض کرنے والے
حرف استثناء	مشتق	جار + مجرور	حالیہ	مبتدا	اسم فاعل جمع مذکر/خبر

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پختہ عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور حسن سلوک کرنا ماں باپ سے، قرابت داروں سے (بھی) اور یتیموں اور مسکینوں سے (بھی) اور (یہ کہ) تم لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا (لیکن اس کے بعد تم (اس سے) پھر گئے سوائے (تھوڑوں) کے اور تم تو ہو ہی پہلو تہی کرنے والے۔

لغوی نکات:

وَإِذْ، وَ- مُسْتَنَافَهُ نئی بات کے آغاز کے لئے + إِذْ (اسم ظرف زمان) اس سے قبل فعل امر إِذْ كُنْ (مخذوف ہے) اور یہ إِذْ اُس کا مفعول ہے، (یاد کرو) اس وقت کو۔

أَخَذْنَا {عخذ} باب (ن) أَخَذَ يَأْخُذُ سے ماضی جمع متکلم (ہم نے لیا) (پکڑا)

وَيْثَاقٍ {وٹق} باب (ض) وَشَقَّ يَشِقُّ سے اسم الہ یا مصدر اس کی جمع مَوَائِيقُ ہے مضاف (مفعول) (پختہ عہد یا مضبوط عہد)

بَيْنَ إِسْرَائِيلَ (مرکب اضافی) بَيْنَ کی جمع (بَنُونَ) پچھلے لفظ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں بَيْنَ اور اگلے لفظ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے جمع کا (ن) حذف ہو گیا۔ (بنی اسرائیل سے)

لَا تَعْبُدُونَ {ع ب د} باب (ن) سے فعل مضارع منفی، جمع مذکر حاضر (تم عبادت نہ کرو)

بِالْوَالِدَيْنِ {با} الْوَالِدَيْنِ، والد کا تشبیہ، حالت جر (والدین کے ساتھ)

إِحْسَانًا {ح س ن} باب (افعال) فعل امر مخذوف أَحْسِنُوا کا مفعول مطلق بتا ہے۔ (احسان کرنا)

ذِي الْقُرْبَىٰ ذِي السَّمَاءِ سته سے مضاف + الْقُرْبَىٰ فُعْلَىٰ کے وزن پر باب (ن) سے مصدر۔ مضاف الیہ (قرابت والوں)

يَتَامَىٰ یتیم کی جمع ہے حالت جر کیونکہ اس کا عطف الْوَالِدَيْنِ پر ہے، جس بچے (نابالغ) کا باپ فوت ہو جائے وہ یتیم ہوتا ہے۔

قَوْلًا {ق و ل} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر حاضر، (تم کہو)

حُسْنًا {ح س ن} باب (ن) سے مصدر مفعول ہے، یہاں صفت ہے جب کہ اس کا موصوف مخذوف ہے، آئی قَوْلًا حَسَنًا۔ اچھے انداز سے / اچھی بات (یعنی لوگوں سے اچھی بات کہو)

أَقِيمُوا {ق و م} باب (افعال) سے فعل امر جمع مذکر حاضر، (تم قائم کرو)۔ یعنی پڑھو۔ (نماز کو)

أَتُوا {ع ت ی} باب (افعال) أَتَى يَأْتِي سے تعلیل کے بعد لائی يُؤْتِي سے فعل امر جمع مذکر۔ (دو تم)

الرِّكْوَةَ {ز ک و} باب (ن) زَكَ يَزْكُو سے مصدر۔ مفعول، (بڑھنا، نشوونما پانا) مراد زکوٰۃ دو

مُعْرَضُونَ {ع ر ض} باب (افعال) سے اسم الفاعل مُعْرَضٌ کی جمع مُعْرَضُونَ، حالت رفع خبر، (اعراض کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان (بنی اسرائیل) سے مضبوط عہد لیا تھا کہ تم نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے اس طرح قرابت داروں سے اور یتیموں و مسکینوں سے بھی اچھا سلوک کرنا ہے اور لوگوں سے بھی اچھی بات کہنا ہے اور نماز قائم کرنا ہے اور زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہے لیکن عہد کرنے کے باوجود یہ لوگ اعراض کر گئے منہ

پھر لیا تو یہ بڑا گناہ ہے کہ عہد کیا جائے اور پھر اس کو توڑا جائے اور یہی احکام ہماری شریعت میں بھی ہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا ہمیں بھی ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ

وَ	إِذْ	أَخَذْنَا	مِيثَاقُ + كُمْ	لَا	تَسْفِكُونَ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد + تم سے	نہیں	تم بہاؤ گے
مستانفہ	ظرف زمان (مفعول)	فعل ماضی + فاعل	(مفعول بہ) مضاف + مضاف الیہ	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) (ض)

دِمَاءَكُمْ وَلَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ

دِمَاءَكُمْ	وَ	لَا	تَخْرُجُونَ	أَنْفُسَكُمْ
خونوں کو + اپنے	اور	نہ	تم نکالوں گے	جانوں کو + اپنی
مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	حرف عطف	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر، فاعل	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ

مَنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَبْتُمْ وَأَنْتُمْ تَسْهَدُونَ {84}

مَنْ	دِيَارِكُمْ	ثُمَّ	أَقْرَبْتُمْ	وَ	أَنْتُمْ	تَسْهَدُونَ
سے	گھروں + اپنے	پھر	تم نے اقرار کیا	اور	تم (خود)	گواہی دیتے ہو
حرف جار	مجرور۔ مضاف + مضاف الیہ	حرف عطف	فعل ماضی، فاعل	حالیہ	مبتدا	فعل مضارع جمع مذکر حاضر (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم اپنوں کے خون نہ بہاؤ گے اور نہ اپنوں کو ان کے وطنوں (گھروں) سے نکالو گے، پھر تم نے اقرار کیا اور تم (اس بات پر) گواہ ہو۔

لغوی نکات:

لَا تَسْفِكُونَ {س ف ک} باب (ض) سَفَكَ يَسْفِكُ سے (مضارع/منفی) جمع مذکر حاضر (نہ بہانا)

لَا تَخْرُجُونَ {خ ر ج} باب (اعمال) أَخْرَجَ يَخْرِجُ سے (فعل مضارع/منفی) جمع مذکر حاضر (تم نہ نکالو گے)

مَنْ دِيَارِكُمْ (مَنْ + دِيَارِ + كُمْ) (مَنْ حرف جر، دِيَارِ مجرور مضاف + كُمْ مضاف الیہ) دِيَارِ، دَاؤُ کی جمع ہے۔ (گھروں۔ وطنوں)

أَقْرَبْتُمْ {ق ر ب} باب (اعمال) أَقْرَبْتُ يُقْرِبُ (أَقْرَبْتُ) ماضی جمع مذکر حاضر (اقرار کرنا)

تَشْهَدُونَ {ش کا باب (س) فعل مضارع جمع مذکر حاضر (فاعل) (گواہ ہونا)}

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی ایک اور عہد شکنی کی بات کر رہے ہیں کہ ان سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ اپنے ہی لوگوں کا خون نہ بہائیں اور نہ ہی ان کو ان کے گھروں سے نکالیں۔ پھر انہوں نے اقرار بھی کر لیا کہ ہاں ہم نے وعدہ کیا تھا اور اس بات پر گواہی بھی دی تھی لیکن پھر ان لوگوں نے وعدہ توڑ دیا تو وعدہ توڑنا اللہ کے ہاں بہت سنگین جرم ہے اللہ اس کے بارے میں ضرور پوچھیں گے۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَ

و	أَنْفُسَكُمْ + كُمْ	تَقْتُلُونَ	هَؤُلَاءِ	أَنْتُمْ	ثُمَّ
اور	لوگوں (کو) + اپنے	تم قتل کرتے ہو	وہی ہو جو	تم	پھر
عاطفہ	مضاف + مضاف الیہ (مفعول بہ)	فعل مضارع (فاعل) (خبر)	بدل	مبتدا	حرف عاطفہ

تُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

دِيَارِهِمْ + هُمْ	مِّنْ	مِّنْ + كُمْ	فَرِيقًا	تُخْرِجُونَ
گھروں + ان کے	سے	میں سے + تمہارے (اپنے)	ایک گروہ کو	تم نکالتے ہو
مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	حرف جر	حرف جر + مجرور	مفعول بہ	فعل مضارع (فاعل) (انفعال)

تُظَاهِرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط

عَلَيْهِمْ + هُمْ	بِ	الْإِثْمِ	و	الْعُدْوَانِ
پر + ان	ساتھ/ سے	گناہ	اور	سرکشی کے
جار + مجرور	جار	مجرور (معطوف علیہ)	حرف عطف	معطوف

وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسْرَىٰ تَقْدُواهُمْ وَ

وَ	إِنْ	يَأْتُوكُمْ + كُمْ	أُسْرَىٰ	تَقْدُوا + هُمْ	وَ
اور	اگر	وہ آئیں + تمہارے پاس	قیدی بن کر	تم بدلہ دے کر چھڑاتے ہو + ان کو	حالانکہ
عاطفہ	حرف شرط	فعل مضارع، فاعل + مفعول بہ	حال	فعل مضارع، فاعل + مفعول بہ	حالیہ

هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ

هُوَ	مُحَرَّمٌ	عَلَيْكُمْ	إِخْرَاجُهُمْ
وہ	حرام کیا گیا	پر+تم	نکالنا+ان کا
مبتدا	خبر۔ اسم مفعول	جار+ مجرور، (خبر مقدم)	مضاف+ مضاف الیہ (مبتدا مؤخر)

أَفْتَوْمُنُونَ بِبَعْضِ الْكُتُبِ

أ	فَ+تَوَمُنُونَ	بِ+بَعْضِ+الْكِتَابِ
کیا	تو+تم ایمان لاتے ہو	ساتھ+بعض (حصہ)+کتاب کے
ہمزہ استفہام	عاطفہ+فعل مضارع (فاعل) (افعال)	حرف جر+ (مجرور) مضاف+ مضاف الیہ

وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ مَا جَزَأءُ

و	تَكْفُرُونَ	بِ	بَعْضِ	فَ	مَا	جَزَأءُ
اور	تم کفر کرتے ہو	ساتھ	بعض (حصہ) کے	تو	نہیں، کیا	سزا
عاطفہ	فعل مضارع (فاعل) (ن)	جار	مجرور	مستأنفہ	حرف نفی	مبتدا (مضاف)

مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ

مَنْ	يَفْعَلْ	ذَلِكَ	مِنْكُمْ	إِلَّا	خِزْيٌ
جو	کرے	یہ	سے+تم	مگر	رسوائی
موصولہ، مضاف الیہ	مضارع (ف)	اسم اشارہ (مفعول بہ)	جار+ مجرور	حرف استثناء	مشتقی خبر مبتدا۔ جزاء کی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ

فِي	الْحَيَاةِ	الدُّنْيَا	وَ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	يُرَدُّونَ
میں	زندگی	دنیا	اور	دن	قیامت کے	وہ لوٹائے جائیں
جار	مجرور/ موصوف	صفت	عاطفہ	مفعول فیہ (مضاف)	مضاف الیہ	مضارع مجہول (نائب فاعل)

إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۖ وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ

إِلَىٰ	أَشَدِّ	الْعَذَابِ	وَ	مَا	اللَّهُ	بِ + غَافِلٍ
طرف	سخت	عذاب کی	اور	نہیں	اللہ	ساتھ + بے خبر
جار	مجروح مضاف	مضاف الیہ	حالیہ	حرف (لفی)	اسم ما	جار + مجروح

عَبَاتُ تَعْمَلُونَ {85}

عَنْ	مَّا	تَعْمَلُونَ
سے	(اُس سے) جو	تم کرتے ہو
جار	مجروح۔ موصولہ	فعل مضارع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو اور ان کے خلاف گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی بن کر آئیں تو تم ان کا فدیہ دے کر چھڑاتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام قرار دیا گیا تھا، کیا تم کتاب کے کچھ حصہ پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصہ کو نہیں مانتے لہذا تم سے جو ایسا کرے گا تو اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔

لغوی نکات:

هُؤُلَاءِ ضمیر متصل بطور کلمہ حصر (وہی لوگ ہو)
تُخْرِجُونَ {خروج} باب (افعال) مضارع جمع مذکر حاضر (نکالنا)
تُظَاهِرُونَ {ظاہر} باب (تفاعل) بلحاظ صیغہ اصل میں تھا تَتَنَظَّاهِرُونَ، فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، ایک "تا" گر گئی، صلہ علی ہے معنی ہوا ایک دوسرے کے خلاف مدد کرنا۔

الْعُدْوَانِ {خروج} باب (ن) سے مصدر سامعی (د) عاطفہ کی وجہ سے۔ اِشْمِ کی طرح حالت جرم میں ہے۔ (ظلم و زیادتی کرنا)
إِنْ يَأْتُواكُمْ {اعتی} {ض} اِثْمِ يَأْتِي فعل مضارع مجروح جمع مذکر غائب۔ حالت جزم اِنْ کی وجہ سے، (آنا)
أُسْرَى (واحد اَسِيرٌ، باب (ض) سے مصدر (قیدی/ گرفتار)
تُقَدُّوهُمْ {فدیہ} باب (مفاعلة) فَادَى يُقَادِي سے مضارع حالت جزم جواب شرط، (فدیہ دینا) بدلہ دے کر

قرآن مجید کی لغوی تشریح

چھڑوانا (تم فدیہ دے کر ان کو چھوڑاتے ہو)

مُحَرَّمٌ {ح ر م} باب (تفعیل) حَرَّمَ يَحْرِمُ سے اسم المفعول، مُحَرَّمٌ کی دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں یا تو خبر مقدم ہو اور اِحْرَاجُهُمْ (جو آگے آ رہا ہے) مبتدا مؤخر ہو یا محرم مبتدا ہو اور اِحْرَاجُهُمْ نائب فاعل جو خبر کے قائم مقام ہو۔ (ممنوع، حرام کیا گیا) اِحْرَاجُهُمْ (مُحَرَّمٌ + هُمْ) {خ ر ج} {افعال} اِحْرَجَ يَحْرِجُ سے مصدر اِحْرَاجُهُمْ (مضاف + هُمْ، ضمیر/مضاف الیہ) (حالت رفع)، (ان کا نکالنا)

أَفْتُوهُمْ {آ ف و} {تَوْمُنُونَ} + {آ ف و} {تَوْمُنُونَ} (استقہامیہ) ف + تَوْمُنُونَ {ء من} باب (افعال) أَمَّنَ يُؤْمِنُ سے مضارع جمع مذکر حاضر (تو کیا تم ایمان لاتے ہو؟)

خِزْيٌ {خ ز ی} باب (س) سے مصدر۔ حالت رفع۔ خبر یا جزاء سے بدل ہے (ذلت/ رسوائی)
الْحَيَوَةُ {ح ی و} باب (س) سے مصدر سماعی، اصل میں حَيِيَّةٌ تھا دوسری یاد کو الف سے بدلہ، حَيَاةٌ ہوا۔ (زندگی)
الدُّنْيَا {د ن و} باب (ن) دَنَانِيذٌ سے اسم تفضیل مؤنث، مذکر اذنی ہے، فُعْلٌ کے وزن پر۔ (دنیا)
يُرْدُونَ {ر د و} باب (ن) سے مضارع مجہول جمع مذکر غائب (وہ لوٹائے جائیں)

تفسیری نکات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی دور میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے تھے یہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ یہ قبیلے قبل از اسلام انصار (مشرکین) کے دو مختلف قبیلوں کے بھی حلیف تھے۔ قبائل کی جنگوں میں یہ اپنے اپنے حلیف قبیلے کی مدد کر کے قتل و غارت لوٹ مار کرتے کچھ کو ان کے گھروں اور علاقوں سے نکال دیتے اور بعض کو قیدی بھی بنا لیتے۔ بعد میں خود ہی فدیہ دے کر ان کی رہائی کر دیتے۔ تورات میں ان کے ایسے فعل کو حرام قرار دیا گیا تھا لیکن ان پر کوئی اثر نہ تھا۔ انہوں نے تو اپنی شریعت کو پامال کر رکھا تھا اور احکام الہی کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے اس کردار اور ان کے انجام کو پیش نظر رکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم آج کے مسلمان اگر انکار کر رہے ہیں تو پھر ہمیں بھی اپنے لئے ویسے ہی انجام کا انتظار کرنا چاہئے جیسا بنی اسرائیل کا ہوا یا پھر جلد از جلد تائب ہو کر ایمان صادق کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر عمل کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح پائیں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا

أُولَئِكَ	الَّذِينَ	اشْتَرُوا	الْحَيَاةَ	الدُّنْيَا	بِ+الْآخِرَةِ	فَ	لَا
یہی/وہی ہیں	وہ لوگ جو	خریدا انہوں نے	زندگی	دنیا کی	بدلے+ آخرت کے	تو	نہیں
مبتدا	اسم موصول جمع	فعل ماضی + فاعل	موصوف	صفت (مفعول)	جار + مجرور	حرف عطف	حرف نفی

يُخَفِّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابَ وَلَا هُمْ يُبْصِرُونَ ﴿86﴾

يُخَفِّفُ	عَنْ + هُمْ	الْعَذَابُ	وَ	لَا	هُمْ	يُبْصِرُونَ
ہلکا کیا جائے گا	سے + ان	عذاب	اور	نہ	وہ	مدد کئے جائیں گے
مضارع مجہول	جار + مجرور	نائب فاعل	عاطفہ	نافیہ	ضمیر جمع (مبتدا)	مضارع مجہول جمع مذکر (خبر)

بامعاورہ ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی خرید لی۔ اب نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

لغوی نکات:

{ش ری} باب (افتعال) سے ماضی جمع مذکر غائب، (خریدا انہوں نے)، خریدنے والے کو مشتری کہتے ہیں اور شری {اَشْتَرُوا} کا معنی بیچنے کے ہیں یہ بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے اگرچہ مادہ ایک ہے لیکن فعل کے باب کے فرق سے معنی میں تبدیلی ہوگی۔

{حرف ف} باب تفعیل سے مضارع مجہول منفی، اس کا نائب فاعل الْعَذَابُ ہے، (ہلکا کرنا) **تفسیری نکات:** جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی اور دین کو دنیوی فائدوں کے لئے قربان کر دیا اور آخرت کے بے بہا ثواب اور نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی عارضی لذتوں کے پیچھے پڑ گئے، انہوں نے اُخروی فلاح کے بدلے دنیا کا عارضی آرام خرید لیا۔ انکے لئے آخرت میں سخت ترین عذاب ہے اور معاف ہونا تو کجا اس عذاب میں کسی قسم کی تخفیف بھی نہ ہوگی اس لئے انسان کو اللہ کی رحمت اور نیک عمل ہی کام دیں گے، وہی کرنے چاہئیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ

وَلَقَدْ	آتَيْنَا	مُوسَى	الْكِتَابَ	وَ	قَفَّيْنَا	مِنْ
اور	دی ہم نے	موسیٰ علیہ السلام کو	کتاب	اور	پیچھے لگا دیا ہم نے	سے
عاطفہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول اول	مفعول ثانی	عاطفہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	حرف جار

بَعْدَهُ بِالرُّسُلِ وَأَتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتِ وَ

بَعْدَهُ	بِالرُّسُلِ	وَ	أَتَيْنَا	عِيسَى	ابْنَ مَرْيَمَ	الْبَيْتِ	وَ
بعد + اس کے	ساتھ + رسولوں کے	اور	دی ہم نے	عیسیٰ علیہ السلام	بیٹے + مریم کے (کو)	واضح نشانیاں	اور
مضاف + مضاف الیہ	جار + مجرور	عاطفہ	فعل ماضی	مفعول (1) موصوف	صفت مضاف + مضاف الیہ	مفعول (2) عاطفہ	

أَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ

أَيَّدْنَاهُ	بِ + رُوحِ	الْقُدُسِ	آ	ف + كَلَّمَا	جَاءَكُمْ
ہم نے قوت دی + اس کو	ساتھ + روح	پاک کے	کیا	پھر + جب بھی	آیا + تمہارے پاس
فعل ماضی، فاعل + مفعول	جار + مضاف	مضاف الیہ، مجرور	ہمزہ استفہامیہ	عاطفہ + حرف شرط	فعل + مفعول

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ

رَسُولٌ	بِ + مَا	لَا	تَهْوَىٰ	أَنْفُسُكُمْ	اسْتَكْبَرْتُمْ
کوئی رسول	ساتھ + اس چیز کے	نہیں	چاہتی تھیں	جانیں (دل) + تمہارے	تکبر کیا تم نے
فاعل	جار + موصولہ	نافیہ	فعل مضارع	مضاف + مضاف الیہ (فاعل)	فعل مضارع (فاعل)

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَأُخْرَىٰ تَقْتُلُونَ {87}

فَ	فَرِيقًا	كَذَّبْتُمْ	وَأُخْرَىٰ	تَقْتُلُونَ
تو	ایک گروہ (کو)	جھٹلایا تم نے	اور + ایک گروہ (کو)	تم قتل کرتے ہو
عاطفہ	مفعول مقدم	فعل ماضی (فاعل)	عاطفہ + مفعول مقدم	فعل مضارع (فاعل)

بامعاورہ ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو کھلی نشانیاں دی اور روح القدس کے ساتھ اس کی مدد کردی تو جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول کوئی حکم لے کر آیا جس کو تم نہیں چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا اور (اس کے بعد) ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے۔

لغوی نکات:

الْكِتَابُ یہ آئینا فعل کا مفعول ثانی ہے۔ جب کہ اس کا پہلا مفعول موسیٰ علیہ السلام ہے۔ کتاب سے مراد تورات ہے۔

{ق ف ی} باب تفعیل قَتَلَ يُقْتَلُ سے ماضی جمع متکلم (یکے بعد دیگر بھیجنا، پیچھے لگانا)

الْبَيِّنَاتُ بیِّنَات کی جمع ہے اور جمع مونث سالم مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس حالت میں بھی مجرور ہے کیونکہ جمع

مونث سالم کی حالت نصبی و جری کسرہ کے ساتھ ہے، (روشن واضح دلیلین)

أَيَّدْنَاهُ {ع ی د} باب تفعیل مصدر آيَدٌ سے فعل ماضی، جمع متکلم + (ة) ضمیر مفعول (مدد کرنا، قوت دینا، تائید کرنا)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

رُوحُ الْقُدُسِ مرکب اضافی یہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے جس طرح رَجُلٌ صَدِيقٌ ہے یہاں بھی الْقُدُسُ (پاک) روح کی صفت ہے پاک و قدس روح۔ اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں، اسی کو محقق مفسرین نے ترجیح دی ہے۔

أَفْكَأْنَا + ف + كَلَّمْنَا ہمزہ استفہام کے لئے ہے اور (ف) عاطفہ ہے، (كَلَّمْنَا) یہ خود تو ظرف نہیں ہے لیکن ظرف کے قائم مقام ہے اور یہ تکرار کے لئے استعمال ہوتا ہے، كَلَّمْنَا کے بعد اکثر فعل ماضی آتا ہے۔ (جب بھی، ہر وقت)

لَا تَهْوَى {ہوی} باب (س) مضارع منفی واحد مؤنث غائب، (خواہش کی طرف نفس کا مائل ہونا)
 {ك ب ر} باب (استفعال) ماضی جمع مذکر حاضر، (تم نے تکبر کیا)، غرور کیا، یعنی ایمان لانے اور پیغمبروں کی اتباع سے تکبر کیا۔

فَرِيقًا {ف ر ق} مفعول مقدم ہے اور فعل + فاعل بعد میں ہے جو کہ اَشْتَكَبْتُمْ ہے (گروہ، جماعت)
 كَذَّبْتُمْ (ك ذ ب) باب (تفعیل) كَذَّبَ يَكْذِبُ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب، (جھٹلانا)

تفسیری نکات: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتاب تورات دی اور ان کے بعد انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ برابر جاری رہا جن میں مشہور انبیاء داؤد، زکریا، یحییٰ علیہم السلام اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام یہ نبی بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں اس کے بعد نبوت بنو اسماعیل کی طرف چلی گئی۔ اس خاندان میں خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوا اور نہ ہوگا۔ (عیسیٰ بن مریم) (سن عیسوی سیدنا عیسیٰ السلام کے نام سے جاری ہے) ملک شام میں ناصریہ آپ کا آبائی وطن ہے اسی لئے ان کو مسیح ناصری کہا جاتا ہے۔ عیسیٰ بن مریم کہنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ ایک بشر ہی تھے معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں تھے معجزانہ طور پر بن باپ کے پیدا ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے انجیل دی اور ان کو جبرائیل علیہ السلام کی خاص تائید و نصرت حاصل رہی۔ بنی اسرائیل نے بعض انبیاء علیہم السلام کو قتل کر دیا اور بعض کی تکذیب کر دی۔ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قتل کرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اوپر آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اس میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سب احکام پر عمل کریں اور بعض احکام کو ماننا اور بعض نہ ماننا اسلام کی روح کے خلاف ہے وگرنہ یہ یہود جیسا عمل ہوگا جو قابل مواخذہ ہوگا۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۗ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

و	قَالُوا	قُلُوبُنَا + نَا	غُلْفٌ	بَلْ	لَعَنَ	هُمُ	اللَّهُ
اور	انہوں نے کہا	دل + ہمارے	پردے (میں ہیں)	بلکہ	لعنت کی	ان پر	اللہ نے
مستأنفہ	فعل ماضی (فاعل)	مبتدا مضاف + مضاف الیہ	صفت مشبہ / خبر	حرف اضراب	فعل ماضی	مفعول مقدم	فاعل مؤخر

بِكْفَرِهِمْ فَكَفَرْنَا مَا يَوْمِنُونَ {88}

بِ	كُفِرَ	هِمْ	فَ	قَلِيلًا	مَا	يُؤْمِنُونَ
بسبب	کفر	ان کے	تو	تھوڑے	جو	وہ ایمان لاتے ہیں
حرف جار	مجرور / مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	مصدر محذوف ایمان کی صفت	زائد تاکید کیلئے	فعل مضارع، جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے کہا کہ ہمارے دل تو غلاف میں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کی ہے سو بہت کم ایمان لاتے ہیں۔

لغوی نکات:

قُلُوبُنَا {ق ل ب} قَدْ ب کی جمع مکسر قلوب ہے، مرکب اضافی۔ حالت رفع۔ مبتداء (ہمارے دل)

عَلَفٌ {ع ل ف} یہ اَعْلَفٌ کی جمع ہے۔ ایسا پردہ جس کی وجہ سے قوت سماعت متاثر ہو ”قرآن مجید کی باتیں ہم تک نہیں پہنچ سکتیں“ (بقول ان کے) اور بعض کے نزدیک یہ غلاظت کی جمع ہے۔ وہ چیز جو غلاف میں بند ہو۔ اس صورت میں ان کا مدعا یہ ہے کہ ہمارے دل علوم و معارف کے گنجینے اور مخزن ہیں لہذا ہمیں قرآن جیسے علم کی ضرورت نہیں ہے۔

بَلْ یہ حرف اضراب ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقت یہ نہیں ہے جو یہ (کافر) کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کی مسلسل نافرمانی اور کفر کی وجہ سے ان پر لعنت مسلط ہوگئی۔ لفظ بَلْ کے ذریعے سابقہ جملے کی نفی کر کے اس کے بعد اصل حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ (بلکہ)

قَلِيلًا {ق ل ل} یہ اِيسَانًا محذوف کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور فعل پر مقدم ہے یعنی کم لوگ ہیں (جو ایمان لاتے ہیں)

تفسیری نکات: جب یہودیوں کو قرآن حق کی طرف دعوت دی جاتی تو کہتے کہ ہمارے دل اس دعوت کو قبول کرنے کے سلسلے میں بند ہیں ہمیں اس حق کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عذر کی حقیقت بتا دی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کفر اور مسلسل نافرمانی کی وجہ سے ان پر یہ لعنت ڈال دی گئی اور ان پر وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتا۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ

وَ	لَمَّا	جَاءَ	هُمُ	كِتَابٌ	مِّنْ	عِنْدِ	اللَّهِ
اور	جب	آئی	ان کے پاس	کتاب	سے	پاس	اللہ کے
عاطفہ	شرطیہ	فعل ماضی	مفعول مقدم	فاعل مؤخر موصوف	حرف جر	ظرف مضاف	مضاف الیہ

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۗ وَكَانُوا مِنْ

مِنْ	كَانُوا	وَ	مَعَهُمْ	لِ + مَا	مُصَدِّقٌ
سے	وہ تھے	اور	ساتھ + ان کے	اس کی + جو	تصدیق کرنے والا
حرف جر	فعل ماضی ناقص (اِسْمُ كَانٍ)	عاطفہ	ظرف مضاف + مضاف الیہ	حرف جر + موصولہ	اسم فاعل (صفت)

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ

كَفَرُوا	الَّذِينَ	عَلَى	يَسْتَفْتِحُونَ	قَبْلُ
جنہوں نے کفر کیا	ان لوگوں (کے)	اوپر	وہ فتح طلب کرتے	پہلے
فعل ماضی (فاعل)	اسم موصول جمع	حرف جر	فعل مضارع، جمع مذکر (فاعل)	مجرور (مبنی علی الضم)

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۗ

بِ + هَا	كَفَرُوا	عَرَفُوا	مَا	هُمْ	جَاءَ	فَ + لَمَّا
ساتھ + اس کے	کفر کیا انہوں نے	پہچانا انہوں نے	جو	ان کے پاس	آیا	تو + جب
جار + مجرور	فعل ماضی (فاعل)	فعل ماضی (فاعل)	فاعل - موصولہ	مفعول مقدم	فعل ماضی	عاطفہ + حرف شرط

{89} فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

الْكٰفِرِيْنَ	عَلَى	اللّٰهِ	فَ + لَعْنَةُ
کافروں کے	اوپر/پر	اللہ کی	تو + لعنت ہو
مجرور، جمع (خبر)	جار	مضاف الیہ	عاطفہ + (مبتدا) مضاف

بامحاورہ ترجمہ: جب ان (یہودیوں) کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب (قرآن) آئی جو اس کتاب کو سچا بتاتی ہے جو ان کے پاس (تورات) ہے اور پہلے وہ (اس کے آنے کے انتظار میں رہتے اور اسی طرح) کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ پھر جب ان کے پاس وہ (رسول) آگیا جس کو پہچانتے تھے تو اس کے منکر ہو گئے تو انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

لغوی نکات:

كُتِبَ موصوف + مُصَدِّقٌ - صفت - یہ موصوف صفت مل کر جَاءَهُمْ کا فاعل ہے۔ (ایسی کتاب جو تصدیق کرنے والی ہے)

كَانُوا كَانُوا {ك دن} افعال ناقصہ ہے۔ فعل ماضی جمع مذکر ہے هُمْ اس کا اسم ہے اور يَسْتَفْتِحُونَ خبر ہے۔

مِنْ قَبْلُ اسم ظرف مبنی علی الضم ہے۔ ظرف مکان اور زمان دونوں کے لئے اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو (مِنْ عَلَى النَّصَمِ) (پیش) پر مبنی ہوگا۔ اس لئے یہاں (مِنْ) حرف جر نے عمل نہیں کیا۔

يَسْتَفْتِحُونَ {فت ح} باب (استفعال) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب ہے۔ جب مضارع سے پہلے كَانَ آجائے تو مضارع ماضی استمراری کا معنی دیتا ہے (وہ فتح و نصرت کی دعا کرتے تھے)

كَفَرُوا {ك ف ر} باب (ن) فعل ماضی جمع مذکر غائب، (انہوں نے انکار کیا)

بِهِ ب + ہ - جار مجرور (ساتھ اس کے) ہ ضمیر کا مرجع مَاعَرَفُوا (انہوں نے جو پہچانا ہے)

الْكَافِرِينَ کافر کی جمع ہے، اسم الفاعل ہے (جبری حالت ہے) (ال) لام جنس کیلئے ہے یعنی تمام کافروں پر (اللہ کی لعنت ہو)

تفسیری نکات: جب یہودیوں کا فریق مخالف سے مقابلہ ہوتا تو وہ ”منتظر“ یعنی آنے والے نبی کے حوالے سے نصرت و فتح کی دعا مانگا کرتے تھے لیکن جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو انہوں نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کر دیا اور کافر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں پر لعنت کر دی۔ تو جو شخص حق کو پہچاننے کے بعد اس کا انکار کر دے وہ عذاب و لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

بِسْمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ

بِسْمَا	مَا	اشْتَرَوْا	بِ + ہ	اَنْفُسُ + هُمْ
برہی ہے	جو	بیچا انہوں نے	بدلے + اس کے	جانوں کو + اپنی
ماضی، فعل زم	موصولہ	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	جار + مجرور	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ

اَنْ يَكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَعِيًّا

اَنْ	يَكْفُرُوْا	بِ + مَا	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	بَعِيًّا
یہ کہ	وہ کفر کریں	ساتھ + اس چیز کے جو	اتاری	اللہ نے	بغاوت کرتے ہوئے
ناصبہ	فعل مضارع مجرور (فاعل) (ن)	جار + موصولہ مجرور	ماضی (افعال)	فاعل	مفعول لہ

أَنْ يُنَزَّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ

أَنْ	اللَّهُ	مِنْ	فَضْلٍ + ة	عَلَى	مَنْ	يَشَاءُ
یہ کہ	اللہ	سے	فضل + اپنے	اوپر	جس کے	چاہتا ہے
ناصبۃ المضارع	فاعل	حرف جر	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	حرف جار	موصولہ	مضارع

مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُ وَبِعَضْبٍ عَلَى غَضْبٍ ط

مِنْ	عِبَادِهِ + ة	فَ	بَاءُ وَ	بِ	غَضْبٍ	عَلَى	غَضْبٍ
سے	بندوں + اپنے	تو	لوٹے وہ	ساتھ	غصے کے	اوپر	غصے کے
حرف جر	مجرور، مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	ماضی (ن)	حرف جر	مجرور	حرف جار	مجرور

وَالْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ {90}

وَ	لِ + الْكَافِرِينَ	عَذَابٌ	مُهِينٌ
اور	واسطے + کافروں کے	عذاب	رسوا کرنے والا
عاطفہ	جار + مجرور (خبر مقدم)	موصوف	صفت (مبتدا مؤخر)

بامحاورہ ترجمہ: وہ چیز بہت بڑی ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ (کتاب) کا انکار کر دیا (محض) بغاوت کرتے ہوئے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل (خاص) نازل کرتا ہے (تو اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے) غضب بالائے غضب کے وہ مستحق ہو گئے اور کافروں کیلئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

لغوی نکات:

بِئْسَ {بءس} باب (س) یہ ”افعال ذم“ سے فعل ماضی ہے۔ اسکی گردان نہیں ہے، اصل میں بِيَسَّ تھا (سَبَّ) کے وزن پر تو عین کلمہ کی اتباع میں اسکے فاعل کو (زیر) (کسرہ) دیا گیا پھر تخفیفاً عین کلمہ کو ساکن کر دیا گیا۔ تو بِئْسَ رہ گیا (برا ہے) موصولہ ہے بمعنی الَّذِي ہے اور یہ بِئْسَ کا فاعل ہے [بری ہے (وہ چیز)]

إِشْتَرَوْا {ش ر ی} باب افتعال ماضی۔ جمع مذکر غائب (فاعل) (انہوں نے خریدا)

أَنْ يَكْفُرُوا (أَنْ) ناصبۃ المضارع ہے اور يَكْفُرُوا: {ك ف ر} (ن) (مضارع) جمع مذکر غائب اُن کی وجہ سے يَكْفُرُونَ کا ن گر گیا (یہ کہ وہ کفر کریں)

بَعِيًا {ب غ ی} (ض) بَعِيٌّ بَعِيًّا (بَغِيًّا) مصدر ہے: (يَكْفُرُ ذَا كَا مَفْعُولٌ لَهُ هِيَ) (بغوات کرنا، سرکشی کرنا، حسد کرنا)
يُنزِّلُ {ن ذ ل} تفعیل، مضارع واحد مذکر غائب، شروع میں اُن ہے، اس لئے مضارع کا آخر منصوب ہے (اتارتا ہے)
يَسْأَلُ {ش ی ع} {ف} سَأَلَ يَسْأَلُ سَأَلًا، سے فعل مضارع اصل میں يَسْأَلُ تھا ہی کی حرکت ماقبل (پہلے حرف) کو دے کر ی کو الف (ا) سے بدل دیا، يَسْأَلُ بن گیا۔

عِبَادًا {ع ب د} {ن} عَبَدْتُ كِي تَجْعَلُ عِبَادًا ہے مضاف + ضمیر مضاف الیہ (مجرور) (اپنے بندوں) (سے)
فَبَاءَعُوا {ب و ع} {ن} بَاءَعُوا يَبِئُونَ مصدر بَيَّوْا، سے ماضی جمع مذکر غائب (فاعل)، (وہ لوٹے)، یہ لفظ عموماً شر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

عَصَبٍ {غ ض ب} {س} عَصَبٌ يَغْضَبُ سے اسم مصدر، حالت جر، (غصہ)
لِلْكَافِرِينَ {ل + اَلْكَافِرِينَ: {ك ف ر} {ن} كَافَرًا کی جمع جری حالت، كَافِرِينَ، اسم فاعل (مرکب جاری) [کافروں کے لئے]
مُؤْمِنِينَ {م و ن} {ب} اَفْعَالٌ سے اسم فاعل عَذَابٌ کی صفت (ذلیل کرنے والا/رسوا کرنے والا)

تفسیری نکات: یہود حد درجہ خود غرض، حاسد، ضدی قوم ثابت ہوئی، وہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر احکام الہی کو بدلنے میں ذرا شرم محسوس نہ کرتے اور ہر نعمت کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور آخری نبی پہچاننے کے باوجود انکار کرنے لگے۔ ان میں حسد کی یہ آگ بھڑک اٹھی کہ نبوت بنی یعقوب علیہ السلام سے نکل کر بنی اسماعیل علیہ السلام میں کیوں منتقل ہوگئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبوت و رسالت کی عطا تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے۔ ان کے اس انکار کی پاداش میں دنیا میں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور آخرت میں بھی کافروں کے لئے رسوا کرنے والا سخت عذاب ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا بَمَا

وَ	إِذَا	قِيلَ	لَهُمْ	بَمَا
اور	جب	کہا جاتا ہے	واسطے + ان کے	ساتھ + (اس کے) جو
عاطفہ	حرف شرط	ماضی مجہول (ن)	جار + مجرور	جار + موصولہ (مجرور)

أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا تَوْمِنُ بِمَا أَنْزَلَ

أَنْزَلَ	اللَّهُ	قَالُوا	تَوْمِنُ	بَمَا	أَنْزَلَ
اتارا	اللہ نے	کہتے ہیں	ہم ایمان لاتے ہیں	ساتھ + جو	اتاری گئی
فعل ماضی (افعال)	فاعل	فعل ماضی (فاعل)	فعل مضارع جمع متکلم (فاعل) (افعال)	جار + موصولہ مجرور	ماضی مجہول

عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ

عَلَيْنَا	و	يَكْفُرُونَ	بِ + مَا	وَرَاءَهُ
اور پر + ہمارے	اور	وہ کفر کرتے ہیں	ساتھ + (اس کے) جو	پیچھے + اس کے
جار + مجرور	عاطفہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) (ن)	جار + مجرور (موصولہ)	مضاف + مضاف الیہ (ما کا صلہ)

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ

وَهُوَ	و	الْحَقُّ	مُصَدِّقًا	لِّ + مَا	مَعَهُمْ
وہ	اور (حالانکہ)	سچ ہے	تصدیق کر نیوالا ہے	واسطے + (اس کے) جو	ساتھ + اُن کے ہے
مبتدا	عاطفہ/ حالیہ	خبر	حال	جار + موصولہ مجرور	مضاف + مضاف الیہ

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ

قُلْ	ف + لِمَ	تَقْتُلُونَ	أَنْبِيَاءَ	اللَّهِ	مِنْ
کہہ دیجئے	تو + کیوں	تم قتل کرتے ہو	نبیوں کو + اللہ کے		سے
فعل امر	عاطفہ + حرف استفہام	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) (ن)	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ		حرف جر

قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ {91}

قَبْلُ	إِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ
پہلے	اگر	ہو تم	ایمان لانے والے
مجرور بنی علی الضم	حرف شرط	فعل ماضی ناقص + اسم	اسم فاعل جمع، (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور جس وقت ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب (قرآن) پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتاری گئی ہے اور جو اسکے علاوہ ہے وہ نہیں مانتے حالانکہ وہی حق ہے اسکی تصدیق کرنے والا ہے جو انکے پاس (کتاب) ہے۔ تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم ایمان دار ہو تو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کیوں کرتے تھے۔

لغوی نکات:

حرف شرط ہے جو ماضی پر داخل ہو کر اس کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے (جب)

إِذَا

قِيلَ {ق و ل} (ن) قَالَ يَقُولُ (قَوْلًا) سے ماضی مجہول (اِذَا کی وجہ سے معنی مضارع میں ہے)، (کہا جاتا ہے)
اٰمَنُوْا {ع م ن} {افعال} اَمِنَ يُؤْمِنُ سے فعل امر حاضر ء اَمِنَ سے تعلیل کے بعد (اَمِنَ) سے جمع اَمِنُوا، (تم ایمان لاؤ)
يَكْفُرُوْنَ {ك ف ر} (ن) مضارع جمع مذکر غائب (وہ کفر کرتے ہیں)
وَسَاءَ كٰ (وَرَاءَ + ء) وَرَاءَ اسم ظرف زمان و مکان (مضاف) + ء ضمیر (مضاف الیہ) مذکر و مؤنث کے لئے مساوی ہے۔ وَرَاءَ
 ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کبھی ضمیر اور کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن میں دونوں طرح ہے بمعنی
 (پیچھے، علاوہ + اس کے)

الْحَقُّ {ح ق ق} (ن ا ض) سے مصدر ہے (هُوَ کی خبر ہے) جو چیز واقعہ کے مطابق ہو۔ (سچ اور حق ہے)
مَصَدِّقًا {ص د ق} باب تفعیل سے اسم فاعل، حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے، (تصدیق کرنے والا ہے)
مَعَهُمْ (مَعَهُ + هُمْ) لفظ مَعَهُ اسم ظرف ہے جو مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے، اس کا مضاف الیہ کبھی اسم ضمیر جس طرح یہاں ہے
 اور کبھی اسم ظاہر کی شکل میں، اس سے پہلے ما موصولہ ہے جس کا صلہ محذوف ہے جو تورات ہے۔ (ساتھ + اُن کے)
فَلِمَ (ف + لِمَ) ف جزائیہ ہے جو جواب شرط پر دلالت کرتی ہے، (شرط محذوف ہے اِنْ كُنْتُمْ كَذٰلِكَ۔ فَلِمَ حرف استفہام
 ہے، کیوں، کس لئے۔ (ساتھ / پاس + ان کے)

تَقْتُلُوْنَ {ق ت ل} (ن) مضارع جمع مذکر مخاطب (تم قتل کرتے ہو) یہاں مضارع ماضی کے معنی میں ہے یعنی (قَتَلْتُمْ) (قتل
 کرتے تھے)

اَنْبِيَاءَ اللّٰهِ (مركب اضافی ہے)، {ن ب ء} باب تفعیل سے اسم الفاعل پَيِّیٰ کی جمع مکسر اَنْبِيَاءَ ہے یہ تَقْتُلُوْنَ کا مفعول ہے (اللہ
 تعالیٰ کے نبیوں کو)

كُنْتُمْ {ك ن ت} کی گردان میں فعل ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے، اَنْتُمْ اس میں اسکا اسم ہے، (تم ہو)
مُؤْمِنِيْنَ {ع م ن} {افعال} سے اسم فاعل جمع مذکر (نصبی حالت) کیونکہ كُنْتُمْ کی خبر ہے۔ (ایمان لانے والے)

تفسیری نکات: جب یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ اس قرآن پر ایمان لاؤ تو بہانہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو تورات کو مانتے
 ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں تورات کو بھی نہیں مانتے تورات کے احکام کو جھٹلاتے ہیں اور اس سے گھناؤنا جرم کہ وہ
 اللہ کے نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا ہے کہ اگر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اپنی کتابوں (سابقہ الہامی کتابوں) پر
 ایمان رکھتے ہو تو پھر نبیوں کو کیوں قتل کرتے ہو۔ یہاں پر ان کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ اس قرآن پر ایمان لاؤ جو اپنے سے پہلے تمہیں
 بھیجی ہوئی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہے۔ تو جو اس کتاب (قرآن) کو نہیں مانتا گویا کہ وہ سابقہ کسی کتاب کو نہیں مانتا۔ جس طرح
 ایک نبی کی تکذیب سے تمام انبیاء کی تکذیب لازم آتی ہے، اسی طرح قرآن کو نہ ماننے کی شکل میں دیگر آسمانی کتب کی تکذیب لازم
 آتی ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ

و	ل+قَدْ	جَاءَ	كُم	مُوسَىٰ	بِ	الْبَيِّنَاتِ	ثُمَّ
اور	یقیناً + یقیناً	لایا	تمہارے پاس	موسیٰ علیہ السلام	ساتھ	واضح نشانیوں کے	پھر
عاطفہ	برائے تاکید کلام (حرف تحقیق)	ماضی	مفعول مقدم	فاعل موخر	جار	مجرور	عاطفہ

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهَا وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ {92}

اتَّخَذْتُمُ	الْعِجْلَ	مِنْ	بَعْدِهَا	وَأَنْتُمْ	ظَالِمُونَ
تم نے پکڑا (معبود بنالیا)	بچھڑے کو	سے	پچھڑے + اس کے	تم	ظلم کرنے والے
فعل ماضی (فاعل)	مفعول	حرف جر	مجرور / مضاف + مضاف الیہ	مبتدا	اسم فاعل (خبر)

بما حاورہ ترجمہ: (اے یہودیو!) تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح نشانیاں لے کر آئے اور پھر اس کے بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا لہذا تم ظالم لوگ ہو۔

لغوی نکات:

لَقَدْ {ل+قَدْ} (ن) تاکید کلام کیلئے استعمال ہوتا ہے اور قَدْ تحقیق کلام کیلئے دونوں میں تاکید در تاکید کا معنی پایا جاتا ہے جیسے (یقیناً یقیناً)

بِالْبَيِّنَاتِ {بِ+الْبَيِّنَاتِ} مرکب جاری ہے، اَلْبَيِّنَاتُ کی جمع ”الْبَيِّنَاتِ“ (مجرور) (واضح نشانیاں، یعنی معجزات اور صحیفے)

اتَّخَذْتُمُ {ءخذ} باب (افتعال) فعل ماضی / جمع مذکر مخاطب + فاعل (تم نے پکڑ لیا / بنالیا) یعنی معبود بنالیا۔

الْعِجْلَ {عجل} اسم ہے اِتَّخَذَ کا مفعول ہے، حالت نصب۔ (بچھڑا)

ظَالِمُونَ {ظالم} باب (ض) اسم فاعل، فاعل کی جمع ہے، حالت رفع (خبر) (ظلم کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کر کے ان کی سابقہ روش اور نافرمانیوں کو یاد دلا رہے ہیں، لہذا ان کو فرمایا! موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کئی معجزے لے کر آئے تاکہ تم راہ ہدایت اور توحید اختیار کرو لیکن بجائے ایمان لانے کے اور توحید اپنانے کے تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی اور ظالم بن گئے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

وَ	إِذْ	أَخَذْنَا	مِيثَاقَكُمْ	وَ	رَفَعْنَا
اور	جب	پکڑا ہم نے	پختہ اقرار	تم سے	بلند کیا ہم نے
عاطفہ	ظرف	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ

فَوْقَكُمْ الطُّورَ طُ حُدُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

فَوْقَ + كُمْ	الطُّورَ	حُدُوا	مَا	آتَيْنَا	كُمْ
اوپر + تمہارے	طور پہاڑ کو	تم پکڑو	جو	ہم نے دیا	تم کو
ظرف، مضاف + مضاف الیہ	مفعول	فعل امر جمع (فاعل) (ن)	موصولہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول

بِقُوَّةٍ وَأَسْمَعُوا طُ قَالُوا سَاعِنَا

بِ + قُوَّةٍ	وَ	أَسْمَعُوا	قَالُوا	سَاعِنَا
ساتھ + قوت کے	اور	تم سنو	انہوں نے کہا	ہم نے سنا
جار + مجرور	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر	فعل ماضی جمع مذکر	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)

وَعَصِيْبًا وَ أَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعَجَلَ

وَ	عَصِيْبًا	وَ	أَشْرَبُوا	فِي	قُلُوبِ	هِمْ	الْعَجَلَ
اور	ہم نے نافرمانی کی	اور	پلائے گئے وہ	میں	دلوں	ان کے	بچھڑے کی محبت
عاطفہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	عاطفہ	ماضی مجہول	جار	مضاف	مضاف الیہ (مجرور)	مفعول

بِكُفْرِهِمْ طُ قُلْ بِئْسَ مَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ

بِ	كُفْرِهِمْ	هِمْ	قُلْ	بِئْسَ	مَا	يَأْمُرُ	كُمْ	بِ + ۴
بسبب	کفر کے	ان کے	کہہ دیجئے	برا ہے	جو	حکم کرتا ہے	تم کو	ساتھ + اس کے
جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	فعل امر	فعل ذم	موصولہ	فعل مضارع	مفعول (مقدم)	جار + مجرور

إِيْمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ {93}

إِيْمَانُكُمْ	إِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ
ایمان + تمہارا	اگر	ہو تم	ایمان لانے والے
(فاعل مؤخر) مضاف + مضاف الیہ	حرف شرط	فعل ناقص + اسم	اسم فاعل + جمع مذکر، حالت نصبی (كُنْتُمْ کی خبر)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بامحاورہ ترجمہ: جب ہم نے تم (یہود) سے پختہ عہد لیا اور تمہارے اوپر پہاڑ کو اٹھایا (اور کہا) کہ جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور سنو (ہدایت کی بات) تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا ہے۔ لیکن ہم نافرمانی کریں گے تو ان کے اسی کفر (انکار) کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈال دی گئی تو آپ ان سے کہہ دیں کہ ”تمہارا“ ایمان جس چیز کا تمہیں حکم دیتا ہے، وہ بہت بری ہے۔ اگر ایمان (خالص) رکھتے ہو (تو اس طرح کی حرکت نہ کرو)

لغوی نکات:

مِیْثَاقُکُمْ	(مِیْثَاقُ + کُمْ) مرکب اضافی ہے۔ مِیْثَاقُ کا مادہ {و ث ق} اسم آلہ یا مصدر ہے، اس کی جمع مَوَاقِیْتُقُ ہے۔ (مفعول ہے) (پختہ عہد، قول و قرار جس پر قسم کھائی جائے۔ پختگی اور مضبوطی پیدا کرنے کا ذریعہ)۔
رَفَعْنَا	{رف ع} باب (ف) فعل ماضی جمع متکلم (ہم نے بلند کیا)
فَوَقَّکُمْ	{فوق + کُمْ (مرکب اضافی) فَوَقَّ یہاں مضاف ہے اور یہ اسم ظرف ہے اوپر کو کہتے ہیں + کُمْ مضاف الیہ (تمہارے اوپر)
الظُّوْرَ	رَفَعْنَا کا مفعول ہے اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔
حُدُوْا	{ع خ ذ} باب (ن) فعل امر (جمع مذکر) (تم پکڑو)
بِقُوَّةٍ	{ب + قُوَّةٍ} (مرکب جاری) (طاقت / مضبوطی کے ساتھ)
اَسْمِعُوْا	{س مرع} باب (س) فعل امر جمع مذکر، (تم سنو) (اطاعت کرو) سننا اطاعت کا سبب ہے
عَصِيْبًا	{ع ص ی} باب (ض) عَصَى یَعْصِيْ فعل ماضی جمع متکلم (ہم نے نافرمانی کی) یہاں معنی ہے (کریں گے)
اُشْرِبُوْا	{ش ر ب} باب افعال سے ماضی جمہول جمع مذکر غائب (وہ پلائے گئے) یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت گہری ہوگئی۔ لفظ شراب بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے کسی کی محبت یا بغض دل میں سرایت کر جائے تو یہ لفظ بولتے ہیں۔
الْعِجْلِ	{ع ج ل} {مفعول بہ ہے} اصل میں حُبُّ الْعِجْلِ تھا۔ مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ رکھ دیا (بچھڑے کی محبت)
بِئْسَمَا	اصل میں (بِئْسَ + مَا) ہے ما موصولہ ہے اور بِئْسَ افعال ذم سے ہے۔ یہ حرف بطور ماضی مستعمل ہوتا ہے (برا ہے وہ جو)
يَاْمُرُکُمْ	{ع مر ر} {ن} اَمَرًا یُؤْمَرُ سے فعل مضارع + کُمْ ضمیر متصل مفعول (وہ تم کو حکم کرتا ہے)
اِيْمَانُکُمْ	{ع مر ن} باب افعال سے (اِيْمَانٌ) مصدر ہے جو یہاں مضاف + کُمْ مضاف الیہ۔ يَاْمُرُکُمْ کا فاعل ہے۔ (تمہارا ایمان)
اِنْ	حرف شرط ہے۔ (اگر)
مُؤْمِنِيْنَ	{ع مر ن} باب (افعال) سے اسم الفاعل جمع مذکر حالت نصب۔ اِنْ کی خبر ہے۔ اصل میں شرط بعد میں اور بِئْسَمَا جزاء پہلے ہے۔ (اصل عبارت اس طرح ہے اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَبِئْسَمَا يَاْمُرُکُمْ بِهٖ اِيْمَانُکُمْ)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو بنی اسرائیل کے سروں کے اوپر اٹھا کر ان سے پختہ عہد لیا کہ جو احکام ہماری طرف سے تم پر نازل ہوں گے، ان پر کار بند رہنا اور احکام کو غور سے سننا۔ تو کہنے لگے کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی ہے اور ان کے اس کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت پیدا کر دی گئی۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو ایمان دار سمجھتے تھے حالانکہ وعدہ کی خلاف ورزی، بچھڑے کی پوجا اور دیگر احکام الہی سے انحراف اور ان کے موجودہ ایمان یعنی باطل عقائد نے ان کو بری حرکات میں ملوث کر دیا اور اگر ان میں ایمان صحیح ہوتا تو وہ ایسی حرکات نہ کرتے۔ اگر انسان میں اللہ کی نافرمانی آجائے تو یہ عدم ایمان کی نشانی ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ

قُلْ	إِنْ	كَانَتْ	لَكُمْ	الدَّارُ	الْآخِرَةُ
کہہ دے	اگر	ہے	لئے + تمہارے	گھر	آخرت کا
فعل امر حاضر (ن)	حرف شرط	فعل ماضی ناقص	جار + مجرور	موصوف	صفت (كَانَتْ کا اسم)

عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ

عِنْدَ	اللَّهِ	خَالِصَةً	مِّنْ	دُونِ	النَّاسِ
پاس	اللہ تعالیٰ کے	خاص طور پر	سے	سوائے / علاوہ	لوگوں کے
ظرف مضاف	مضاف الیہ	اسم فاعل حال (مونث)	(حرف جر)	ظرف / مضاف	مضاف الیہ (مجرور)

فَتَسْبَوُاْ الْبُوتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ {94}

فَ	تَسْبَوُاْ	إِنْ	الْبُوتَ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ
تو	تم تمنا کرو	اگر	موت کی	ہو تم	سچے
حرف	فعل امر حاضر جمع (فاعل)	حرف شرط	مفعول	فعل ناقص + اسم	اسم فاعل جمع مذکر (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے ہاں آخرت کا گھر باقی لوگوں کے علاوہ خالص تمہارے لئے ہی ہے تو (پھر) موت کی تمنا کر کے دیکھو، اگر تم سچے ہو۔

لغوی نکات:

كَانَتْ {ك و ن} باب (ن) سے فعل ماضی ناقص واحد مونث غائب۔ (ہے)

الدَّامِرُ الْاِخْرَجَةُ (مرکب توصیفی) اور یہ کائنات کا اسم ہے۔ الدَّارُ مَوْنُثُ سَمَاعِي ہے جو یہاں معرفہ ہے اسی لئے الْاِخْرَجَةُ اس کی صفت مَوْنُثُ آئی ہے، (آخرت کا گھر)

خَالِصَةٌ {خل ص} (ن) سے اسم فاعل واحد مَوْنُثُ یا یہ عَافِيَةٌ کی طرح مصدر ہے۔ (الدَّارُ) سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور کَانَتُ کی خبر ہے (خالص، خاص طور پر)

دُونَ النَّاسِ دُونَ النَّاسِ مرکب اضافی، حالت جری (النَّاسِ) پر الف لام استغراق (کل جنس) کے لئے ہے (سب لوگوں کے علاوہ)

فَتَسْبَوُا الْمَوْتَ فَ تَسْبَوُا {من ی} باب تفعّل، تَسْبَى يَتَسَبَّى (تَسْبَى) سے فعل امر حاضر جمع مذکر مخاطب اصل میں تَسْبَوُا تھا، تعلیل کے بعد تَسْبَوُا ہو گیا اور الْمَوْتُ مفعول ہوا (تمنا کرنا۔ خواہش کرنا) (موت کی تمنا کرو)

صِدْقِيْنَ {ص د ق} باب (ن) اسم فاعل جمع مذکر (كُنْتُمْ) کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب ہے، (سچے) تفسیری نکات: یہودی کہتے ہیں کہ جنت کے وارث صرف ہم ہیں اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یہودیوں کو کہو کہ اگر تم جنت میں جانے کے اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کر کے دکھاؤ۔ کیوں کہ مرنے کے بعد ہی جنت میں پہنچنا ہے۔ تاکہ تم اس دنیا کی زندگی کو چھوڑ کر جنت میں جلدی پہنچو۔

وَلَنْ يَتَمَنَّوْا اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ

وَلَنْ	يَتَمَنَّوْا	اَبَدًا	بِ+ مَا	قَدَّمَتْ
اور	وہ تمنا کریں گے+ اس (موت) کی	کبھی بھی / ہمیشہ	بسبب اس کے+ جو	آگے بھیجا ہے
عاطفہ	فعل مضارع، فاعل + مفعول	نظر ہمیشہ منصوب	سببہ جارہ+ موصولہ	فعل ماضی (واحد مَوْنُثُ)

اَيِّدِيَهُمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِم بِالظَّالِمِينَ {95}

اَيِّدِي	هُمْ	وَاللَّهُ	عَلَيْهِمْ	بِ+ الظَّالِمِينَ
ہاتھوں	ان کے نے	اور	خوب جاننے والا	ساتھ+ ظالموں کے (کو)
مضاف	مضاف الیہ (فاعل)	عاطفہ	صفت مشبہ بمعنی (اسم فاعل)	جار + مجرور (اسم فاعل جمع مذکر)

بامحاورہ ترجمہ: وہ اس (موت) کی آرزو کبھی بھی ہرگز نہیں کریں گے، اُن (بڑے) اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

لَنْ يَتَّبِعُوهُ لَنْ + يَتَّبِعُوهُ + {من ی} باب تفعّل سے مضارع معلوم جمع مذکر غائب، يَتَّبِعُوهُ اصل میں يَتَّبِعُونَ تھا، اس سے پہلے لَنْ ناصبۃ المضارع برائے نفی تاکید مستقبل کی وجہ سے مضارع کے آخر سے ”ن“ اعرابی ساقط ہو گیا، ضمیر واحد مفعول ہے جو کہ (الْبَنُوْتُ) کی طرف لوٹ رہی ہے کہ (وہ ہرگز تمنا نہ کریں گے) اس موت / مرنے کی۔

بِ + مَا - بِ سبب سے اور مَا موصول ہے۔ (سبب اس کے + جو)

قَدَّامَتْ {ق د م} باب تفعیل، ماضی واحد مونث غائب (آگے بھیجا) (کسی کام کو آگے بھیجنا)

أَيَّدِيهِمْ + هُمْ، يَدٌ کی جمع آیدئی ہے جو یہاں مضاف ہے۔ جب کہ هُمْ اصل میں هُمْ ہے لیکن یہاں پڑھنے میں آسانی کے لئے هُمْ استعمال ہوا جو کہ مضاف الیہ ہے۔ آیدئیہم مرکب اضافی ہے جو قَدَّامَتْ کا فاعل ہے (اُن کے ہاتھوں نے)

بِ + الظَّالِمِينَ {ظ ل م ی ن} باب (ض) اسم فاعل جمع مذکر، جری حالت (ظلم کرنے والوں کو)

تفسیری نکات: سابقہ آیت میں یہودیوں سے جنت کے واٹ بننے کے لئے موت کی تمنا کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اس آیت میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ یہ لوگ موت کی تمنا تو ہرگز نہ کریں گے کیونکہ ان کو اپنے بُرے اعمال کی سزا سامنے نظر آرہی ہے کہ یونہی وہ مرے گا عذاب جہنم شروع ہو جائے گا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ دخول جنت میں جھوٹے ہیں اور اللہ تو ایسے ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

وَلتَجِدَهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ

وَ	لَ + تَجِدَنَّ + هُمْ	أَحْرَصَ	النَّاسِ
اور	ضرور یقیناً تو پائے گا + ان کو	زیادہ حریص	سب لوگوں سے
عاطفہ	لام تاکید + فعل مضارع مؤکد نون ثقیلہ (فاعل أَتَتْ) + مفعول	اسم تفضیل (مضاف)	مضاف الیہ

عَلَى حَيَوَاتِهِمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوْمَ

عَلَى	حَيَوَاتِهِمْ	وَمِنَ	الَّذِينَ	أَشْرَكُوا	يَوْمَ
اوپر/متعلق	زندگی کے	اور	ان لوگوں سے جو	انہوں نے شرک کیا	چاہتا ہے
جار	مجرور	عاطفہ	حرف جار	اسم موصول جمع	فعل مضارع

أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَ

و	سَنَةٍ	أَلْفَ	يُعَمَّرُ	لَوْ	أَحَدُهُمْ
اور	سال	ایک ہزار	عمر دیا جائے	کاش کہ	ہر ایک + اُن کا
عاطفہ	مضاف الیہ	(عدد) مضاف	مضارع مجہول (تفعیل)	حرف تمنا	مضاف + مضاف الیہ (فاعل)

مَا هُوَ بِرَحْزِجِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ

مَا	هُوَ	بِ + مُرَحَّزٍ + ۳	مِنَ	الْعَذَابِ	أَنْ	يُعَمَّرَ
نہیں ہے	وہ	ساتھ + بچانے والا + اس کو	سے	عذاب	یہ کہ	عمر دیا جائے
نافیہ	ضمیر واحد مذکر	جار + اسم فاعل مضاف + مضاف الیہ	حرف جار	مجرور	ناصبہ	مضارع مجہول (تفعیل)

وَاللَّهُ بِصَيْرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ {96}

و	اللَّهُ	بِصَيْرٍ	بِ + مَا	يَعْمَلُونَ
اور	اللہ	خوب دیکھنے والا	ساتھ + اس کے جو	وہ عمل کرتے ہیں
مستأنفہ	مبتدا	صفت مشبہ (خبر)	جار + مجرور موصولہ	مضارع جمع مذکر غائب (س)

بامحاورہ ترجمہ: تو ان یہودیوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندہ رہنے پر حریص پائے گا اور اُن لوگوں کو (بھی) جو شرک کرتے ہیں۔ ان (یہود و مشرکین) میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اس کی عمر ہزار سال ہو۔ حالانکہ اگر ان کو یہ (لمبی) عمر بھی دے دی جائے تو وہ ان کو (اللہ کے) عذاب سے بچانے والی نہیں اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔

لغوی نکات:

لَتَجِدَنَّ + هُمْ لَن تَجِدَنَّ + هُمْ - لَن تاکید کے لئے ہے اور تَجِدَنَّ {و ج د} باب (ض) کے فعل مضارع واحد مذکر حاضر کے آخر میں نون مشدّد (ثقیلہ) بھی برائے تاکید ہے اور هُمْ ضمیر مفعول ہے۔ (تو یقیناً یقیناً پائے گا ان کو)

{ح ر ص} {ض اس} سے اسم تفضیل تَجِدَنَّ کا مفعول ثانی ہے، (بہت زیادہ لالچی)

{ش ر ک} باب افعال۔ ماضی جمع مذکر غائب (جنہوں نے شرک کیا)، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک و شامل کرنا، بہت بڑا شرک اور ظلم عظیم ہے

{و د د} {س} وَدَّيْدُ، فعل مضارع واحد مذکر غائب (شدت سے چاہتا ہے، پسند کرتا ہے)

کَوْ حرف تمثیلی ہے اور کَيْت کے معنی میں ہے (کاش کہ/تمنا کرنا)

يَعْمُرُ {۶ مرد} باب تفعیل سے مضارع مجہول، واحد مذکر غائب، اس میں هُو ضمیر مستتر نائب فاعل ہے (عمر دیا جائے)
 بِمَرْحَلِهِ بِ + مَرْحَلِهِ + هُ {زح زح} باب (فَعَلَل) زَعَزَعٌ، سے اسم فاعل مضاف، پہلے (ب) حرف جار ہے، اس لئے یہ مجرور ہے
 اور اصل میں هُ ہے جو ضمیر واحد مذکر غائب ہے مضاف الیہ ہے۔ ثقل سے بچنے کے لئے هُ کی پیش کو زیر (ہ) سے بدلا
 گیا اور یہ هُ ضمیر اس انسان متنی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (اس کو بچانے والا، چھڑانے والا)

تفسیری نکات: حقیقت یہ ہے کہ یہ (یہودی اور مشرکین) لوگ اپنے برے اعمال کی وجہ سے دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں
 جانے کا قطعاً ارادہ نہیں کرتے، انکو اپنے گناہوں کی سزا نظر آرہی ہے۔ ظاہر ہے انکا دعویٰ جھوٹا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کی
 سب سے زیادہ تمنا کرنے والے یہ یہودی ہی ہیں یا جو مشرک ہیں یہ دنیا کی لذتوں میں اس قدر مستغرق ہیں کہ ان میں سے ہر ایک یہی
 پسند کرتا ہے کہ اسکی عمر ہزار سال ہو جائے تاکہ اس دنیا میں مزے کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر انکی عمر ہزار سال بھی ہو جائے تو
 بھی زیادہ عمر انکو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ انکے گناہوں کی سزا تو انکو مل کر ہی رہے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انکے ہر عمل کو جانتا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ

قُلْ	مَنْ	كَانَ	عَدُوًّا	لِجِبْرِيلَ
کہہ دو	جو (شخص)	ہے	دشمن	کا + جبریل علیہ السلام
فعل امر واحد مذکر (أَنْتَ فاعل)	موصولہ	فعل ناقص (هُوَ) ضمیر مستتر اس کا اسم	خبر	جار + مجرور

فَاتَّهَ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ

فَاتَّهَ	نَزَّلَهُ	عَلَى	قَلْبِكَ
تو + یقیناً + وہ	اس نے اتارا اس (قرآن) کو	اوپر	دل کے + تیرے
تعلیلیہ، جواب شرط + حرف مشبہ بالفعل + كُ + إِنَّ كَا اسم	فعل ماضی، فاعل + مفعول۔ إِنَّ كَا خبر	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)

بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيَّنَّ

بِإِذْنِ	اللَّهِ	مُصَدِّقًا	لِمَا	بَيَّنَّ
سے + حکم	اللہ کے	تصدیق کرنے والا	اس کے لئے + جو	درمیان، آگے
جار + مجرور مضاف	مضاف الیہ	اسم فاعل حال معطوف علیہ	جار + مجرور موصولہ	طرف مضاف

يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ {97}

يَدَيْ + ۴	وَ	هُدًى	وَ	بُشْرَى	لِ + الْمُؤْمِنِينَ
ہاتھوں کے + اس کے	اور	ہدایت ہے	اور	خوشخبری ہے	لئے + ایمان والوں کے
مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	مصدر منصوب معطوف	عاطفہ	معطوف مصدر	جار + مجرور / اسم الفاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبرئیل علیہ السلام کا دشمن ہے (ہوتا رہے) جب کہ اُس نے تو اس (قرآن) کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے (حالانکہ یہ قرآن) تصدیق کرنے والا ہے اس (کتاب) کی جو اس سے پہلے آچکی ہے اور (یہ کتاب) ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

لغوی نکات:

عَدَاً {د و} باب (ن) سے مصدر اور اسم صفت جو یہاں کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا اسم ”هُوَ“ محذوف ہے۔ (دشمنی، عداوت)

جِبْرِيلَ یہ جِبْرُ اور ایل سے مرکب ہے جس کے معنی عبداللہ کے ہے یا جبہ بمعنی بادشاہ اور ایل اَوَّل سے بمعنی رجوع مراد ہے، یعنی بادشاہ (اللہ) کی طرف بار بار رجوع کرنے والا یعنی آنے جانے والا اور وہ فرشتہ جو اللہ کی طرف سے پیغمبروں کے پاس وحی لاتا ہے، مراد جبرئیل علیہ السلام۔ یہ اسم غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اس کے (ن) پر زبر ہے، اس کی جری حالت ہے۔

نَزَلَهُ {ن ز ل} باب تفعیل سے فعل ماضی + ءُ ضمیر مفعول (اتارنا)

قَلْبِكَ ”عَلَى قَلْبٍ + كَ“ مرکب جاری ہے۔ قَلْبٍ (مضاف) كَ (مضاف الیہ) (مجرور) {ق ل ب} باب (ض) سے مصدر، قَلْبٍ کی جمع قُلُوبٌ ہے، عَلَى قَلْبِكَ (تیرے دل پر)

مُصَدِّقًا بَيِّنَ يَدَيْهِ اسم ظرف مضاف۔ يَدَيْهِ (يَدَيْ) (مضاف الیہ مضاف) + ءُ مضاف الیہ [عمومی معنی ہاتھ ہے لیکن یہاں معنی آگے/پہلے ہے، یعنی جو کتاب پہلے اُتری ہے، تورات و انجیل وغیرہ۔ يَدَيْ اصل میں يَدَانِ تھا، نصبی حالت يَدَيْنِ، ن اضافة کی وجہ سے گر گیا لیکن چونکہ یہ بَيِّن کا مضاف الیہ ہے، اس لئے حالت جر میں ہے اور آگے یہ ءُ ضمیر کی طرف مضاف ہے، (اس کے سامنے/ آگے)

هُدًى {ه د ي} باب (ض) سے مصدر، اس کا عطف مُصَدِّقًا پر ہونے کی وجہ سے یہ بھی منصوب ہے۔ (ہدایت)

بُشْرَى {ب ش ر} اسم مصدر منصوب ہے اور مُصَدِّقًا پر عطف کی وجہ سے حال / منصوب ہے۔ (خوشخبری)

تفسیری نکات: یہودی جبرئیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے تھے اور میکائیل سے دوستی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرئیل وغیرہ میرے بندے (فرشتے) ہیں یہ میرے پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور میرے حکم کے تابع ہیں جبرئیل کو ہی میں نے قرآن دے کر بھیجا ہے جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں ہدایت ہے اور اہل ایمان کے لئے خوشخبری ہے تو اس قرآن کو پڑھنا چاہئے اور اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَ

مَنْ	كَانَ	عَدُوًّا	لِ + اللهُ	وَ
جو شخص	ہے	دشمن	لئے + اللہ (کے)	اور
موصولہ بمعنی شرطیہ	فعل ماضی ناقص (هُوَ اِسْم)	خبر	جار + مجرور / معطوف علیہ	عاطفہ

مَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ

مَلَائِكَتِهِ + ؕ	وَ	رُسُلِهِ + ؕ	وَ	جِبْرِيلَ
فرشتوں کا + اس کے	اور	رسولوں کا + اس کے	اور	جبرئیل کا
مضاف + مضاف الیہ / معطوف (1)	عاطفہ	مضاف + مضاف الیہ / معطوف (2)	عاطفہ	معطوف (3)

وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ {98}

وَ	مِيكَالَ	فَ	إِنَّ	اللَّهَ	عَدُوٌّ	لِ + الْكَافِرِينَ
اور	میکال کا	تو	یقیناً	اللہ تعالیٰ	دشمن ہے	کے لئے / کا + کافروں
عاطفہ	معطوف (4)	جزائیہ	حرف مشبہ بالفعل	اسم (إِنَّ كَا)	خبر (إِنَّ كِي)	جار + مجرور اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: جو کوئی اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں کا اور جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

لغوی نکات:

مَلَائِكَتِهِ مَلَائِكَتِہ + ؕ مرکب اضافی ہے۔ مَلَک کی جمع مَلَائِكَتِہ ہے۔ معطوف اسکا عطف لِلّٰہ پر ہے (فرشتے، یہ اللہ کی نورانی مخلوق ہے اور سب سے زیادہ طاقت والی مخلوق ہے جسکا کام اللہ کی فرماں برداری اور تعمیل حکم ہے اور یہ مخلوق معصوم عن الخطا ہے)۔

رُسُلِهِ رُسُلِ + ؕ مرکب اضافی {ر س ل} رَسُوْن کی جمع رُسُل ہے۔ حالت جری معطوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے معزز و محترم بندے۔ جو کہ انسانوں میں سے ہی اللہ تعالیٰ منتخب کرتا ہے۔ اور ان پر وحی کرتا ہے۔

تفسیری نکات: یہودی جبرئیل علیہ السلام سے بغض و حسد رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے آباء و اجداد پر عذاب کی خبریں لانے والا فرشتہ ہے۔ اس طرح ہمارے راز و بھید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھولتا ہے۔ تو اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو مورد الزام ٹھہرانا بہت بڑی حماقت ہے، وہ تو صرف پیغام رسانی کا کام کرتا ہے، اصل عذاب بھیجے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور وہ عذاب بھی تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے تو اللہ نے فرمایا کہ جبرئیل سے دشمنی بڑی مہنگی پڑے گی کیونکہ اس ایک کی دشمنی سے اللہ تعالیٰ، تمام فرشتے، تمام رسولوں سے دشمنی ہوگی۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ کے ولیوں سے دشمنی حرام ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے ولی ہوں۔ ان کی عزت کرنی چاہے اگر ان کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہو تو مانتی چاہیے اور ان کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر گنبد، قبے بنانا یا عرس و میلے کا اہتمام کرنا، ان کے نام کی نذر و نیاز ماننا، ان پر چادریں چڑھانا، حاجت روا، مشکل کشا ماننا، دست بستہ کھڑے ہونا یہ سب حرام ہے اور شرکِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

و	ل + قَدْ	أَنْزَلْنَا	إِلَيْكَ	آيَاتٍ	بَيِّنَاتٍ
اور	یقیناً + یقیناً	ہم نے اتارا	طرف + تیری۔ آپ کی	آیتیں	واضح
مستأنفہ	تاکید و تکرار	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	جار + مجرور	(مفعول) (موصوف)	صفت

وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفٰسِقُونَ {99}

و + مَا	يَكْفُرُ	بِهَا	إِلَّا	الْفٰسِقُونَ
اور + نہیں	انکار کرتے	ساتھ + اس کے	مگر	نافرمان
عاطفہ + نافیہ	فعل مضارع (ن)	جار + مجرور	حرف استثنا	اسم فاعل جمع مذكر (يَكْفُرُ کا فاعل ہے)

بامعاورہ ترجمہ: اور یقیناً ہم نے آپ کی طرف واضح آیتیں اتاری ہیں جن کا انکار سوائے فاسقوں کے کوئی اور نہیں کرتا۔

لغوی نکات:

آیۃ کی جمع آیات ہے، آیتیں، امام راغب کے نزدیک یا تو آج سے مشتق ہے، ایک چیز کو دوسری سے جدا کرنا اور ان کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ تَأْتِي (باب تفعّل کا مصدر) سے مشتق ہے، کسی چیز پر ٹھہرنا اور سبقت حاصل کرنا۔

بَيِّنَاتٍ {بی ن} بَيِّنَاتٍ کی جمع ہے، آیات موصوف اور بَيِّنَاتٍ صفت، موصوف صفت مل کر أَنْزَلْنَا کا مفعول ہے (واضح)

الْفٰسِقُونَ {فسق ن} باب (ن) اسم فاعل جمع مذكر (حدود الہی سے تجاوز کرنے والے کو فاسق کہتے ہیں)

تفسیری نکات: یہودیوں کے ہاں رسول کی صداقت کے لئے معجزات کا اعتبار ہوتا ہے، اسی طرح انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے معجزات طلب کئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو بے شمار واضح معجزات عطا کئے ہیں اور سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے اور بھی بہت سے معجزے اللہ نے عطا فرمائے ہیں ان کا انکار کافر ہی کرتے ہیں۔

أَوْكَلْنَا عَهْدًا وَعَهْدًا تَبَدُّا

أَوْ	كَلْنَا	عَهْدًا	عَهْدًا	تَبَدُّا
(کیا + اور) اور کیا	جب بھی	انہوں نے عہد کیا	اچھی طرح عہد کرنا	پھینک دیا + اس کو
ہمزہ استفہام + عاطفہ	ظرفیہ شرطیہ	فعل ماضی، فاعل (مفاعله)	مفعول مطلق	فعل ماضی + مفعول مقدم

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ {100}

فَرِيقٌ	مِّنْ	هُمَّ	بَلَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا	يُؤْمِنُونَ
ایک جماعت نے	سے + ان میں	بلکہ	اکثر + ان کے	نہیں	وہ ایمان لاتے	
فاعل مؤخر	جار + مجرور	حرف اضراب	مضاف + مضاف الیہ (مبتدا)	نافیہ	فعل مضارع جمع (افعال) (خبر)	

بامحاورہ ترجمہ: کیا (ایسا نہیں کہ) جب بھی انہوں نے عہد و اقرار کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا، بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔

لغوی نکات:

{د۵۶} باب مفاعله، عَاهَدُوا يُعَاهِدُونَ سے / ماضی معلوم جمع مذکر غائب (عہد کرنا)

{ن ب ذ} باب (ض) تَبَدُّوا يُتَبَدُّونَ سے ماضی معلوم، واحد مذکر غائب (اپنے سامنے یا پیچھے چیز کو پھینکنا، پھینکا)

{ف ر ق} یہ اسم جمع ہے اور مرفوع ہے کیونکہ یہ تَبَدُّوا کا فاعل ہے، اس کا استعمال کثیر و قلیل کے لئے ہے۔ (گروہ)

تفسیری نکات: ان یہودیوں کو یہ بھی بیماری ہے کہ جب عہد کرتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ اس عہد کو توڑتے ہیں کیونکہ ان کی تاریخ غداری، نافرمانی، سرکشی کے واقعات سے بھری ہوئی ہے اور ان کی اکثریت ایمان سے انکاری ہے اور عدم ایمان سے نافرمانی اور سرکشی ہوتی ہے اور عہد کا بھی خیال نہیں رکھتے۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ

وَلَمَّا	جَاءَهُمْ	رَسُولٌ	مِّنْ	عِنْدِ	اللَّهِ	مُصَدِّقٌ
اور	جب آیا + ان کے پاس	کوئی رسول	سے	طرف / پاس	اللہ کی / کے	تصدیق کرنے والا
عاطفہ	ماضی + مفعول مقدم	فاعل مؤخر موصوف	جار	(مجرور) مضاف	مضاف الیہ	اسم فاعل۔ رَسُولٌ کی صفت

لِيَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ

لِيَا + مَا	مَعَ + هُمْ	نَبَذَ	فَرِيقٌ	مِنَ	الَّذِينَ
اس کی + جو	پاس + ان کے	پھینک دیا	ایک جماعت نے	سے	ان لوگوں سے
جار + موصولہ (مجرور)	مضاف + مضاف الیہ	فعل ماضی	فاعل	حرف جار	اسم موصول (جمع)

أَوْتُوا الْكِتَابَ كَتَبَ اللَّهُ وِرَاءَ ظُهُورِهِمْ

أَوْتُوا	الْكِتَابَ	كَتَبَ	اللَّهُ	وِرَاءَ	ظُهُورِهِمْ
جو دیئے گئے	کتاب کو	(پھینک دیا) کتاب کو	اللہ کی	پیچھے	کروں/ پیٹھوں + اپنی کے
ماضی مجہول و نائب فاعل	مفعول	نَبَذَ کا مفعول (مضاف)	مضاف الیہ	ظرف (مضاف)	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ

كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ {101}

كَانَ + هُمْ	لَا	يَعْلَمُونَ
گویا کہ + وہ	نہیں	وہ جانتے
حرف مشبہ بالفعل + (اسم)	نافیہ	فعل مضارع (جمع) یہ جملہ کَانَ کی خبر ہے

بامحاورہ ترجمہ: اللہ کی طرف سے ان کے پاس رسول آیا جو اس کی تصدیق کرتا تھا جو ان کے پاس ہے تو اہل کتاب کی ایک جماعت نے اس (اللہ کی کتاب) کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا گویا کہ وہ (اسے) جانتے ہی نہیں۔

لغوی نکات:

لِيَا حرف شرط (اسم ظرف ہے) ماضی پر داخل ہونے سے اس کا معنی (جب بھی) ہوگا، فعل مضارع پر داخل ہو تو اسے حالت جزم میں لے آتا ہے اور معنی دیتا ہے (ابھی تک نہیں)

أَوْتُوا {عتیٰ} باب (افعال) سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب، هُمْ ضمیر اس میں نائب فاعل ہے (وہ دیئے گئے)

الْكِتَابَ {کتب} باب (ن) سے مصدر/ یہ أَوْتُوا کا مفعول بہ ہے مراد خاص کتاب، تورات، انجیل وغیرہ۔

كَتَبَ اللَّهُ مرکب اضافی، نَبَذَ فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (اللہ کی کتاب کو) یعنی اللہ کی کتاب کو پھینک دیا (مِنَ الَّذِينَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ) جملہ مقررہ ہے۔

وِرَاءَ (وِرَاءَ) ظرف مکان، منصوب ہے اور نَبَذَ کے متعلق ہے۔ (پیچھے)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

مَرْكَبِ اِضْاٰنِي، ظَهْرٌ كِي جَمْعُ ظُهُوْرٍ هُوَ، (پشت، كر)۔ مراد یہ ہے کہ بے پرواہی برتی اور عملی مخالفت کی یعنی ان پر عمل نہ کیا۔
 كَآثَمٌ + اَنَّ + هُمْ۔ كَ تَشْبِيْهِ كے لئے ہے اور اَنَّ حرفِ مِثْبَهْ بِالْفَعْلِ ہے اور هُمْ اَنَّ كَا اسم ہے (گویا کہ وہ)
 لَا يَعْكَبُوْنَ {حَل م} فَعْلٌ مَضَارِعٌ مَنفِيْ بِ اَلْجَمْعِ مَذَكْرٌ غَائِبٌ يَعْنِيْ گُيَا كِه / اہل کتاب جانتے ہی نہیں ہیں کہ تورات میں آنے والے
 (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں۔ اس سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

تفسیری نکات: جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان کی کتابوں کی تصدیق کی تو ان لوگوں نے اللہ کی کتاب کی طرف توجہ نہ کی بلکہ جہالت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اسلام کی کھلم کھلا مخالفت کی۔ حالانکہ ان کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بشارتیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے آپ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے فرمودات پر عمل کرنا چاہئے تھا لیکن اس سے باغی ہو گئے اور اللہ کی طرف سے ان پر ذلت منط کر دی گئی تو ہم کو چاہئے کہ اللہ کے رسول کی ہر بات کو مانیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَ اتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطٰنِ عَلٰی مَلِكِ سُلَيْمٰنَ

و	اتَّبِعُوا	مَا	تَتْلُوا	الشَّيْطٰنِ	عَلٰی	مَلِكِ	سُلَيْمٰنَ
اور	پیروی کی انہوں نے	(اس کی) جو	(وہ) پڑھتے تھے	شیطان	اوپر (میں)	بادشاہی/سلطنت	سلیمانؑ (کی)
عاطفہ	فعل ماضی جمع مذکر	موصولہ	فعل مضارع	فاعل	جار	مجرور/مضاف	مضاف الیہ

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيْطٰنِ كَفَرُوْا

و	مَا	كَفَرَ	سُلَيْمٰنُ	وَلٰكِنَّ	الشَّيْطٰنِ	كَفَرُوْا
اور	نہیں	کفر کیا	سلیمانؑ (نے)	اور	لیکن	کفر کیا انہوں نے
عاطفہ	نافیہ	ماضی (ن)	فاعل (غیر منصرف)	عاطفہ	حرف استدراک	فعل ماضی جمع (فاعل)

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا

يُعَلِّمُوْنَ	النَّاسَ	السِّحْرَ	وَمَا
سکھاتے تھے وہ	لوگوں کو	جادو	(پیروی کی انہوں نے) جو
فعل مضارع جمع مذکر	مفعول بہ (1)	معطوف علیہ مفعول نمبر 2	موصولہ۔ اس کا عطف السِّحْرَ پر ہے

أُنزِلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ط

أُنزِلَ	عَلَى	الْمَلَائِكَةِ	بِ+بَابِلَ	هَارُوتَ	وَ	مَارُوتَ
اتارا گیا تھا	اوپر	دو فرشتوں کے	میں+بابل شہر	ہاروت	اور	ماروت
ماضی مجہول	جار	مجرور تشبیہ	جار+مجرور۔ غیر منصرف	معطوف علیہ/ بدل من الملکین	عاطفہ	معطوف

وَمَا يُعَلِّينَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ

وَ	مَا	يُعَلِّينَ	مِنْ	أَحَدٍ	حَتَّى	يَقُولَا	إِنَّمَا	نَحْنُ
اور	نہیں	سکھاتے تھے وہ دونوں	سے/کو	کسی	یہاں تک کہ	دونوں کہہ دیتے	صرف	ہم
عاطفہ	نافیہ	فعل مضارع تشبیہ مذکر	جار	مجرور	انتہائیہ (ناصبہ)	مضارع تشبیہ	کلمہ حصر	مبتدا

فِتْنَةً فَلَا تَكْفُرُ ط فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهَا مَا

فِتْنَةً	فَ+لَا	تَكْفُرُ	فَ+يَتَعَلَّمُونَ	مِنْ	هَٰذَا	مَا
آزمائش (ہیں)	تو+نہ	کفر کرتو	تو+وہ (لوگ) سیکھتے	سے	ان دونوں	جو
خبر	جزائیہ+نافیہ	فعل مضارع، فاعل	(مستأنفہ)+مضارع جمع مذکر	جار+مجرور	موصولہ	

يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ط

يُفَرِّقُونَ	بِ+وَ	بَيْنَ	الْمَرْءِ	وَ	زَوْجِهِ
وہ جدائی ڈالیں	ساتھ+اس کے	درمیان	آدمی کے	اور	بیوی+اس کی/کے
فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	جار+مجرور	مضاف	مضاف الیہ/معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف/مضاف+مضاف الیہ

وَمَا هُمْ بِضَآرِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا

وَ	مَا	هُمْ	بِ+ضَآرِّينَ	مِنْ	أَحَدٍ	إِلَّا
اور	نہیں	وہ	ساتھ+نقصان دینے والے	ساتھ+اس کے	سے/کو	کسی
عاطفہ	نافیہ	ضمیر جمع مذکر	جار+اسم فاعل جمع (مجرور)	جار+مجرور	جار	حرف اتشائی

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

بِ + إِذْنِ	اللَّهُ	وَ	يَتَعَلَّمُونَ	مَا	يَضُرُّهُمْ
ساتھ + حکم	اللہ تعالیٰ کے	اور	وہ سیکھتے	(اس کو) جو	نقصان دے + ان کو
جار + مجرور مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	موصول، مَحَلًّا منصوب	فعل مضارع + مفعول

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۖ وَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ

وَ	لَا	يَنْفَعُهُمْ	وَ	لَمَنِ	عَلِمُوا
اور	نہ	نفع دے + ان کو	اور	یقیناً + حقیقت	جان لیا انہوں نے
عاطفہ	نافیہ	فعل مضارع + مفعول	عاطفہ	تاکید در تاکید	فعل ماضی جمع (فاعل)

اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ ۖ وَلَيْسَ مَا

اشْتَرَاهُ	مَا لَهُ	فِي	الْآخِرَةِ	مِنْ	خَلْقٍ	وَ	لَيْسَ	مَا
خریدا + اس کو	نہیں ہے	کیلئے + اس کے	میں	آخرت	سے	کوئی حصہ	اور	یقیناً + برا ہے
فعل ماضی + مفعول	نافیہ	جار + مجرور	جار	مجرور	جار	عاطفہ	تاکید + فعل ذم	موصولہ

شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ {102}

شَرَوْا	بِهِ	أَنْفُسَهُمْ	لَوْ	كَانُوا	يَعْلَمُونَ
فروخت کیا انہوں نے	ساتھ (بدلے) + اس کے	جانوں + اپنی کو	اگر	وہ ہوتے	جانتے
فعل ماضی جمع مذکر	جار + مجرور	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ	شرط	فعل ماضی ناقص + اسم	فعل مضارع جمع (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: وہ اس چیز کے بیچھے لگ گئے جو سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے وقت شیاطین پڑھتے تھے اور سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہیں کیا لیکن کفر شیطانوں ہی نے کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ بیچھے لگ گئے اُس کے) جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بائبل شہر میں اتارا گیا تھا اور وہ (فرشتے) یہ علم کسی کو سکھانے سے پہلے کہتے تھے کہ ہم تو بطور آزمائش ہیں تو کفر نہ کرو لیکن وہ تو ان سے وہ علوم سیکھتے تھے جو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالیں جبکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں دے سکتے تھے اور وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان دے اور فائدہ نہ دے اور وہ خوب جان چکے تھے کہ جس نے اس علم کو خریدا (اختیار کیا)

آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور جس چیز کے بدلے میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا وہ بہت بری ہے۔ کاش ان کو سمجھ ہوتی۔

لغوی نکات:

اتَّبَعُوا	ت ب ع {باب افتعال، سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب (پیروی کرنا، پیچھے لگنا)
تَتَلَّوْا	ت ل و {باب (ن)، تَلَا يَتَلَّوْنَ (مصدر، "تَلَاوَةٌ" سے مضارع واحد مؤنث غائب) مضارع بمعنی ماضی ہے۔ اصل میں
	"تَتَلَّوْا" تھا (و) کا ضمہ گرا دیا گیا کیونکہ ثقیل ہے (کسی چیز کے پیچھے چلنا، یعنی اس طرح (پڑھنا) تلاوت کرنا کہ ساتھ
	ساتھ غور و فکر ہو)
الشَّيَاطِينُ	ش ط ن {یہ شیطان کی جمع ہے اور اس میں "ن" اصلی ہے اس کا معنی ہے (دور ہونا) یہ "تَتَلَّوْا" کا فاعل ہونے کی وجہ
	سے مرفوع ہے کیونکہ جمع مکسر ہے اس لئے یَتَلَّوْا کی بجائے تَتَلَّوْا استعمال ہوا ہے (عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ) یہاں "علی" کا
	معنی (فی) "میں" ہے، (سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی میں)
مُلْكٍ	"مضاف" ہے اس سے پہلے عَلَى کی وجہ سے یہ حالت جر میں ہے، (بادشاہت، سلطنت)
سُلَيْمَانَ	مضاف الیہ ہے۔ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے "ن" پر زبر ہے۔ سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام ایک عظیم پیغمبر
	اور بادشاہ تھے آپ کی وسعت سلطنت، عظمت اور شوکت مسلمہ ہے۔
مَا كَفَرًا	مَا نَافِيه + كَفَرًا {ك ف ر {باب (ن) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (نہیں کفر کیا) یعنی نہیں جادو کیا اُس (سلیمان علیہ
	السلام) نے کیونکہ جادو کفر ہے۔
يُعَلِّمُونَ	ع ل م {باب (تفعیل) سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب، (تعلیم دینا، سکھانا)
السَّحَرَاءَ	س ح ر {باب (ف) سے مصدر "يُعَلِّمُونَ" کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (جادو، دھوکہ، تخیلات)
مَا	"مَا" موصولہ بمعنی الَّذِي ہے، بعض کے نزدیک یہ مَا نَافِيه ہے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ موصولہ ہے (جو)
أُنزِلَ	{ن ذ ل {باب افعال، سے فعل ماضی مجہول (اُتارا گیا)
الْمَلَائِكِينَ	م ل ک {ک ت ث ن یہ ہے۔ اس سے پہلے عَلَى ہے اسی لئے جری حالت ہے، اس کی جمع ملائکہ ہے (دو فرشتے) جو انسانی شکل
	میں اترے تھے۔
بَابِلَ	ب {ب + بَابِلَ} یہ شہر کا نام ہے، اس لئے غیر منصرف ہے۔ شروع میں (ب) کے باوجود ل۔ پر زبر نہیں آئی۔ عراق کے
	ایک قدیم شہر کا نام بابل تھا۔ موجودہ بغداد سے 60 میل جنوب کی طرف دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے۔
	یہاں جادو وغیرہ کا علم بکثرت تھا۔
هَاهُوتَ وَمَاهُوتَ	غیر منصرف ہونے کی وجہ سے "ت" پر زبر ہے اس میں دو سبب (1) عجمہ / (2) معرفہ پائے جاتے ہیں اور
	مَلَائِكِينَ سے بدل ہو رہا ہے۔ بابل شہر میں دو فرشتوں کے نام ہیں۔

- يَقُولَا {ق و ل} باب (ن) سے فعل مضارع تشبیہ مذکر غائب اصل میں يَقُولَانِ تھا حتیٰ کی وجہ سے يَقُولَانِ سے ن گر گیا،
(دونوں کہتے تھے)
- فِتْنَةٌ {فت ن} باب (ض) سے مصدر ہے، نَحْنُ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، (آزمائش / امتحان)
فَلَا تَكْفُرْ {ک ف ر} باب (ن) فعل نہی، واحد مذکر مخاطب، تو کفر نہ کر، یعنی یہ جادو کر کے کفر اختیار نہ کر۔
- فَيَتَعَلَّمُونَ {ع ل م} باب (تفعّل) فعل مضارع جمع مذکر غائب هُمْ (فاعل) (وہ سیکھتے، علم حاصل کرتے)
مَا يَفْقَهُونَ ماموصولہ، بمعنی "الَّذِينَ" (جو)
- يُفَرِّقُونَ {ف ر ق} باب (تفعّل) فعل مضارع جمع مذکر غائب (جدائی ڈالنا، تفریق ڈالنا)
مَا هُمْ مآنافیہ، مشابہہ / "لَيْسَ" ہے اور "هَمْ" اس کا اسم ہے، نہیں (تھے) وہ
- بِضَارٍّ يَنْ {ض ر ن} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، شروع میں (ب) جارہ اس لئے ضَارِّينَ مجرور ہے، یہ مَا کی خبر ہے۔
(نقصان دینے والے)
- اشْتَرَاهُ {ش ر ی} باب افتعال، اِشْتَرَى يَشْتَرِي سے فعل ماضی، واحد مذکر غائب + كُضْمِيرُ مَفْعُولٍ، جو لوٹ رہی ہے السِّخْرِ
(جادو) کی طرف (خریدا اس کو)۔ خریدنا یعنی حاصل کرنا۔ سیکھنا۔ اور اس پر عمل کرنا۔
- حَلَاقٍ {خ ل ق} اسم ہے، حالت جر، (بھلائی کا دافر حصہ، حصہ)
لَيْسَ + بِئْسَ (لام تاکید) کے لئے اور "بِئْسَ"، "أفعال ذم" میں سے ہے، صرف فعل ماضی واحد مذکر غائب ہی استعمال
ہوتا ہے۔ (یقیناً برا ہے)۔ جادو یقیناً برا ہے۔
- مَا شَرَوْا ماموصولہ ہے اور شَرَوْا {ش ر ی} باب (ض) شَرَى يَشْرِي سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اصل میں شَرَيْتُمْ تھا، ہی کو جمع
حرکت (پیش) کے حذف کر دیا گیا، (جو انہوں نے فروخت کیا / بیچ ڈالا)
- أَنْفُسُ + هُمْ "أَنْفُسُ" نَفْسٌ جمع ہے، مضاف + هُمْ ضمیر مضاف الیہ شَرَوْا کا مفعول بن رہا ہے۔ (اپنی جانوں کو)
- تفسیری نکات:** یہودی جادو وغیرہ کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سلیمان علیہ السلام بھی جادو کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید
میں فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام جادو نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ جادو کرنا کفر ہے اور یہ شیطانوں کا کام ہے اسی طرح بابل شہر میں انسانی
شکل میں اتارے گئے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر بطور آزمائش جادو وغیرہ اتارا گیا تھا تو یہ یہودی لوگ ان کے پاس جا کر جادو کا
علم حاصل کرتے جبکہ وہ دونوں فرشتے یہ کہتے تھے کہ یہ کفریہ کام نہ کریں۔ ہم (فرشتے) تو تمہارے لئے بطور آزمائش ہیں لیکن وہ
(یہودی) لوگ خاوند اور بیوی کے درمیان تفریق / جدائی ڈالنے کے لئے جادو سیکھتے اور کرتے تھے۔ لوگوں کو نقصان دینے کے لئے جادو
کا علم حاصل کرتے حالانکہ نقصان و نفع اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ان کو اس بات کا علم تھا کہ جو شخص یہ جادو کرے گا یا سیکھے گا تو
آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ یعنی ان کی آخرت تباہ ہو جائے گی تو اس طرح انہوں نے اپنی جانوں کو داؤ پر لگایا اور اس کے عوض

بری چیز (جادو) حاصل کیا۔ جو سراسر نقصان ہی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا

وَلَوْ	أَنَّ + هُمْ	آمَنُوا	وَ	اتَّقَوْا
اور	یقیناً + وہ	ایمان لے آتے	اور	ڈر جاتے
عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + إِنَّ کا اسم	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل) (افعال)	عاطفہ	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل) / افتعال

لَسُؤْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ {103}

لَسُؤْبَةٌ	مِّنْ	عِنْدِ + اللَّهِ	خَيْرٌ	لَّوْ	كَانُوا	يَعْلَمُونَ
ضروراً + باعث ثواب ہوتا	سے	پاس، نزدیک + اللہ کے	بہتر	اگر	ہوتے وہ	جانتے
تاکیدیہ + مصدر سماعی مبتدا	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	خبر	شرط	فعل ناقص ماضی	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: اگر وہ لوگ ایمان لے آتے اور (اللہ سے) ڈر جاتے تو (یہ بات) اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے اچھے بدلے کا باعث بنتی (ان کی آخرت صحیح ہو جاتی) کاش وہ (حقیقت حال) سے با علم ہو جاتے۔

لغوی نکات:

لَوْ کلمہ شرط ہے، (اگر)

وَاتَّقَوْا {وقی} باب افتعال، سے ماضی جمع مذکر غائب، تعلیل کے بعد اتَّقَوْا ہوا، (اللہ کی نافرمانی سے ڈرنا، بچنا)

لَسُؤْبَةٌ ل + مَسُؤْبَةٌ، ل تاکید کے لئے ہے، {ثوب} باب (ن) ثَاب يَسُؤِبُ سے مصدر ہے، اصل معنی (لوٹنا) (ثواب، جزاء)

استعمالی معنی ہے) اگرچہ ”خیر و شتر“ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن ”خیر“ پر اس کا اطلاق غالب ہے۔

{خبر} باب (ض) خَاَزَ يَخْبِئُ سے بطور اسم تفضیل ”أَخْبِيْرُ“ سے تخفیف کر کے ”خَبِيْرُ“ ہے (وہ بھلائی جو سب کو مرغوب

ہو، مفید چیز، انسان کے عمل کی وہ جزا جو انسان کی طرف لوٹی ہے)

يَعْلَمُونَ {علم} باب (س) عَلِمَ يَعْلَمُ، سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (جاننا، علم حاصل کرنا)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان ”یہودیوں“ کے لئے کیا ہی اچھا ہوتا اور آخرت میں بھی ان کے

لئے باعث انعام و اکرام ہوتا اگر وہ ایمان لا کر تقویٰ کی زندگی اپنا لیتے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی آزمائش کو مان لیتے اور

اس کو سنجیدگی سے لیتے، وہ اس آزمائش کے مضرات سے بچ جاتے اور اس طرح آخری نجات کے مستحق بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے

لئے شفقتاً نہ انداز میں فرما رہے ہیں کہ کاش کہ وہ حقیقت حال کو عملاً جان لیتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَ

و	رَاعِنَا + نَا	تَقُولُوا	لَا	آمَنُوا	الَّذِينَ	يَا أَيُّهَا
اور	رَاعِنَا کا لفظ۔ (خیال کرتو + ہمارا)	کہو تم	نہ	ایمان لائے ہو	لوگوں جو	اے وہ
عاطفہ	فعل امر + مفعول	مضارع جمع مذکر	ناہیہ	فعل ماضی (افعال)	اسم موصول	حرف ندا + برائے تاکید

قُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ {104}

قُولُوا	انظُرْنَا + نَا	وَ	اسْمَعُوا	وَ	لِلْكَافِرِينَ	عَذَابٌ	أَلِيمٌ
کہو تم	دیکھو تو + ہم کو	اور	سنو تم	اور	واسطے + کافروں کے	عذاب ہے	دردناک
فعل امر جمع	فعل امر + مفعول	عاطفہ	فعل امر، جمع مذکر	عاطفہ	جار + مجرور (خبر مقدم)	موصوف	صفت۔ (مبتدا مؤخر)

بامحاورہ ترجمہ: اے ایمان والوں تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ”رَاعِنَا“ نہ کہو بلکہ ”انظُرْنَا“ کہو، یعنی (ہماری طرف دیکھئے) اور (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین) سنتے رہا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لغوی نکات:

آمَنُوا {آمرن} باب افعال سے فعل ماضی جمع مذکر غائب (أَفْعَلْنَ) کے وزن پر ”آمَنَ“ دو ہمزے اکٹھے ہو گئے، پڑھنے سے جھنکا پڑتا تھا لہذا تعلیل کی گئی اور دونوں کو ملا کر ایک ہمزہ پر کھڑی زبردے دی ”آمَنَ“ ہوا۔ (وہ ایمان لائے)

{قول} باب (ن) سے فعل نبی، مضارع جمع مذکر مخاطب (نہ کہو تم)

رَاعِنَا {رعی} باب مفاعلة (مرعاة) سے فعل امر واحد مذکر حاضر + نا ضمیر منصوب متصل جمع متکلم ہے۔ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اپنی طرف کرانے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے تھے اور یہود بھی۔ مگر یہود ”ع“ کو اتنا کھینچتے کہ ”رَاعِنَا“ بن جاتا، اس کا معنی ہے ”ہمارا چرواہا“ یہود کی اس حرکت کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی منع کر دیا گیا کہ ”رَاعِنَا“ مت کہو بلکہ اس کی بجائے ”انظُرْنَا“ کہو۔

{نظن} باب (ن) سے فعل امر + ضمیر منصوب مفعول، (ہماری طرف نظر کیجئے اور توجہ فرمائیں)

اسْمَعُوا {سمع} باب (س) سَمِعَ يَسْمَعُ سے فعل امر جمع مذکر (سنو تم)

تفسیری نکات: ”رَاعِنَا“ کے معنی ہیں ہمارا لحاظ اور خیال کیجئے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سننے والا اس لفظ کو ادا کر کے بولنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا۔ لیکن یہودی اپنے حسد و بغض کی وجہ سے ”ع“ کی حرکت کو زیر کی حرکت کے ساتھ ”اشباع“ یعنی حد سے زیادہ لمبا کھینچ لیتے تھے یعنی وہ ”رَاعِنَا“ کہتے تھے، اس کا معنی ہے ”ہمارے چرواہے“ یا ”احتم“ وغیرہ جیسے وہ ”السَّلَامَةُ عَلَيْكُمْ“ کی

بجائے ”اَلَسَّامِعَ عَلَيْكُمْ“ (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے وقت ”رَاعِيْنَا“ کا لفظ نہ بولا کرو بلکہ ”اَنْظُرْنَا“ کہہ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ حاصل کیا کرو، اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ دین وغیرہ کے معاملے میں کافروں کی مشابہت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ نبی کریم صلی وعلیہ وسلم کی اتباع ہی کرنی چاہئے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

مَا	يُوَدُّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْ	أَهْلِ الْكِتَابِ
نہیں	پسند کرتے	وہ لوگ جو	کافر ہوئے	سے	والے + کتاب
نافیہ	فعل مضارع	(فاعل) اسم موصول جمع مذکر	فعل ماضی جمع مذکر	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)

وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ

و	لَا	الْمُشْرِكِينَ	أَنْ	يَنْزِلَ	عَلَيْكُمْ	مِنْ
اور	نہ	مشرکین سے	یہ کہ	آتاری جائے	اوپر + تمہارے	سے
عاطفہ	نافیہ	(مجرور) اسم فاعل جمع	ناصبہ	فعل مضارع مجہول	مضاف + مضاف الیہ	حرف جار (زائد)

خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ

خَيْرٍ	مِنْ	رَبِّكُمْ	وَاللَّهُ	يَخْتَصُّ
(کوئی) بھلائی	سے	رب + تمہارے (تمہارے رب کی طرف سے)	اور + اللہ	خاص کرتا ہے
مجرور مَحَلًّا مرفوع نائب فاعل	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	عاطفہ + مبتدا	فعل مضارع (فاعل)

بِرَحْمَتِهِ مِنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ {105}

بِ	رَحْمَتِهِ	مِنْ	يَشَاءُ	وَاللَّهُ	ذُو	الْفَضْلِ	الْعَظِيمِ
ساتھ	رحمت + اپنی کے	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے	اور + اللہ	والا (ہے)	فضل	بڑے
جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	(مفعول) موصولہ	فعل مضارع	عاطفہ + مبتدا	مضاف (خبر)	موصوف (مضاف الیہ)	صفت

بامحاورہ ترجمہ: اہل کتاب کے کافر اور مشرکین نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو (ان کے اس حسد سے کچھ نہیں ہو جاتا) اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

لغوی نکات:

يُودُ {و د د} باب (س) سے فعل مضارع اصل میں ماضی مضارع (وَدِدَ يُوَدُّ) ادغام کر کے وَدَّ يُوَدُّ ہو گیا۔ واحد مذکر غائب (پسند کرنا/ محبت کرنا)

أَنْ يُنَزَّلَ "ان" ناصبہ، يُنَزَّلُ {ن ز ل} باب (تفعیل) سے فعل مضارع مجہول، واحد مذکر غائب آن کی وجہ سے ن پر زبر ہے۔ (أتارنا) (یہ کہ اتاری جائے)

خَيْرٌ {خ ی ر} باب (ض) حَاكَرَ يَخِيرُ سے اسم تفضیل حالت جر، یہ مَحَلًّا مرفوع ہے کیونکہ يُنَزَّلُ کا نائب فاعل ہے۔ شروع میں مِنْ جارہ زائدہ ہے (نیکی، بھلائی، وہ خیر جو سب کے لئے مرغوب ہو، یہاں مراد وحی الہی ہے)

يَخْتَصُّ {خ ص ص} باب افتعال، سے فعل مضارع معلوم۔ واحد مذکر غائب، اصل میں يَخْتَصِّصُ تھا۔ ص کا ص میں ادغام ہوا يَخْتَصُّ ہوا (خاص کرنا)

يَمَنْ يَشَاءُ یہ مَنْ موصولہ + يَشَاءُ۔ فعل مضارع۔ صلہ۔ موصول + صلہ مل کر يَخْتَصُّ کا مفعول بنا۔

ذُو الْقُصْلِ {ذ و ل} باب (ن) فَضَّلَ يَفْضُلُ سے مصدر مضاف الیہ موصوف + العظیم صفت۔ موصوف صفت مل کر مضاف الیہ ہوا (کسی چیز کا دوسری سے برتر ہونا، جو مال بطور نفع حاصل ہو، اللہ تعالیٰ کا دنیوی یا اخروی عطیہ، استحقاق سے زیادہ مال ملنا)

تفسیری نکات: اَهْلُ الْكِتَابِ سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں جن کے پاس تورات اور انجیل الہامی کتابیں ہیں۔ افسوس یہ دونوں گروہ ان کتابوں کی تعلیمات سے کوسوں دُور ہیں۔ مشرک اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اس کی قوت اور حکموں میں کسی اور ہستی کو شریک یا ساجھی ٹھہرائے۔ تمام کافر و مشرک اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر برکتیں اور نعمتیں کیوں نازل کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کا فضل ہوتا ہے جس کو چاہتا ہے وہ اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین اپنے برے اعمال اور سرکشی کی وجہ سے اللہ کے فضل سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔

مَا نُنَسِّخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا

مَا	نُنَسِّخُ	مِنْ	آيَةٍ	أَوْ	نُنسِهَا
جو/ جس کو	ہم منسوخ کرتے ہیں	سے	کوئی آیت/ حکم	یا	بھیلا دیں ہم + اس کو
موصولہ	فعل مضارع جمع متکلم (فاعل)	حرف جار	مجرور	حرف خیيار	فعل مضارع (فاعل) + مفعول

نَاتٍ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ

نَاتٍ	بِ+خَيْرٍ	مِنْ+هَا	أَوْ	مِثْلٍ+هَا	أ	لَمْ
لاتے ہیں ہم	ساتھ+بہتر کے	سے+اس	یا	مانند+اس کی	کیا	نہیں
مضارع جمع متکلم (فاعل)	حرف جار برائے متعدی+مجزوم	جار+مجزوم	حرف خیار	مضاف+مضاف الیہ	کلمہ استفہام	حرف جازم

تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ {106}

تَعْلَمُ	أَنَّ	اللَّهِ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ
جانا آپ نے	یقیناً (بے شک)	اللہ تعالیٰ	اوپر	ہر	چیز (کے)	بہت قادر ہے
مضارع مجزوم (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم	حرف جار	(مجزوم) مضاف	مضاف الیہ	اِنَّ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: ہم (اللہ) جو حکم منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو (کوئی) اس سے بہتر یا اس جیسا لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

لغوی نکات:

{ن س خ} باب (ف) سے فعل مضارع معلوم جمع متکلم۔ شروع میں ”مَا“ موصولہ (جو کہ اسم شرط کے معنی میں ہے) کی وجہ سے مضارع مجزوم ہے۔ (جو ہم منسوخ کرتے ہیں)

یہ واحد ہے۔ اس کی جمع آیات ہے حالت جر (قرآن مجید کے فقرے/کوئی آیت)

{ننس+ہا} {ن س ی} باب (افعال) سے فعل مضارع جمع متکلم، ہا (ضمیر مفعول) (ہم بھلا دیتے ہیں+اس کو)

{عت ی} باب (ض) سے فعل مضارع جمع متکلم، قاعدے کے مطابق اس کے بعد (ب) آنے سے متعدی کا معنی پیدا ہو گیا (ہم لاتے ہیں)

استفہام کے لئے ہے (کیا)

لَمْ تَعْلَمُ (لَمْ + تَعْلَمُ) لَمْ حرف جازم جو فعل مضارع کو حالت جزم میں کر دیتا ہے اور اس کو ماضی منفی کے معنی میں لے جاتا ہے۔ تَعْلَمُ {ع ل م} مضارع واحد مذکر مخاطب (نہیں جانا آپ نے)

تفسیری نکات: یہود نے اپنی عادت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعنہ زنی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو آج ایک حکم دیتا ہے اور کل اس سے روک دیتا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا حکم دیتا ہے اس لئے یہ نبی نہیں ہو سکتا اور نہ یہ قرآن کلام الہی ہو سکتا ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نسخ وغیرہ ہمارا معاملہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تو یہ ہماری مرضی ہے

قرآن مجید کی لغوی تشریح

کہ ہم کسی حکم کو پہلے اتارتے ہیں پھر زیادہ مصلحت دوسرے حکم میں پاتے ہیں تو ہم اس کو منسوخ کرتے ہیں اور یہ نسخ تحریم و تحلیل یا منع و اباحت میں ہوئی ہے اخبار میں نہیں۔ آخر میں بتایا کہ جب اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس میں انوکھی بات کون سی ہے اگر کوئی اللہ کو قادر مطلق نہیں سمجھتا تو وہ اس طرح کی بات کرتا ہے تو ان کے جواب میں یہ آیت اتری کہ اس طرح کرنے سے اللہ کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ

أ	لَمْ	تَعْلَمُ	أَنَّ	اللَّهُ	لَهُ	مُلْكُ
کیا	نہیں	جانا آپ نے	یقیناً	اللہ تعالیٰ	لئے + اس کے	بادشاہت
کلمہ استفہام	حرف جازم	مضارع مجزوم	حرف مشبہ بالفعل	اسم آن کا	جار + مجرور، خبر مقدم	مبتدا مؤخر مضاف

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا كُنْتُمْ مِنْ

السَّمَوَاتِ	وَ	الْأَرْضِ	وَ	مَا	كُنْتُمْ	مِنْ
آسمانوں کی	اور	زمین کی	اور	نہیں	لئے + تمہارے	سے
مضاف الیہ / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	نافیہ	جار + مجرور	حرف جار

دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيِّ وَلَا نَصِيرٍ {107}

دُونِ	اللَّهُ	مِنْ	وَلِيِّ	وَ	لَا	نَصِيرٍ
سوائے	اللہ تعالیٰ کے	سے	کوئی دوست / حمایتی	اور	نہ	(کوئی) مددگار
(مجرور) مضاف	مضاف الیہ	حرف جار	مجرور / معطوف علیہ	عاطفہ	نافیہ	معطوف

بامحاورہ ترجمہ: کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں۔

لغوی نکات:

أَنَّ اللَّهَ أَنَّ + اللہ، آنَّ حرف مشبہ بالفعل + اللہ، آنَّ کا اسم ہے (بے شک اللہ تعالیٰ)

مُلْكُ السَّمَوَاتِ مرکب اضافی ہے مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا مؤخر ہے اور اس سے پہلے۔ لَهْ۔ خبر مقدم ہے۔ اَلْسَمَاءُ کی جمع

السَّلُوتِ ہے، (آسمانوں کی بادشاہت)

دُونِ یہ بطور ظرف استعمال ہوتا ہے، عام طور پر اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مضاف الیہ یا تو اسم ظاہر ہوتا ہے یا ضمیر (سوائے، غیر، جو کسی چیز سے کم ہو) بعض کہتے ہیں کہ یہ دُونُ کا الٹ ہے۔ (بمعنی نزدیک) لیکن یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

وَالْيَوْمِ {ول ی} باب (ض/۳) وَلِيٌّ سے صفت مشبہ ہے اصل میں وَلِيٌّ تھا، دو ”یائیں“ ایک کلمہ میں جمع ہوئیں پہلی ساکن کو دوسری میں ادغام کر دیا وَلِيٌّ ہو گیا۔ اس کی جمع اُولِيَاءُ ہے، (محبت کرنے والا، دوست، مددگار)

نَصِيرٍ {ن ص ر} باب (ن) نَصَرَ يَنْصُرُ سے صفت مشبہ، حالت جر اس کا عطف وَلِيٌّ پر ہے (مددگار)

تفسیری نکات: پچھلی آیت میں استفہامیہ تصدیق یعنی پکا یقین موجود ہونے کی صورت میں ”اَلَمْ تَعْلَمُوْا“ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور اس آیت میں بھی یہی انداز اختیار کیا گیا ہے بظاہر تو یہ خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے لیکن جس حقیقت پر اصرار کیا جا رہا ہے وہ تو ہر ذی روح من وعن تسلیم کرتا ہے اور تسلیم شدہ حقیقت پر مہر اثبات لگانے کے لئے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی ہستی نہ ہو سکتی تھی۔ لہذا اس آیت میں اس تسلیم شدہ حقیقت پر دوبارہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی بادشاہی صرف ذات باری تعالیٰ کی ہے تو اس ذات سے اور اس کے احکام سے ذرا سا بھی انحراف بہت مہنگا پڑے گا یعنی پھر تو نہ کوئی دوست و حمایتی ہوگا اور نہ ہی کوئی ذرا سی بھی مدد کر سکے گا۔ اگر ہوگا تو صرف اللہ ہی ہوگا تو پھر اس سے انحراف کیونکر۔

أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ

أَمْ	تُرِيدُونَ	أَنْ	تَسْأَلُوا	رَسُولَ كُمْ
کیا	تم ارادہ رکھتے ہو	یہ کہ	تم سوال کرو	رسول + اپنے سے
حرف استفہام	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	ناصبۃ	فعل مضارع جمع (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)

كَمَا سِئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ

كَمَا	سِئِلَ	مُوسَىٰ	مِنْ	قَبْلُ
جیسے + کہ	سوال کیا گیا	موسیٰ علیہ السلام	سے	پہلے
ن حرف + ما مصدریہ	ماضی مجہول	ناصب فاعل	حرف جر	مجرور، مبنی علی الضم

وَمَنْ يَتَّبِدَلِ الْكُفْرَ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ

و	مَنْ	يَتَّبِدَلِ	الْكُفْرَ	بِالْإِيْمَانِ	فَقَدْ
اور	جو شخص	تبدیل کرے	کفر کو	بدلے + ایمان کے	تو + یقیناً
عاطفہ	جازمہ شرطیہ مبتدا	فعل مضارع (فاعل)	مفعول	جار + مجرور	جزائیہ + کلمہ تحقیق

{108} ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

ضَلَّ	سَوَاءَ	السَّبِيلِ
وہ گمراہ ہو گیا	سیدھے	راتے سے
فعل ماضی (ض)	(مفعول بہ) مضاف	مضاف الیہ

بامحاورہ ترجمہ: کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے سوال کرو۔ جیسے اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا اور جو کوئی ایمان کے بدلے کفر لے لے تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

لغوی نکات:

بعض کے ہاں استغناء ہے اور بعض کے ہاں ”بن“ (منقطعہ) کے معنی میں ہے۔ (کیا/ بلکہ)	أَمْ
{رود} باب افعال سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (ارادہ کرتے ہو تم)	تُرِيدُونَ
”ک + ما“ کا مجموعہ ہے (جیسے) جس طرح	كَمَا
{سءل} باب (ف) سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب (سوال کرنا)	سُئِلَ
{ب دل} باب (تَفَعَّل) فعل مضارع مجزوم، شروع میں مَنْ (حرف شرط) جازم ہے، (تبدیل کرنا)	يَتَّبِدَلِ
ب حرف جار، (إِيْمَانِ) {ء م ن} باب (افعال) سے مصدر مجرور ہے، ب (بدلے) کے معنی میں ہے، (بدلے ایمان کے)	بِالْإِيْمَانِ
{ض ل ل} باب (ض) (ضَلَّ يَضِلُّ) سے ماضی، واحد مذکر (گمراہ ہو گیا)	ضَلَّ
{س وی} ”سی“ بدلی ہوئی ہے (ء) سے مفعول مضاف ہے (سیدھے/ متوازن)	سَوَاءَ
{س ب ل} {السَّبِيلِ / سَبِيلِ} (واحد) اس کی جمع سُبُلٌ ہے۔ یہاں مضاف الیہ حالت جر ہے یہ إِصْفَاءُ الصَّفَقَةِ إِلَى الْمُؤَصِّفِ ہے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ (السَّبِيلِ) سے مل کر مفعول ہوا ضَلَّ کا (راستہ)	السَّبِيلِ

قرآن مجید کی لغوی تشریح

تفسیری نکات: بعض سادہ مسلمان یہودیوں کے بہکاوے میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف سوال کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو منع فرما دیا کہ جس طرح یہودی موسیٰ علیہ السلام سے غیر ضروری سوال کر کے ان کو تنگ کرتے تھے تم اس طرح نہ کرو۔ دین کے معاملے میں واضح احکام کی موجودگی میں ایسے سوال الجھن کو جنم دیتے ہیں۔ آسان کام بھی مشکل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اس طرح کے سوال کفر تک پہنچا دیتے ہیں جو یقیناً انسان کو سیدھے راستے سے گمراہ کر کے جہنم میں جا گراتے ہیں۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ

وَدَّ	كَثِيرٌ	مِّنْ	أَهْلِ	الْكِتَابِ	لَوْ	يَرُدُّونَ + كُمْ
چاہا	بہت زیادہ نے	سے	والے	(یہودی و نصاریٰ) کتاب	اگر (کاش)	لوٹائیں وہ + تم کو
فعل ماضی	فاعل	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ (مجرور)	کلمہ تمنی	فعل مضارع جمع (فاعل) + مفعول

مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۗ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

مِّنْ	بَعْدِ	إِيْمَانِكُمْ	كُفَّارًا	حَسَدًا	مِّنْ	عِنْدِ
سے	(بعد پیچھے)	ایمان لانے + تمہارے	کافر	حسد کرتے ہوئے	سے	پاس / اہل
حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ +1 مضاف الیہ 2	مفعول ثانی یا حال ہے	مصدر (مفعول لہ)	حرف جار	مجرور / مضاف

أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْتَفُوا

أَنْفُسِهِمْ	مِّنْ	بَعْدِ	مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمْ	الْحَقُّ	فَ + اعْتَفُوا
جانوں سے + (اپنی)	سے	(بعد اسکے)	جو	واضح ہو چکا	کیلئے + اُن	حق	تو + معاف کر دو تم
مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مضاف	موصولہ	فعل ماضی	جار + مجرور	فاعل	عاطفہ + فعل امر جمع مذکر

وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۞

وَ	اصْفَحُوا	حَتَّىٰ	يَأْتِيَ	اللَّهُ	بِ + أَمْرٍ ۞
اور	درگزر کر دو تم	یہاں تک کہ	لے آئے	اللہ تعالیٰ	کو + حکم + اپنے
عاطفہ	فعل امر جمع	ناصبہ	فعل مضارع	فاعل	جار (متعدیہ) + مضاف + مضاف الیہ / مجرور

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ {109}

قَدِيرٌ	شَيْءٌ	كُلِّ	عَلَىٰ	اللَّهُ	إِنَّ
بہت قدرت رکھتا ہے	چیز (کے)	ہر	اوپر	اللہ تعالیٰ	یقیناً
إِنَّ کی خبر	مضاف الیہ (مجرور)	مضاف	حرف جر	إِنَّ کا اسم	حرف مشبہ بالفعل

بامحاورہ ترجمہ: بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش کہ وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کفر میں لوٹا دیں یہ ان کے دلی حسد کی بناء پر بعد اس کے کہ ان پر حق خوب واضح ہو گیا ہے تو تم معاف کرو ان کو (ان کے حال پر چھوڑ دو) اور درگزر کرو (ان کی پروا نہ کرو) یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بہت قادر ہے۔

لغوی نکات:

وَدَّ {و د د} باب (س) فعل ماضی واحد مذکر غائب دو حرف د+د اکٹھے ایک جنس کے، لہذا ادغام کر دیا (وَدَّ) ہو گیا (چاہنا، محبت کرنا، پسند کرنا)

يُرِيدُوكُمْ {ر د د} (ن) (رَدَّيْتُ) سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر غائب (هُمْ فاعل) + كُمْ ضمیر جمع مفعول اول (لوٹا دیں تم کو) **كُفَّارًا** {ك ف ر} باب (ن) سے اسم (مبالغہ) كَاذِبَةٍ کی جمع كُفَّارًا ہے، یہاں منصوب ہے اس لئے کہ ”يُرِيدُونَ“ کا مفعول ثانی ہے یا يُرِيدُونَ کے مفعول (مُتَمِّم) سے حال ہے (کافر بنا کر)

حَسَدًا {ح س د} (ن) سے مصدر، یہ مفعول لہ کی وجہ سے منصوب ہے (حسد کرتے ہوئے) (حسد کی وجہ سے)

تَبَيَّنَ {ت ب ي ن} {تَفَعَّلَ} تَبَيَّنَ تَبَيَّنَ سے ماضی معلوم / واحد مذکر غائب، (واضح ہونا، صاف ہونا، ظاہر ہونا)

الْحَقُّ {ح ق ق} {ن/ض} سے مصدر اور تَبَيَّنَ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (ثابت ہونا، واجب ہونا)

فَاعْفُوا {ع ف و} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر، اصل میں اُعْفُوا تھا واؤ پر ضمہ ثقیل (بھاری) تھا، اس کو گرا دیا اب

دو واؤں کے درمیان التقائے ساکنین ہوا، پہلی کو گرا دیا اُعْفُوا ہو گیا (معاف کرو تم، جرم پر مواخذہ نہ کرنا)

تفسیری نکات: مسلمانوں کے ایمان کامل کو دیکھ کر یہودی اور عیسائی ان سے حسد کرتے اور اپنے دلوں میں بغض و کینہ رکھتے تھے اور

انہیں اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وقتی طور پر عفو و درگزر کرنے کی ہدایت فرمائی اور جب جہاد و

قتال فی سبیل اللہ کا حکم ہوا تو پھر اس وقتی مصلحت کو طاق نسیاں میں رکھ دیا گیا۔ مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک عفو و درگزر والی یہ

آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورۃ التوبہ میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 29 اور 36۔ لیکن اعتدال یہ ہے کہ ناسخ

و منسوخ کی بجائے دونوں پہلوؤں کو حالات اور واقعات کی روشنی میں پیش نظر رکھا جائے اور پھر لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا

وَمَا	و	الزَّكَاةَ	و	الصَّلَاةَ	و	أَقِيمُوا	و
جو	اور	زکوٰۃ کو	اور	نماز کو	اور	قائم کرو تم	اور
موصولہ	عاطفہ	مفعول	فعل امر جمع مذکر (فاعل)	عاطفہ	مفعول	فعل امر جمع مذکر (فاعل)	عاطفہ

تَقَدَّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ

تَقَدَّمُوا	لِ	أَنْفُسِكُمْ	مِنْ	خَيْرٍ	تَجِدُوهُ
آگے بھیجو تم	کیلئے + جانوں + اپنی	سے	بھلائی	پاؤ گے تم + اس کو	
فعل مضارع جمع مذکر مخاطب	جار + مضاف + مضاف الیہ/ مجرور	حرف جار	مجرور	فعل مضارع (فاعل) + مفعول	

عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا

عِنْدَ	اللَّهِ	إِنَّ	اللَّهِ	بِ	مَا
پاس	اللہ کے	یقیناً	اللہ تعالیٰ	ساتھ + اس کے جو	
ظرف/ مضاف	مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل	إِنَّ کا اسم	جار + موصولہ	

{110} تَعْمَلُونَ بَصِيرًا

تَعْمَلُونَ	بَصِيرًا
تم عمل کرتے ہو	خوب دیکھنے والا ہے
فعل مضارع مخاطب	إِنَّ کی خبر۔ (صفت مشبہ)

بامحاورہ ترجمہ: تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو تم نیک کام آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

لغوی نکات:

{ق و م} باب افعال سے فعل امر جمع مذکر۔ اصل میں ”أَقِيمُوا“ تھا واؤ (و) کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو ”می“ سے بدل دیا ”أَقِيمُوا“ ہو گیا۔ (قائم کرو تم)

الصَّلَاةُ {ص ل و} باب (تفعیل) صَلَّیْصُیَّ سے اسم مصدر ہے اور مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (نماز)
 الزَّكَاةُ {ز ک و} باب (تفعیل) سے اسم مصدر جو کہ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (مال کی زکوٰۃ دینا، اس کو پاک کرنا)

مَا + تَقَدَّمُوا ما شرطیہ جازمہ ہے اسی لئے آگے فعل تَقَدَّمُوا حالت جزم میں ہے اصل میں تَقَدَّمُونَ تھا نون اعرابی گر گیا ہے۔
 {ق د م} باب (تفعیل) قَدَّمَ يَقْدِمُ سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر مخاطب (آگے بھیجا)

تَجِدُوْا + كُ {و ج د} باب (ض) وَجَدَ يَجِدُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب اصل میں تَتَجَدَّدُونَ تھا، جواب شرط ہونے کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا اور نمبر 2 واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ لازمی کے درمیان واقع ہوئی واؤ کو گرا دیا، تَجِدُوْا ہو گیا + كُ ضمیر واحد مفعول جو کہ خَیْر کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (تم پاؤ گے + اس کو)

بَصِيْرٌ {ب ص ر} باب (ن) سے صفت مشبہ۔ اِن کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ (خوب دیکھنے والا)
 تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کریں۔ نماز کے بے شمار فوائد ہیں۔ انسان کی ظاہری و باطنی صفائی ہوتی ہے۔ نماز انسان کو برے کاموں سے روکتی ہے اس سے آپس میں تعلق گہرا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ نماز کے ذریعے انسان کا دل موم رہتا ہے۔

زکوٰۃ کے بھی بے شمار فوائد ہیں۔ ایک دوسرے بھائی کے ساتھ تعاون ہوتا ہے۔ انسان کا مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔ بخل سے نجات ہوتی ہے جو کہ انسان کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان کے نیک کام اللہ کے پاس موجود ہیں، ادنیٰ سی نیکی کی کوشش بھی رایگاں نہیں جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ

و	قَالُوا	لَنْ	يَدْخُلَ	الْجَنَّةَ	اِلَّا	مَنْ
اور	کہا انہوں نے	ہرگز نہ	داخل ہوگا	جنت میں	مگر	جو
عاطفہ	فعل ماضی جمع	حرف ناصبہ	فعل مضارع	مفعول	حرف استثنا	موصولہ يَدْخُلُ کا فاعل

كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصْرًا يَتْلِكَ اَمَانِيَهُمْ ط قُلْ

قُلْ	اَمَانِيَهُمْ + هُمْ	يَتْلِكَ	نَصْرًا	اَوْ	هُودًا	كَانَ
کہہ دو	خواہشات + ان کی	یہ	عیسائی	یا	یہودی	ہوگا
فعل امر واحد	مضاف + مضاف الیہ (خبر)	اسم اشارہ مبتدا	معطوف	عاطفہ	خبر معطوف علیہ	فعل ماضی ناقص۔ اس کا اسم ہو ضمیر مستتر

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ {111}

صَادِقِينَ	كُنْتُمْ	إِنْ	بُرْهَانَ + كُمْ	هَاتُوا
سچے	ہو تم	اگر	دلیل + اپنی	لاؤ تم
اسم فاعل جمع مذکر۔ (خبر)	فعل ماضی ناقص (اسم)	حرف شرط	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	اسم فعل بمعنی امر (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: (یہود و نصاریٰ) کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی یا عیسائی ہی جائیں گے۔ یہ اُن کی خواہشات ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیں اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی صداقت پر دلیل لائیں۔

لغوی نکات:

کَنْ حرف ناصبہ ہے جو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، مستقبل کی نفی کا فائدہ دیتا ہے (ہرگز نہیں)

يَدْخُلُ {دخول} باب ن سے فعل مضارع معلوم۔ واحد مذکر غائب، حالت نصب میں ہے کہ پہلے کَنْ ناصبہ ہے، (داخل ہونا)

الْجَنَّةُ {جن ن} یہ واحد ہے اس کی جمع ”جَنَّاتٌ“ ہے، يَدْخُلُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (جنت میں)

هُودًا {ه و د} یہ ”هَادٍ“ سے مشتق ہے اور هَادٍ کی جمع ”هُودًا“ ہے۔ اس کا معنی تائب (توبہ کرنے والا) اور رجوع کرنے کے ہے۔ پہلے یہ اسم مدح تھا اب یہ یہود کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مدح کا معنی ختم ہو گیا ہے۔ یہ ”کَانَ“ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (یہودی)

نَصْرًا {ن ص ر} یہ نصرانی کی جمع ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گاؤں ناصره سے لیا گیا ہے۔ یا عیسیٰ علیہ السلام کے قول مَنِ انْصَارَ إِلَى اللَّهِ سے لیا گیا ہے لیکن یہ عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔

تِلْكَ اسم اشارہ بعید واحد مؤنث، معرفہ (مبتدا) (یہ/وہ)

أَمَانِيَهُمْ {أ م ا ن ي ه م}۔ اُمْنِيَّةٌ کی جمع اَمَانِيٌّ ہے اور هُمْ ضمیر جمع ہے۔ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے (جس چیز کی انسان تمنا اور خواہش کرے۔ لیکن حاصل نہ کر سکے)

هَاتُوا {ہ ا ت و ا} اسم فعل بمعنی فعل امر ہے، جمع مذکر، یہ اصل میں ”آتُوا“ تھا، ”ہمزہ“ کو ”ہا“ سے بدل کر ”هَاتُوا“ بنا لیا، اس کی ماضی اور مضارع نہیں ہوتا، (لاؤ تم)

بُرْهَانَكُمْ {ب ر ه ا ن ك م} {ب ر ہ} بعض کے نزدیک بَرَّةٌ بَرَّةٌ (س) کا مصدر ہے اور بعض کے ہاں ”ن“ اصلی ہے ”فُعْلَانٌ“ کے وزن پر۔ (مرکب اضافی) هَاتُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کی جمع ”بُرَاهِينٌ“ ہے، (دلیل نافع جو تمام دلائل سے زور دار ہو اور ہر حال میں ہمیشہ سچی ہو)

صَادِقِينَ {ص د ق ي ن} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب ہے (سچ بولنے والے)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ ہم حق پر ہیں اور جنت کے مستحق ہم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد

فرمایا کہ یہ صرف ان کی خواہشات ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عمل کے بغیر خواہشات کا فائدہ نہیں ہے۔ دعویٰ کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ تب صدق و کذب کی حقیقت کھلتی ہے۔

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

بَلَىٰ	مَنْ	أَسْلَمَ	وَجْهَهُ	لِلَّهِ	وَ	هُوَ	مُحْسِنٌ
کیوں نہیں، اصل بات یہ ہے	جو	مطیع کرے	چہرے کو اپنے	کیلئے + اللہ	اور	وہ	نیکی کرنے والا ہو
حرف اثبات ایجاب	شرطیہ	فعل ماضی (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	جار + مجرور	عاطفہ	مبتدا	اسم فاعل (خبر)

فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ

فَ + لَ + هُ	عِنْدَ	أَجْرُهُ	رَبِّ + هُ
تو + واسطے + اس کے	پاس	اجر + اس کا	رب + اس کے
جزائیہ + جار + مجرور (خبر مقدم)	مضاف + مضاف الیہ / مبتدا مؤخر	ظرف / مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ {112}

وَلَا	خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا	هُمْ	يَحْزَنُونَ
اور	نہ	اوپر + ان کے	اور	نہ	غم کھائیں گے
عاطفہ	لا بمعنی لَيْسَ کا اسم	جار + مجرور / لا کی خبر	عاطفہ	نافیہ	فعل مضارع جمع (فاعل) / لا کی خبر

بامعاورہ ترجمہ: کیوں نہیں، جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اور وہ نیکوکار بن گیا۔ تو اس کو اس کے رب کے ہاں اجر ملے گا اور (قیامت کے دن) ان پر کسی قسم کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔

لغوی نکات:

بَلَىٰ حرف ایجاب (اثبات) ہے۔ بات میں نفی کی تردید کیلئے آتا ہے یا استفہام کے جواب میں آتا ہے جو نفی پر واقع ہو۔ (کیوں نہیں)

أَسْلَمَ {س ل م} باب افعال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (مطیع کرنا، سپرد کرنا)

مُحْسِنٌ {ح س ن} باب افعال سے اسم فاعل۔ حالت رفع (احسان کرنے والا) احسان ایمان کا آخری درجہ ہے۔

أَجْرُهُ {ج ر ه} باب ض، ن سے مصدر ہے، مرکب اضافی، حالت رفع، مبتدا مؤخر ہے (کسی عمل کا بدلہ دینا، دنیوی ہو یا دینی ہو، مزدوری، ثواب)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

خَوْفٌ {خوف} باب (س) خَافَ يَخَافُ سے مصدر (مرفوع) ہے، خوف کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اور حزن و غم کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے۔ (ڈر)

يَحْزَنُونَ {حزن} باب (س) سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر غائب (هُم فاعل) (غمگین ہونا) تفسیری نکات:- حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تابع بنا دیا، اور اس کے دین کے مطابق عمل کرے تو ایسے افراد کو پچھلی اور اگلی زندگی کے غم و حزن کا کوئی تصور نہیں ہوتا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت اجر و ثواب ملے گا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ ۖ وَقَالَتِ النَّصْرَىٰ

و	قَالَتِ	الْيَهُودُ	لَيْسَتِ	النَّصْرَىٰ	عَلَىٰ	شَيْءٍ	وَ	قَالَتِ	النَّصْرَىٰ
اور	کہا	یہود (نے)	نہیں	نصاریٰ	اوپر	کسی چیز کے	اور	کہا	نصاریٰ نے
عاطفہ	فعل ماضی (مونث)	فاعل	فعل ماضی	فاعل	جار	مجرور	عاطفہ	فعل ماضی (مونث)	فاعل

لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ ۖ وَهُمْ يَتَّبِعُونَ الْكُتُبَ ۗ كَذَلِكَ

لَيْسَتِ	الْيَهُودُ	عَلَىٰ	شَيْءٍ	وَ	هُمْ	يَتَّبِعُونَ	الْكِتَابَ	كَذَلِكَ
نہیں	یہود	پر	کسی چیز	حالانکہ	وہ	پڑھتے ہیں	کتاب کو	اسی طرح
فعل ماضی (مونث)	فاعل	جار	مجرور	حالیہ	مبتدا	فعل مضارع (فاعل)	مفعول بہ (جملہ خبر)	ک جارہ + ذالک مجرور

قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ قَالَ اللَّهُ

قَالَ	الَّذِينَ	لَا	يَعْلَمُونَ	مِثْلَ	قَوْلِهِمْ	فَ	اللَّهُ
کہا	ان لوگوں نے (جو)	نہیں	وہ جانتے	مانند	بات + ان کی	تو	اللہ
فعل ماضی	اسم موصول (جمع)	نافیہ	فعل مضارع (جمع)	مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	جزاسیہ (شرط مقدر ہے)	مبتدا

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ {113}

يَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	فِي	مَا	كَانُوا	فِي	يَخْتَلِفُونَ
فیصلہ کرے گا	درمیان + ان کے	دن	قیامت کے	میں + اس (معاملہ)	تھے وہ	میں + اُس	جو وہ اختلاف کرتے	
فعل مضارع (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ	ظرف / مضاف	مضاف الیہ	جار + مجرور	فعل ماضی	جار + مجرور	فعل مضارع جمع (فاعل)	

قرآن مجید کی لغوی تشریح

المرآة / البقرة ۲

بامحاورہ ترجمہ: یہود نے کہا کہ عیسائی کسی چیز (راہ) پر نہیں ہیں اور عیسائیوں نے کہا کہ یہود کسی چیز (راہ) پر نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں۔ اس طرح جاہل لوگوں نے اس طرح کی بات کی تھی تو ان کے درمیان اللہ قیامت کے دن فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

لغوی نکات:

الْيَهُودُ {ہود} یہود ایک مخصوص قوم کا نام ہے اور انکی کتاب کا نام تورات ہے۔ عموماً موسیٰ علیہ السلام کے تابعین ہیں۔ اسکا واحد يَهُودِيٌّ ہے۔ علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور اس پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے (اليهود) اغلب امکان ہے کہ یہ لفظ عبرانی ہے اور اس نسبت سے اسکا تعلق ”يَهُودًا“ سے ہے جو سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہے۔

لَيْسَتْ {ل ی س} فعل ماضی (مؤنث) ”لَيْسَتْ“ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ نفی کے معنی کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا اسم مرفوع ہوتا ہے اور اس کی خبر منصوب ہوتی ہے۔ لَيْسَتْ سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں۔ مضارع اور امر نہیں ہوتا، (نہیں)

شَيْءٌ {ش ی ع} باب (ف) سے مصدر ہے، واحد/حالت جر ہے اس کی جمع اَشْيَاءٌ ہے۔ کسی ثابت شدہ موجود کو ”شئی“ کہتے ہیں۔ محض خیالی اعتقادی باتوں کا جن کا ظاہر میں کوئی وجود نہ ہو اس پر لفظ شئی کا اطلاق نہیں ہوتا۔

يَتَلَوْنَ {ت ل و} باب (ن) (تَلَوْتُ تَلَوْتُمْ) سے تلعیل کے بعد (تَلَايَتْلُوْا) فعل مضارع جمع مذکر غائب، لغوی معنی (پچھے آنا) اور محاورہ (آسمانی کتابوں کی تلاوت کرنا)

الْكِتَابِ {ک ت ب} باب (ن) سے مصدر مفعول، مخصوص کتاب ”تورات“ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ”انجیل“ جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ انجیل تورات کا تمہ ہے۔

وَسِئَلٍ {م ر ث ل} یہ واحد ہے اس کی جمع اَسْئَالٌ ہے، مضاف ہے، مذکر، مؤنث واحد متشبیہ جمع سب کے لئے آتا ہے قَالَ کا مفعول یہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (شبہ، نظیر مشابہ)

قَوْلِهِمْ {ق و ل} مرکب اضافی {ق و ل} باب (ن) سے مصدر مضاف ہے۔ ہم جو اصل میں ہُمْ ہے، زبان پر نقل دُور کرنے کے لئے ”ہم“ ہے۔ مضاف الیہ جری حالت ہے (انکی بات)

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مرکب اضافی، ”يَحْكُمُ“ کا مفعول فیہ ہے، (قیامت کا دن)

يَحْكُمُ {ح ک م} باب (ن) حَكَمَ يَحْكُمُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، (فیصلہ کرتا ہے / کرے گا)

يَخْتَلِفُونَ {خ ل ف} باب (افتعال) سے فعل مضارع معروف / جمع مذکر غائب (چھان بین کیلئے ایک دوسرے کے پیچھے لگنا) (اختلاف کرنا)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کیخلاف پر دیکھنا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو راہ راست سے بھٹکا ہوا تصور کرتے ہیں حالانکہ دونوں فریق صراط مستقیم پر نہیں ہیں۔ دونوں اللہ کیساتھ شرک کرتے ہیں۔ کتب الہی میں پڑھتے ہیں کہ اللہ کیساتھ شرک کرنا سخت گناہ ہے۔ یہ ایسی باتیں کرتے ہیں جیسے کہ جاہل لوگ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انکے باطل عقیدہ اور اختلافات یعنی پوچھ گچھ پر فیصلہ کریگا۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ

وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	مَنَعَ	مَسْجِدَ	اللَّهِ	أَنْ	يُذْكَرَ
اور	کون شخص	بڑا ظالم ہے	سے + اس/جو	روکے	مسجدوں سے	اللہ کی	یہ کہ یاد کیا جائے
عاطفہ	استقہامیہ	اسم تفضیل	حرف جر + موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	مفعول/مضاف	مضاف الیہ	حرف ناصبہ فعل مضارع مجہول

فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا

فِيهَا	اسْمُهُ	وَسَعَى	فِي	خَرَابِهَا
میں + ان	نام + اس کا	اور	وہ کوشش کرے	اجاڑنے + اس کے
جار/مجروح	مضاف + مضاف الیہ، نائب فاعل	عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	مجروح/مضاف + مضاف الیہ

أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا

أُولَئِكَ	مَا	كَانَ	لَهُمْ	أَنْ	يَدْخُلُوهَا
یہی لوگ ہیں	نہیں	ہے	لئے + ان کے	یہ کہ	وہ داخل ہوں + اس میں
اسم اشارہ جمع	نافیہ	فعل ناقص ماضی	جار + مجروح	حرف ناصبہ	فعل مضارع جمع (ہم فاعل) + مفعول

إِلَّا خَافِيْنٍ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

إِلَّا	خَافِيْنٍ	لَهُمْ	فِي	الدُّنْيَا	خِزْيٌ
حرف استثناء	اسم فاعل (جمع)	جار + مجروح خبر مقدم	حرف جار	مجروح	مصدر (س) (مبتدا مؤخر)
مگر	ڈرتے ہوئے	لئے + ان کے	میں	دنیا	رسوائی

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ {114}

وَلَهُمْ	فِي	الْآخِرَةِ	عَذَابٌ	عَظِيمٌ
اور	میں	آخرت	عذاب (ہے)	بہت بڑا
عاطفہ	جار + مجروح خبر مقدم	جار	موصوف	صفت مبتدا مؤخر

بامحاورہ ترجمہ: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو لوگوں کو اللہ کے گھروں (مساجد) سے روکتا ہے۔ اس سے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کو اجاڑنے کی کوشش کرے۔ یہی لوگ ہیں ان کے لائق نہیں کہ (اللہ کے گھر) میں داخل ہوں ہاں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے تو دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

لغوی نکات:

أَظْلَمَ {ظلم مر} باب (ض) أَفْعَلُ کے وزن پر، اسم تفضیل حالت رفع مَنْ کی خبر ہے (بہت بڑا ظالم ہے)

وَمَنْ {مَنْ + مَنْ} حرف جار اور مَنْ موصولہ ”ن کام“ میں ادغام کر دیا۔ (اس سے + جو)

مَمَّعَ {من ۶} باب (ف) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (روکنا۔ باز کرنا)

مَسْجِدَ اللَّهِ (مرکب اضافی) {س ج د} باب (ن) مَسْجِدٌ اسم ظرف مکان، وزن مَفْعِلٌ، کی جمع (مَسَاجِدُ) ہے، مَنَّعَ فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، (اللہ کی مسجدوں سے)

أَنْ يُذْكَرَ {ذکر مر} باب (ن) سے فعل مضارع مجہول، واحد مذکر غائب (یہ کہ ذکر کیا جائے/ یاد کیا جائے)

اسْمُهُ {مضاف} + {مضاف الیہ} یہ أَنْ يُذْكَرَ کا نائب فاعل ہے (اس (اللہ) کا نام)

سَعَى {س ع ی} باب (ف) سَعَى يَسْعَى سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، (کوشش کرنا خیر میں یا شر میں)

خَرَّابِهَا {خَرَّابٍ + هَا} باب (س) سے مصدر + هَا ضمیر مؤنث جو کہ مَسَاجِدَ کی طرف لوٹی ہے جو کہ جمع مکسر غیر عاقل ہے، اسی لئے ضمیر واحد مؤنث استعمال ہوئی ہے (ان کے اجاڑنے کی کوشش کرنا)

خَايِفِينَ {خوف باب (س) سے اسم الفاعل جمع / يَذْخُلُوا کی ضمیر فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے نصی حالت (ڈرنے والے)

خَزِيٍّ {خزى باب (س) خَزِيٍّ يَخْزِي سے مصدر۔ لَهُمْ خبر مقدم اور یہ (خِزْيٌ) مبتدا مؤخر ہے (ذلت، رسوائی، خواری)

تفسیری نکات: وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو لوگوں کو اللہ کی مساجد سے روکتا ہے تاکہ ان مساجد میں اللہ کا نام نہ لیا جائے اور (مزید) ان (اللہ کے) گھروں کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ ان پر لازم تھا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوں تو اللہ سے ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ کیونکہ اللہ کے گھروں میں فساد بہت سخت گناہ ہے لیکن یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔ ان لوگوں کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ آج کل مساجد میں بم مارنا، ڈرانا اسی ضمن میں آتا ہے تاکہ لوگ مسجد میں نہ آئیں یہ انتہائی قبیح فعل ہے ایسے لوگ اللہ کے سخت عذاب سے نہیں بچیں گے۔

وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوا

و	ل + اللہ	الْمَشْرِقُ	و	الْمَغْرِبُ	ف + آينَمَا	تُولُوا
اور	کے لئے + اللہ	مشرق	اور	مغرب	تو + جہاں کہیں	(رخ) پھیر لو تم
عاطفہ	جار + مجرور (خبر مقدم)	مبتدا مؤخر / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ + شرطیہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)

فَتَمَّ وَجْهَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ {115}

ف+تَمَّ	وَجْهَهُ	اللَّهُ	إِنَّ	اللَّهُ	وَاسِعٌ	عَلِيمٌ
تو+ وہاں (ہے)	چہرہ (ذات)	اللہ کا	یقیناً	اللہ تعالیٰ	وسعت والا	بہت علم والا ہے
جزائییہ + ظرف مکان (خبر مقدم)	مبتدا مؤخر / مضاف	مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل	إِنَّ کا اسم	خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں تم جس طرف بھی منہ کرو اس طرف اللہ کا چہرہ ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وسعتوں والا اور بہت علم والا ہے۔

لغوی نکات:

المَشْرِقُ {ش ر ق} باب (ن) سے ظرف مکان۔ یہاں ظرف مکان کی (ر) پر زبر خلاف قیاس ہے کیونکہ باب (ن) کی ظرف مکان عموماً مَفْعَلٌ (عین پر زبر) کے وزن پر آتی ہے (سورج کے نکلنے کی جگہ)

المَغْرِبُ باب (ن) مَفْعِلٌ (عین پر زبر) کے وزن پر ہے حالانکہ قیاس پر زبر ہے، یہ دونوں معطوف علیہ اور معطوف مل کر مبتدا مؤخر ہے اور اللہ خبر مقدم ہے، (سورج کے غروب ہونے کی جگہ)

فَأَيُّمًا {ف+ آيُنَمَا} فَا عاطفہ ہے اور آيُنَمَا شرطیہ ہے۔ (جہاں کہیں / جس طرف)

تَوَلَّوْا {ول ی} باب تفعیل (وَلَّى تَوَلَّى) سے فعل مضارع معلوم۔ جمع مذکر حاضر۔ اس کا مصدر تَوَلَّىتُمْ ہے۔ عامل حرف شرط (آيُنَمَا) کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ اصل میں تَوَلَّىتُمْ تَمَّ "سی" پر ضمہ بھاری تھا، انتقال حرکت کر کے ما قبل یعنی "ل" کو دیا "سی" سے پہلے پیش آگئی لہذا مطابقت کر کے "سی" کو واؤ سے بدلہ۔ دو واؤں کے درمیان التقائے ساکنین ہوا، پہلی واؤ کو گرا دیا تَوَلَّوْا رہ گیا، (پھیرنا)

فَتَمَّ {ف+ تَمَّ} فَا جزائییہ ہے اور تَمَّ ظرف مکان بعید یعنی علی الفتح ہے اور مَحَلًّا منصوب ہے اور یہ مخذوف کے متعلق ہے اور هُنَاكَ کے معنی میں ہے۔ (تو اللہ) وہیں ہے)

وَجْهَهُ اللَّهُ مرکب اضافی، مبتدا مؤخر (اللہ کا چہرہ)

وَاسِعٌ {وس ع} باب (س) سے اسم الفاعل واحد مذکر إِنْ کی خبر اول ہے (وسعتوں والا)

عَلِيمٌ {عل م} باب (س) سے صفت مشبہ (مبالغہ) کا صیغہ ہے إِنْ کی خبر ثانی ہے (بہت علم والا)

تفسیری نکات: یہ مشرق و مغرب یعنی تمام جہتیں تو سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تو نفلی نماز کے لئے سواری پر جس طرف بھی منہ کیا جائے اس طرف قبلہ ہے یا یہ تحویل قبلہ سے متعلق معاملہ ہے کہ تم جس طرف بھی اپنے چہرے کرو گے، ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی وسعتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔ اللہ کے چہرے سے مراد کہ وہ کس طرح کا ہے ہمیں پتہ نہیں ہے، تشبیہ یا

اس کی تاویل نہیں کرنی چاہئے۔ پس یہ کہنا چاہئے کہ جس طرح اللہ کی شان کے مطابق اور لائق ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ ۗ بَلْ لَّهُ

و	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللَّهُ	وَلَدًا	سُبْحٰنَهُ	بَلْ	لَّهُ
اور	کہا انہوں نے	بنالی۔ پکڑی	اللہ نے	اولاد (بیٹا)	پاک ہے وہ (اللہ)	بلکہ	کے لئے + اس
عاطفہ	فعل ماضی جمع	فعل ماضی (افتعال)	فاعل	مفعول	مضاف + مضاف الیہ	کلمہ اضراب	جار + مجرور

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ كُلُّ لَّهُ قٰنِیْنٍ ﴿۱۱۶﴾

مَا	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	كُلُّ	لَّهُ	قٰنِیْنٍ
جو	میں	آسمانوں	اور	زمین (میں)	سب	کے لئے + اس	فرمانبردار ہیں
اسم موصول	جار	مجرور / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	مبتدا	جار + مجرور	اسم فاعل جمع مذکر (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: ان لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے (اپنے لئے) اولاد بنالی ہے نہیں بلکہ وہ (ہر عیب سے) پاک ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کا ہے اور سب اس کے فرمانبردار ہیں۔

لغوی نکات:

اتَّخَذَ {ءخذ} باب (افتعال) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ اصل میں "اِتَّخَذَ" تھا، باب افتعال کے فاء کلمہ میں ہمزہ واقع ہو تو اس کو (ت) سے بدل دیا جاتا ہے اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا۔ "اِتَّخَذَ" ہو گیا (اس نے پکڑ لیا، اختیار کر لیا، بنالیا) {ول د} باب (ض) سے "وَلَدًا" مصدر۔ مفعول بہ ہے۔ (مذکر، مؤنث، چھوٹا، بڑا سب پر وَلَدًا کا اطلاق ہوتا ہے) (بیٹا یا اولاد)

سُبْحٰنَهُ {س ب ح} باب (تفعیل) سے مصدر ہے اور یہ فعل محذوف "سُبْحٰنُ" کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور ہمیشہ اضافت سے استعمال ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے جس طرح سُبْحٰنَ اللہ ہے اور کبھی ضمیر جس طرح یہاں ہے (اللہ تعالیٰ کے عیوب و نقائص سے پاک ہونے کی صفت ہے)۔

بَلْ حرف "اضراب" ہے یعنی گزشتہ بات / معالے کی نفی کی جاتی ہے اور پیش آمدہ بات کا اثبات کیا جاتا ہے۔ (بلکہ) {س م و} باب (ن) (سَمٰی سَمُو) سے، جمع (سالم مؤنث) ہے، اس کی واحد مؤنث سَمٰوٰتِ ہے اس کی جمع بناتے وقت ہمزہ (ع) کو "و" سے بدل دیا گیا تو "السَّمٰوٰتِ" بن گیا۔ (آسمانوں)

كُلُّ اصل میں "كُلُّ مَا خَلَقَ اللہ" تھا۔ مضاف الیہ (مَا خَلَقَ اللہ) کو حذف کر کے کُلُّ کی لام کو تینوں دی گئی جو کہ تینوں عوض

ہے (مبتدا) (سب کے سب)

قُنْتُون {ق ن ت} باب (ن) قُنْتُتْ یَقْنُتُ سے اسم الفاعل جمع مذکر۔ مبتدا کی خبر ہے، اسی لئے مرفوع ہے (اطاعت کرنے والے) یعنی عاجزی/خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنے والے۔

تفسیری نکات: بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ مثلاً عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے یا یہودیوں کا کہنا ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے یا بعض لوگ نبی علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ نُؤْرُومِنَ نُؤْرِ اللہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”کہ وہ (اللہ) ان تمام باطل نظریات اور باتوں سے مبرا اور پاک ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ زمین و آسمان میں سب کچھ اس کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔ تمام چیزیں اس کے حکم کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ انسان کا کمال بھی اسی میں ہے کہ وہ صرف اس ایک (اللہ) کے آگے سر جھکائے، یہی توحید ہے۔

بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَإِذَا قَضَىٰ

بَدِيعُ	السَّمَوَاتِ	وَ	الْأَرْضِ	وَ	إِذَا	قَضَىٰ
ابتدا سے ہی بنانے والا	آسمانوں کو	اور	زمین کو	اور	جب	فیصلہ کرتا ہے
مبتدا مخذوف ہو کی خبر۔ مضاف	مضاف الیہ / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	شرطیہ	فعل ماضی بمعنی مضارع

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ {117}

أَمْرًا	فَ+إِنَّمَا	يَقُولُ	لَهُ	كُنْ	فَ+يَكُونُ
کسی کام کا	تو+صرف، بس	کہتا ہے	کے لئے+اس	تو ہو جا	تو+وہ ہو جاتا ہے
مفعول	فَ جزائیہ+کلمہ حصر	فعل مضارع (فاعل)	جار+مجرور	فعل امر (فاعل)	جزائیہ+فعل مضارع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کو نئے سرے سے بنانے والا ہے۔ وہ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو وہ صرف لفظ ”کُنْ“ کہتا ہے تو وہ (کام) ہو جاتا ہے۔

لغوی نکات:

بَدِيعُ {ب د ع} باب (ف) بَدِعَ يَبْدِعُ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے، مبتدا مخذوف (هو) کی خبر ہے، مضاف ہے، ”فَعِيلٌ“ کا وزن ہے، بمعنی ”مُبْدِعٌ“ (نیا نکلنے والا) ایسی چیز کو ایجاد کرنا جسکی پہلے مثال نہ ہو۔ بغیر کسی کی اقتداء اور پیروی کرنے کے نئے سرے سے کوئی چیز بنانا۔ دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کرنا جس کی عہد نبوی میں کوئی مثال نہ ہو وہ بھی

بدعت کہلاتا ہے۔

قَضَى {ق ض ی} باب (ض) (قَضَى یَقْضِی) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، قَضَى سے پہلے ”إِذَا“ آنے کی وجہ سے اس کا معنی مضارع والا ہو گیا اصل میں قَضَى تھا ہی متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح (زبر) ہونے کی وجہ سے مطابقت ”سی“ کو الف سے بدل دیا، قَضَى ہو گیا۔ (فیصلہ کرتا ہے / ارادہ کرتا ہے)

كُنْ {ک و ن} باب (ن) ”كَانَ یَكُونُ“ (فعل ناقص) سے فعل امر کا صیغہ ہے۔ (واحد مذکر) اصل میں اُكُونُ تھا، واؤ پر ضمہ بھاری تھا۔ ماقبل کو منتقل کر دیا، واؤ (و) اور نون کے درمیان التقائے ساکنین ہوا تو حرف علت واؤ (و) کو گرا دیا۔ باقی لفظ ہمزہ وصلی کے بغیر بھی پڑھا جاسکتا ہے، اس لئے شروع میں ہمزہ (ع) وصلی لگانے کی ضرورت نہ رہی لہذا یہ باقی لفظ کُنْ ہی مستعمل ہے (اللہ کا فرمانا) (ہو جا)

فَيَكُونُ (ف + یَكُونُ) (ف جزائیہ + یَكُونُ) {ک و ن} باب (ن) سے فعل مضارع واحد مذکر (تو وہ ہو جاتا ہے)

تفسیری نکات: اس آیت میں مشرک قوموں کے غلط عقیدہ کی تردید مقصود ہے جو یہ غلط نظریہ رکھتے ہیں کہ مادہ (Matter) پہلے سے کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا (تو تمام اشیاء اول بدل کر اسی سے بنی ہیں) لفظ ”بَدِئِمْ“ سے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے نئے سرے سے بنایا۔ وہ تخلیق اور خلاقیّت میں کسی مادے وغیرہ کا محتاج نہیں ہے۔ اس کو اس کائنات کی تخلیق و ایجاد میں اسباب و وسائل کی ضرورت نہیں، جس چیز کا وہ ارادہ فرماتا ہے، اس کے لئے صرف حکم و اشارہ کافی ہے وہ لفظ ”کُنْ“ کہتا ہے تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا

و	قَالَ	الَّذِينَ	لَا	يَعْلَمُونَ	لَوْلَا	يُكَلِّمُنَا
اور	کہا	ان لوگوں نے جو	نہیں	جانتے	کیوں نہیں	کلام کرتا + ہم سے
عاطفہ	فعل ماضی	اسم موصول جمع	نافیہ	فعل مضارع جمع (فاعل)	حرف استفہام	فعل مضارع + مفعول

اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ

اللَّهُ	أَوْ	تَأْتِينَا	آيَةٌ	كَذَلِكَ	قَالَ	الَّذِينَ	مِنْ
اللہ تعالیٰ	یا	آتی + ہمارے پاس	کوئی نشانی	اسی طرح	کہا	ان لوگوں نے جو	سے
فاعل	کلمہ اختیار	فعل مضارع + مفعول	فاعل	حرف تشبیہ	فعل ماضی	(فاعل) اسم موصول جمع	حرف جار

قَبْلَهُمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ط

قَبْلِهِمْ + هُمْ	مِثْلٌ	قَوْلِهِمْ + هُمْ	تَشَابَهَتْ	قُلُوبُهُمْ + هُمْ
پہلے + ان سے	مثل، مانند	بات + ان کی	ایک جیسے ہو گئے	دل + ان کے
مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	مفعول/مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	فعل ماضی واحد مؤنث	مضاف + مضاف الیہ (فاعل)

قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ {118}

قَدْ	بَيَّنَّا	الْآيَاتِ	لِقَوْمٍ	يُوقِنُونَ
یقیناً	ہم نے واضح کر دی ہیں	آیتیں/ نشانیاں	کے لئے + اس قوم	(جو) یقین رکھتے ہیں وہ
کلمہ تاکید	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول	جار + مجرور جمع	فعل مضارع جمع، مذكر غائب (فاعل)

بامعاورہ ترجمہ: جو لوگ جانتے نہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں) آتی۔ اسی طرح کی باتیں ان سے پہلے کہا کرتے تھے۔ انکے دل ایک جیسے ہیں۔ یقین کرینوالوں کیلئے ہم نے اپنی نشانیاں واضح طور پر بیان کر دی ہیں۔

لغوی نکات:

لَا يَعْلمُونَ لا نافیہ + یَعْلَمُونَ {ع ل م} باب (س) سے فعل مضارع معلوم، جمع مذكر غائب (فاعل) (وہ نہیں جانتے)

لَوْ لَا لو حرف شرط اور لا نافیہ کا مجموعہ اور یہ دونوں مل کر ایک حرف تخصیض بنتا ہے (ابھارنا / کسی کام کے کرنے پر آمادہ کرنا) دونوں ”لو“ کے اکٹھا آنے سے معنی ہوگا (کیوں نہیں)

يُكَلِّمُنَا یُكَلِّمُ + نا {ك ل م} باب (تفعیل) فعل مضارع معلوم، واحد مذكر غائب، اور نا ضمیر مفعول ہے (وہ اللہ کلام کرتا + ہم سے)

تَأْتِينَا تَأْتِي + نا {ت ی ن} باب (ض) ائی یأتی سے فعل مضارع واحد مؤنث غائب اور ”نا“ مفعول (آتی ہمارے پاس)

آيَةٌ یہ واحد ہے اس کی جمع ”آیات“ ہے۔ ”تَأْتِينَا“ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (نشانی، آیت)

مِثْلَ قَوْلِهِمْ (مثل) (مضاف) + قَوْلٍ (مضاف الیہ مضاف + ہم مضاف الیہ، پھر یہ مفعول بہ ہوا فعل ”قَالَ“ کا (مانند ان کی بات کے)

تَشَابَهَتْ {ش ب ه} باب (تفاعل) سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب (کسی چیز کا دوسرے سے مشابہ ہونا)

بَيَّنَّا {ب ی ن} باب (تفعیل) سے ماضی، جمع متکلم، (بیان کیا ہم نے)

الآيَاتِ ”آیۃ“ کی جمع ”آیات“ ہے، ”آیۃ“ اصل میں ”آیۃ“ تھا ”سی“ متحرک ہے اور ما قبل مفتوح ہے لہذا مطابقت کی وجہ سے ”سی“ کو الف سے بدلا، پھر (الف + الف) = (ا) ”آیۃ“ ہو گیا۔ آیات جمع مؤنث سالم بَيَّنَّا کا مفعول حالت نصبی ہے۔ (آیتیں)

{ی ق ن} باب (افعال) اَيَقِنُ يُوَقِنُ (اِيْقَانٌ) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ (یقین کرنا / شک و شبہ دور کرنا، کسی چیز کو سمجھنے کے بعد پایہ ثبوت تک پہنچنا)

تفسیری نکات: کافروں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا نبی سچا ہے تو ہم سے اللہ خود بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی دکھائے۔ جو نبی کے صدق پر دلالت کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسکے جواب میں فرمایا: ”کہ اس طرح کی باتیں پہلے لوگ بھی کرتے تھے۔ ان سب کے دل ایک جیسے ہیں۔ اللہ سے دور ہیں۔ ہم یقین رکھنے والی قوم کیلئے آیتیں کھول کھول کر بیان / واضح کر دی ہیں۔ انکو سمجھ نہ آئے تو ہمارا کیا قصور ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

إِنَّا	أَرْسَلْنَا + كَ	بِ + لَحَقٍّ	بَشِيرًا	وَ	نَذِيرًا
بے شک ہم	بھیجا ہم نے + آپ کو	ساتھ + حق کے	خوشخبری دینے والا	اور	ڈرانے والا
حرف مشبہ بالفعل + نَا۔ اِنَّ کا اسم	فعل ماضی (فاعل) + مفعول (خبر)	جار + مجرور	حال معطوف علیہ	عاطفہ	حال معطوف

وَلَا تَسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ {119}

وَلَا	تَسْأَلُ	عَنْ	أَصْحَابِ	الْجَحِيمِ
اور	سوال کیا جائے گا آپ سے	سے	والوں	دوزخ
عاطفہ	مضارع مجہول (أَنْتَ نائب فاعل)	جار	مجرور / مضاف	مضاف الیہ

بامحاوہ ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یقیناً ہم نے آپ کو سچی حقیقتوں کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور دوزخ والوں کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھا جائے گا۔

لغوی نکات:

أَرْسَلْنَا + كَ {رس ل} باب (افعال) فعل ماضی معروف، جمع متکلم ك ضمیر مخاطب مفعول (بھیجا ہم نے آپ کو)
بَشِيرًا {ب ش ر} باب (تفعیل) سے فَعِيلٌ کا وزن، اسم فاعل کے معنی میں ہے اور ك ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ (خوشخبری دینے والا)

نَذِيرًا {ذ ر} باب (افعال) سے فَعِيلٌ کا وزن بمعنی اسم فاعل اور أَرْسَلْنَا میں ك ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ (ڈرانے والا)
لَا تَسْأَلُ {س ل} باب (ف) سے مضارع مجہول منفی، واحد مذکر مخاطب (نہیں پوچھا جائے گا آپ سے)

أَصْحَابِ {ص ح ب} باب (س) سے مصدر۔ صَحَبٌ کی جمع أَصْحَابٌ ”جمع قلت“ ہے، یعنی جن الفاظ کے واحد کا وزن فَعْلٌ کے وزن پر ہوا ان کی جمع کا وزن أَفْعَالٌ ہو تو اس کو جمع قلت کہتے ہیں (والے)

الْبَحِيمِ {ج ۳ م} باب (س) سے فَعِيلٌ کے وزن پر صفت مشبہ بمعنی اسم فاعل (سخت بھڑکنے والی آگ) تفسیری نکات: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو بلا تردید سچ (پر مبنی پیغام) دیکر بھیجا ہے جو آپ کے پیغام پر ایمان لے آئے اور اس پر عمل کرے اسکو جنت کی خوشخبری دیں اور جو آپ کی لائی ہوئی شریعت سے روگردانی کرے تو اسکو آپ جہنم کی نوید سنائیں۔ اس اہم پیغام کے پہنچانے کے باوجود بھی اگر کوئی آپ کی بات نہ مانے اور دوزخ میں چلا جائے تو آپ کو ان کے بارے میں نہ پوچھا جائیگا۔ کسی کو راہ راست پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہاں پیغام ربانی لوگوں تک پہنچانا یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرَىٰ حَتَّىٰ

وَلَنْ	تَرْضَىٰ	عَنْ + كَ	الْيَهُودُ	وَ	لَا	النَّصْرَىٰ	حَتَّىٰ
اور	ہرگز نہیں	راضی ہوں گے	سے + آپ	یہودی	اور	نہ	عیسائی
عاطفہ	حرف ناصبہ نافیہ	فعل مضارع	جار + مجرور	فاعل معطوف علیہ	عاطفہ	نافیہ	معطوف
							ناصبہ (برائے انتہا)

تَتَّبِعَهُمُ لَمْ تَكُ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرَىٰ حَتَّىٰ

تَتَّبِعَهُمُ	لَمْ تَكُ	تَرْضَىٰ	عَنْ + كَ	الْيَهُودُ	وَ	لَا	النَّصْرَىٰ	حَتَّىٰ
اتباع کریں آپ	طریقے + ان کے کی	کہہ دو	یقیناً	ہدایت	اللہ تعالیٰ کی	مضاف الیہ (مفعول)	مضاف	مضاف الیہ (آم)
فعل مضارع (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ	فعل امر	حرف مشبہ بالفعل	مضاف	مضاف	مضاف الیہ (آم)	مضاف	مضاف الیہ (آم)

هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ

هُوَ	الْهُدَىٰ	وَ	لَ + اِنْ	اَتَّبَعْتَ
وہی	ہدایت ہے	اور	البتہ + اگر	پیروی کی آپ نے
ضمیر فصل (برائے حصر)	(اِنَّ کی) خبر	عاطفہ	لام تاکید + اِنَّ شرطیہ	فعل ماضی (فاعل) (واحد مخاطب)

اَهُوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

اَهُوَآءَهُمْ	بَعْدَ	الَّذِي	جَاءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ
خواہشات + ان کی	بعد (اس کے)	جو	آیا ہے + آپ کے پاس	سے + علم
مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	ظرف مضاف	اسم موصول	فعل ماضی فاعل ہو + مفعول	جار + مجرور

مَالِكٌ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ {120}

مَا	لَكَ	مِنْ	اللَّهِ	مِنْ	وَلِيٍّ	لَا	نَصِيرٍ
نہیں (ہوگا)	واسطے+ آپ کے	سے	اللہ	سے	کوئی دوست	نہ	کوئی مددگار
نافیہ	جار+ مجرور	جار	مجرور	جار	مجرور معطوف علیہ	نافیہ	معطوف

بامحاورہ ترجمہ: (اے ہمارے نبی) یہود و نصاریٰ آپ سے قطعاً راضی نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کے دین کی اتباع نہ کریں گے۔ تو آپ کہہ دیں کہ اللہ کی ہدایت ہی سیدھی راہ ہے اور اگر آپ علم (رسالت) کے آنے کے بعد بھی ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو اللہ کی طرف سے آپ کے لئے کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔

لغوی نکات:

وَلَنْ تَرْضَى "لَنْ" حرف ناصبہ ہے جو مضارع پر داخل ہو کر اس میں نفی مستقبل تاکید کی معنی پیدا کر دیتا ہے (ہرگز نہیں) {رضی ی رضى ی} باب (س) رَضِيَ يَرْضَى سے فعل مضارع معروف۔ واحد مؤنث غائب۔ اس کا فاعل "اليهود والنصارى" ہے جو کہ دونوں ہی اسم جمع ہیں۔ (راضی ہونا/پسند ہونا)

تَتَّبِعَ {ت ب ع} باب (افتعال) "اتَّبَعَ يَتَّبِعُ" سے فعل مضارع معروف۔ واحد مذکر مخاطب "حَتَّى" کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (پیروی کرنا، اتباع کرنا، پیچھے لگنا)

وَمَلَّئَهُمْ (مَلَّأَ+هُمْ) {م ل ل} مرکب اضافی۔ تَتَّبِعَ کا مفعول ہے۔ (ان کے طریقے کی)

هُدًى (هُدًى) مضاف + اللہ مضاف الیہ۔ اِنَّ کا اسم ہے (اللہ کی ہدایت)

اتَّبَعَتْ {ت ب ع} باب (افتعال) سے / فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (اتباع، پیروی کرنا)

أَهْوَاءَهُمْ {ه و ی} باب (س) (هُوَ يَهْوَى) سے مصدر "هَوَاءٌ" اس کی جمع "أَهْوَاءٌ"۔ مرکب اضافی بوجہ مفعول حالت نصب میں (ان کی خواہشات کی)

بَعْدَ بَعْدَ اسم ظرف۔ آگے۔ اسم موصول الَّذِي۔ کی طرف مضاف ہے۔ اضافت کی وجہ سے (بعد) کی دال (ذ) پر زبر ہے، وگرنہ دال پر پیش ہوتی (پیچھے اس چیز کے)

مَالِكٌ مَا+لَكَ "مَا" نافیہ ہے اور لَكَ+مِنْ مرکب جاری ہے (نہیں ہے + تیرے لئے)

وَلِيٍّ واحد ہے اس کی جمع اَوْلِيَاءُ ہے/ حالت جر (کوئی دوست / محبت کرنے والا)

تفسیری نکات: اے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنی بھی ہمدردی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود و نصاریٰ سے بات کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہر بات/شرط مانتے جائیں پھر بھی وہ آپ کی بات نہ مانیں گے جب تک آپ ان کے دین کو

قبول نہ کریں گے۔ اللہ نے فرمایا: ”صحیح دین وہی ہے جو ہمارا رسول بتاتا ہے ان لوگوں کو چاہئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانیں۔ اس میں ان کے لئے بھلائی ہوگی۔ اگر علم و صحیح دین آنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیروی کی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ہمدرد اور مددگار نہیں ہوگا۔“ اس میں اہل علم وغیرہ کے لئے بھی درس ہے کہ جب کسی کے پاس صحیح حدیث آئے پھر بھی وہ عمل نہ کرے تو وہ قابل ملامت ہے اور اس پر اس کا مواخذہ ہوگا۔

الَّذِينَ اتَّيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ

الَّذِينَ	اتَّيْنَاهُمْ	الْكِتَابَ	يَتْلُونَهُ
وہ لوگ جو	دی ہم نے + ان کو	کتاب	وہ تلاوت کرتے ہیں + اس کی
اسم موصول (جمع) مذکر	فعل ماضی (فاعل) + مفعول 1	مفعول 2	فعل مضارع (فاعل) + مفعول

حَقِّ تِلَاوَتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ

حَقِّ	تِلَاوَتِهِ ۚ	أُولَٰئِكَ	يُؤْمِنُونَ	بِهِ ۚ
حق ہے	تلاوت کرنا + اس کی	(وہی) یہی لوگ	ایمان لاتے ہیں وہ	ساتھ + اس کے
مفعول مطلق مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	اسم اشارہ مبتدا	فعل مضارع (جمع) (فاعل) (خبر)	جار + مجرور

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَاُولَٰئِكَ

وَمَنْ	يَكْفُرْ	بِهِ	فَاُولَٰئِكَ
اور	کفر کرے	ساتھ + اس کے	تو + وہی لوگ ہیں
عاطفہ	فعل مضارع مجزوم (فاعل) (خبر)	جار + مجرور	جزائیہ + مبتدا

هُمُ الْخَسِرُونَ {121}

هُمُ	الْخَسِرُونَ
وہ	خسارہ پانے والے
ضمیر جمع (حصر)	اسم فاعل جمع (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جو حق ہے اس کی تلاوت کرنے کا۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں (عمل کرتے ہیں) اور جو اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

لغوی نکات:

الَّذِينَ
اتَّبَعَتْهُمْ
الْكِتَابُ
اسم موصول برائے جمع مذکر۔ اس کا واحد ”الَّذِي“ ہے (جو لوگ)
{ءت ی} باب (افعال) ”الَّتِي يُؤْتِي“ سے فعل ماضی / جمع متکلم + هُمْ ضمیر جمع مذکر مفعول نمبر 1 ہے (دیا ہم نے + ان کو)
{ك ت ب} باب (ن) سے مصدر مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ الف لام کی وجہ سے مخصوص کتاب (تورات یا ہر کتاب الہی)

يَتْلُوْنَ
{ت ل و} باب (ن) سے مضارع معروف۔ جمع مذکر غائب + ضمیر واحد مفعول ”يَتْلُوْنَ“ اصل میں ”يَتْلُوْنَ“ تھا، واؤ (و) پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے اس کو گرا دیا۔ اب دو واؤں (و+و) کا التقائے ساکنین ہوا (یعنی دونوں واؤں (د) ساکن ہیں) ایک واؤ کو گرا دیا۔ ”يَتْلُوْنَ“ ہو گیا۔ (تلاوت کرتے ہیں + اس کی)۔ اللہ کی کتابوں کی قرأت کے ساتھ ساتھ عمل کے ذریعے پیروی کرنا۔ اصل میں یہی تلاوت کا معنی ہے۔ جبکہ قرأت عام ”پڑھنا“ ہے۔

حَقَّ تِلَاوَتِهِ
حَقَّ {ح ق ق} باب (ض) حَقَّ يَحَقُّ سے حَقَّ مصدر / مضاف ہے تِلَاوَتِ + مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مفعول مطلق ہو گیا، اس لئے ”حَقَّ“ حالت نصب میں ہے (جو حق ہے اس کی تلاوت کرنے کا)

يُؤْمِنُونَ
يَكْفُرُونَ
{ء م ن} باب (افعال) سے فعل مضارع معروف / جمع مذکر غائب (فاعل) (وہ ایمان لاتے ہیں)
{ك ف ر} باب (ن) فعل مضارع معروف / واحد مذکر غائب۔ اصل میں يَكْفُرُونَ تھا۔ شروع میں ”مَنْ“ شرطیہ جازمۃ المضارع ہے، اس لئے ”يَكْفُرُونَ“ کا (ز) مجزوم ہے [(جو) کفر کرے]

الْحُسْرُونَ
{خ س ر} باب (س) سے اسم الفاعل ہے۔ جمع مذکر / حصر کا معنی پیدا کرنے کے لئے اس سے پہلے ”هَمْ“ ضمیر ہے، اسی لئے یہ ”خبر معرفۃ“ ہے (نقصان اٹھانے والے)

تفسیری نکات: کتب الہی خاص طور پر قرآن مجید پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے۔ حق تلاوت کا معنی یہ ہے کہ قرآن مجید کو صحیح مخرج اور صحیح نطق سے پڑھیں اور اس کی آیات پر غور و فکر اور تدبر کریں اور پھر اس کے مطابق عمل کریں۔ یہی اس پر ایمان لانے اور اس کی تلاوت کرنے کا مفہوم ہے اور قرآن کے ساتھ کفر کرنا یا مذاق کرنا یا اس کی بے حرمتی کرنا بہت سخت گناہ ہے یا مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کو نہ سمجھنا بہت بڑے خسارے کی بات ہے۔

يَبْنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ كُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي

يَا	بِنِي	إِسْرَائِيلَ	إِذْ كُرُوا	نِعْمَةً + يَ	الَّتِي
اے	بیٹو	اسرائیل (یعقوب کے)	یاد کرو تم	نعمت + میری کو	وہ جو
حرف ندا	مضاف	مضاف الیہ (منادئ)	فعل امر جمع	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	اسم موصول (مؤنث)

أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنْتِي

أَنْعَمْتُ	عَلَى + كُمْ	وَأَنْتِي	أَنْ + حِي
انعام کی میں نے	اوپر + تمہارے	اور	بے شک + میں نے
فعل ماضی واحد متکلم (فاعل) (افعال)	جار + مجرور	عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + اسم

{122} فَصَلَّتُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ

فَصَلَّتُمْ + كُمْ	عَلَى	الْعَالَمِينَ
فضیلت دی میں نے + تم کو	اوپر	جہانوں کے
فعل ماضی / فاعل + مفعول	جار	مجرور، جمع مذكر سالم

بامحاورہ ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہیں اور یقیناً میں نے تم کو جہاں پر فوقیت دی ہے۔
لغوی نکات:

يَبْنِي إِسْرَائِيلَ ”یا“ حرف ندا ہے جو کہ اَدْعُو فعل مضارع واحد متکلم باب (ن) کے قائم مقام ہے ”يَبْنِي إِسْرَائِيلَ“ لفظ ”بِنِي“ اصل میں ”بِنِينَ“ تھا جو منادئ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے چونکہ مضاف کے آخر میں تشبہ اور جمع کا نون (ن) نہیں آسکتا۔ آگے ”إِسْرَائِيلَ“ کی طرف اضافت کی وجہ سے ”بِنِينَ“ کا (ن) ختم ہو گیا، لہذا باقی ”بِنِي“ رہ گیا (اے اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کے بیٹوں)

إِسْرَائِيلَ یہ عبرانی لفظ۔ عربی لفظ ”عَبْدُ اللَّهِ“ کے معنی میں ہے، جو اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔
إِذْ كُرُوا {ذکر} باب (ن) سے فعل امر، جمع مذكر (یاد کرو تم)

الَّتِي (آن + حِي) آن حرف مشبہ بالفعل اور (حِي) اس کا اسم ہے۔ وسط کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے آن کے ہمزہ پر زبر آیا ہے اور ”حِي“ کی مناسبت کی وجہ سے ”ن“ پر زبر آئی ہے (بے شک / یقیناً + میں)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

فَضَّلْتُمْ (فَضَّلْتُ + كُمْ) {ف ض ل} باب (تفعیل) سے فعل ماضی معلوم، واحد متکلم (أنا فاعل) + كُمْ ضمیر جمع مذکر مفعول (میں نے برتری دی + تم کو)

الْعَالَمِينَ {ع ل م} الْعَالَمِينَ کی جمع مذکر سالم ہے شروع میں عَلِيٌّ آنے کی وجہ سے الْعَالَمِينَ کی حالت جری ہے (دنیا/ جہان) ہر وہ مخلوق جو اللہ کے وجود اور اس کی معرفت پر علامت یعنی دلیل ہو۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بے شمار انعام و اکرام کئے لیکن ان کی طرف سے مسلسل ناشکری ہوتی رہی جو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف تھی۔ تو اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نعمت یاد کراتے ہوئے تنبیہ کی ہے کہ ”میں نے تم کو جہان والوں پر فوقیت و برتری عطا فرمائی۔ اس کے باوجود تم احسان فراموش بن کر مجھے بھول گئے ہو اور میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ یہ تمہاری انتہائی گندی حرکت ہے۔“

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا

وَاتَّقُوا	يَوْمًا	لَا	تَجْزِي	نَفْسٌ	عَنْ	نَفْسٍ	شَيْئًا
اور + تم سب ڈر جاؤ	(اس) دن (سے)	نہیں	کام آئے گی	کوئی جان	سے	کسی جان	کچھ (بھی)
عاطفہ + فعل امر جمع (فاعل)	ظرف زمان	نافیہ	مضارع معروف (مؤنث)	فاعل	حرف جر	مجرور	مصدر

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا

وَلَا	يُقْبَلُ	مِنْهَا	عَدْلٌ	وَلَا	تَنْفَعُ	هَا
اور نہ	قبول کیا جائے گا	سے + اس	کوئی معاوضہ	اور نہ	فائدہ دے گی + اس کو	
عاطفہ	مضارع مجہول	حرف جر + مجرور	نائب فاعل	عاطفہ	فعل مضارع + مفعول	

{123} شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ

شَفَاعَةٌ	وَلَا	هُمْ	يُنْصَرُونَ
کوئی سفارش	اور نہ	وہ	مدد کئے جائیں گے
فاعل	عاطفہ	نائب فاعل	مضارع مجہول (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن کوئی جان کسی جان کے کام نہ آئے گی اور نہ ہی اس سے کسی قسم کا معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو کوئی سفارش فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔

لغوی نکات:

اَتَّقُوا	{وقی باب (افتعال) سے فعل امر جمع مذکر ہے (ڈر جاؤ، بچ جاؤ)}
وَلَا تَجْزِيْ	{جزی باب (ض) سے مضارع معلوم منفی، واحد مؤنث غائب (نہیں کفایت کرے گی، بدلے میں نہ آئے گی)}
نَفْسٍ	اسم ہے۔ اس کی جمع ”نَفُوسٌ“ اور ”أَنْفُسٌ“ ہے یہ ”لَا تَجْزِيْ“ کا فاعل ہے (کوئی جان)
شَيْئًا	{ش ی ء باب (ف) (شَاءَ يَشَاءُ) سے مصدر ہے، نکرہ مزید تاکید نفی کے لئے استعمال ہوا ہے، حال ہے (حالت نصب) (کچھ بھی)}
لَا يُقْبَلُ	{ق ب ل باب (س) سے مضارع مجہول منفی، واحد مذکر غائب (نہ قبول کیا جائے گا)}
عَدْلٌ	(اسم) یہ نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (فدیہ، معاوضہ)
وَلَا تَنْفَعَهَا	{ن ف ع باب (ف) سے مضارع معلوم منفی، واحد مؤنث غائب ”ہا“ ضمیر واحد مؤنث اس کا مفعول ہے (اور نہ نفع دے گی اس کو)}

شَفَاعَةٌ	{ش ف ع باب (ف) سے مصدر، ”لَا تَنْفَعُ“ کا فاعل ہے (سفارش کرنا / اپنے سے کم درجے والے کی سفارش کرنا)}
يُضْرَوْنَ	{ن ص ر باب (ن) سے مضارع مجہول، جمع مذکر غائب (ان کی مدد کی جائے گی)}

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ”اَتَّقُوا“ کہہ کر ہمیں گناہوں سے بچنے کی تلقین کی ہے اور متنبہ کیا ہے کہ قیامت کا دن برا سخت ہے۔ اس دن کوئی جان کسی جان کے کام نہ آئیگی اگرچہ کتنی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ دنیا میں تو انسان کسی کی مدد سے بدلہ، جرمانہ سفارش یا زور سے بچ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کے سوا کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ کسی کی بھی کوئی مدد نہیں ہو سکے گی۔

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ

وَ	إِذْ	ابْتَلَىٰ	إِبْرَاهِيمَ	رَبُّهُ	بِ	كَلِمَاتٍ
اور	جب	آزمایا	ابراہیم علیہ السلام کو	رب + اس کے (نے)	ساتھ + کچھ باتوں کے	
عاطفہ	ظرف	فعل ماضی	مفعول (مقدم)	مضاف + مضاف الیہ (فاعل مؤخر)	جار + مجرور	

فَاتَّبَعْنَهُ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ

فَ + أَنْتُمْ + هُنَّ	قَالَ	إِنِّي	جَاعِلُكَ	لِلنَّاسِ
تو + پورا کر دیا اس نے + ان کو	کہا (اللہ نے)	بے شک + میں	بنانے والا ہوں + آپ کو	کا + لوگوں
عاطفہ + فعل ماضی (فاعل) + مفعول	فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + ام	مضاف + مضاف الیہ (فاعل مؤخر)	جار + مجرور

إِمَامًا قَالٍ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالٍ

إِمَامًا	قَالَ	وَ	مِنْ	ذُرِّيَّةٍ + مِنِّي	قَالَ
امام	کہا (اس نے)	اور	سے	اولاد + میری	کہا (اُس (اللہ) نے)
مفعول بہ	فعل ماضی (فاعل)	عاطفہ	حرف جر	مضاف + مضاف الیہ مجرور	فعل ماضی (فاعل)

لَا يَبْتَئِلُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ {124}

لَا	يَبْتَئِلُ	عَهْدٍ + مِنِّي	الظَّالِمِينَ
نہیں	پہنچے گا	عہد + میرا	ظالموں کو
نافیہ	فعل مضارع	مضاف + مضاف الیہ (فاعل)	اسم فاعل جمع (مفعول)

بمحاورہ ترجمہ: جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے کچھ باتوں میں آزمایا تو اس نے ان کو پورا کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا بناتا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اولاد کو بھی (کوئی منصب ملے گا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالموں کو میرا عہد (نعمت) نہیں پہنچے گا۔

لغوی نکات:

- إِبْتَلَى** {ب ل و} باب (افتعال) سے فعل ماضی۔ واحد مذکر غائب، اس کا مصدر ”إِبْتَلَاةٌ“ ہے (امتحان و آزمائش میں ڈالنا) آزمائش میں تکلیف لازم ہے۔
- إِبْرَاهِيمَ** عبرانی لفظ ہے ”جَدُّ الْاَنْبِيَاءِ“ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے مورث اعلیٰ ہیں۔ اہل لغت نے ابراہیم کے معنی ”آبِ رَحِيمٍ“ بتائے ہیں۔ (مہربان باپ) ابراہیم علیہ السلام اسم غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں عجمہ اور علیمت دو سبب پائے جاتے ہیں اور ”إِبْتَلَى“ کا مفعول ہے اور اپنے فاعل ”رَبِّ“ سے مقدم ہے۔
- رَبُّهُ** (رَبُّ + هُ) مرکب اضافی ”رَبِّ“ {ر ب ب} باب (ن) ”رَبِّ يَرْبُّ“ سے اسم فاعل، فعل ”إِبْتَلَى“ کا فاعل مؤخر ہے (اس کے رب نے)
- بِكَلِمَاتٍ** (ب + كَلِمَاتٍ) مرکب جاری۔ کلمہ کی جمع ”كَلِمَاتٍ“ ہے جس کا اطلاق لفظ مفرد اور جملہ مفیدہ دونوں پر ہوتا ہے۔ اس سے مراد اوامر و نواہی ہیں۔
- فَاتَتْهُنَّ** (فَ + اَتْتَمَّ + هُنَّ) {ت م ر} باب (افعال) سے ماضی معلوم، واحد مذکر غائب، اصل میں ”اَتْتَمَّ“ مرکاہ میں ادغام کر دیا تو ”اَتْتَمَّ“ بن گیا، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث (مفعول) ”بِكَلِمَاتٍ“ کی طرف راجع ہے (پورا کرنا)
- جَاعِلُكَ** (جَاعِلٌ + كَ) {ج م ل} باب (ف) جَعَلَ يَجْعَلُ سے اسم فاعل (واحد مذکر) مضاف + مضاف الیہ = مرکب اضافی،

”إِنَّ“ کی خبر ہے (بنانے والا ہوں + آپ کو)

إِمَامًا {امر م} باب (ن) کا مصدر ہے اس کی جمع ”أَيْمَنَةٌ“ آتی ہے۔ یہ ذوالحال ہے اور اس کا حال ”لَيْئَانٌ“ مقدم ہے یا یہ

”جَاعِلُكَ“ کا مفعول ثانی ہے۔ (امام، پیشوا)

دُرِّيَّاتٍ {ذُرِّيَّةٌ + ئِي} مرکب اضافی، حالت جر (اولاد) اصل میں چھوٹے بچوں کیلئے ہے لیکن عرف عام میں چھوٹی اور بڑی

اولاد سب کیلئے یکساں ہے۔

لَا يَتَأَلَّ {ن ی ل} باب (ف) سے مضارع معروف منفی، واحد مذکر غائب ”يَتَأَلَّ“ اصل میں ”يَتَنِيلُ“ تھا ”ئِي“ کی حرکت ماقبل

(ن) کو دے کر ”ئ ی کو الف“ سے بدل دیا (پہنچنا، حاصل ہونا)

عَهْدِي {عَهْدٌ + ئِي} باب (س) عَهْدًا يَعْهَدُ سے مصدر مضاف + ”ئِي“ مضاف الیه، ”(لَا يَتَأَلَّ“ کا فاعل ہے) میرا عہد،

میرا منصب، میری نعمت

الظَّالِمِينَ {ظ ل م} باب (ض) سے اسم فاعل، ”ظَالِمٌ“ کی جمع مذکر سالم، حالت نصب (ظلم کرنے والے)

تفسیری نکات: ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں اور مسلمانوں کیساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ سبھی انکی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

بہت سے امور میں انہیں آزمایا۔ ان سب امور میں ابراہیم علیہ السلام پورے اترے۔ ہر امتحان میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام

فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو پوری دنیا کی امامت سونپ دی۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ ”کیا یہ منصب میری اولاد کو بھی نصیب

ہوگا؟“ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ملے گا لیکن جو ظالم و نافرمان ہونگے وہ اس سے محروم رہیں گے۔ پھر یہ منصب اسحاق علیہ السلام کی نسل

”یہودیوں“ میں چلتا رہا۔ یہودیوں کی پے در پے نافرمانیوں، ناشکریوں اور وعدہ خلافیوں کے سبب یہ منصب ان سے چھین کر ابراہیم علیہ

السلام کے دوسرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی آخر الزماں بنا کر سلسلہ نبوت بند کر دیا۔

وَ إِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ

وَ	إِذْ	جَعَلْنَا	الْبَيْتَ	مَثَابَةً	لِّلنَّاسِ	وَ
اور	جب	بنایا ہم نے	گھر (کعبہ کو)	اجتماع کی جگہ	کے لئے + لوگوں	اور
عاطفہ	ظرف	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول اول	مفعول لہ (ثانی) معطوف علیہ	جار + مجرور	عاطفہ

أَمَّا وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَ

وَ	أَمَّا	وَ	اتَّخَذُوا	مِنْ	مَّقَامِ	إِبْرَاهِيمَ	مُصَلًّى	وَ
اور	مقام امن	اور	پکڑو تم	سے (کو)	کھڑا ہونے کی جگہ	ابراہیم علیہ السلام	نماز کی جگہ	اور
عاطفہ	مفعول لہ معطوف	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر	جار	مضاف	مضاف الیہ/ مجرور	ظرف مکان	عاطفہ

عَهْدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهَّرَا

طَهَّرَا	أَنَّ	إِسْمَاعِيلَ	وَ	إِبْرَاهِيمَ	إِلَىٰ	عَهْدُنَا
صاف کرو تم دونوں	یہ کہ	اسماعیل علیہ السلام	اور	ابراہیم علیہ السلام	طرف/ سے	عہد کیا ہم نے
فعل امر (تثنیہ)	مصدر یہ	معطوف	عاطفہ	مجرور، معطوف علیہ	جار	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)

بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ

الْعَاكِفِينَ	وَ	لِ + الطَّائِفِينَ	بَيْتِي + مَي
اعتکاف کرنے والوں	اور	کے لئے + طواف کرنے والوں	گھر + میرے کو
معطوف، اسم فاعل (جمع) مجرور	عاطفہ	حرف جار + مجرور / اسم فاعل جمع / معطوف علیہ	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)

وَالرُّكُوعِ السُّجُودِ {125}

السُّجُودِ	وَالرُّكُوعِ	وَ
سجدہ کرنے والوں	رکوع کرنے والوں	اور
اسم فاعل ساجد کی جمع۔ صفت	اسم فاعل جمع / معطوف مجرور (موصوف)	عاطفہ

بامحاورہ ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے اجتماع اور امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا) کہ ابراہیم علیہ السلام کے مقام (جس پتھر پر کھڑے ہو کر انہوں نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا) کو نماز ادا کرنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے صفائی کا اہتمام کرو۔

لغوی نکات:

{ج ۶ ل} باب (ف) جَعَلَ يَجْعَلُ سے ماضی معروف۔ جمع متکلم (فاعل) (بنایا ہم نے)
 {ب ی ت} باب (ض) ”بَاتِ بَيْتٌ“ سے مصدر جَعَلْنَا کا مفعول نمبر 1 ابیت کا معنی رات گزارنا ہے۔ عرف عام میں ”بیت“ گھر کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں رات گزاری جاتی ہے۔ لیکن یہاں مراد (بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ) ہے۔
 {ث و ب} باب (ن) ثَابَ يَثْبُوبُ سے ظرف مکان ہے یہ ”جَعَلْنَا“ کا مفعول ثانی ہے۔ معطوف علیہ ہے۔ (لوٹنے کی مَثَابَةٌ جگہ) (لوگوں کے بار بار آنے کی جگہ)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

أَمَّنَا {أمن} باب (س) سے مصدر ہے۔ اس کا عطف ”مَثَابَةً“ پر ہے۔ اس لئے منصوب ہے۔ (امن کی جگہ، خوف سے

نجات، سلامتی، حدود حرم میں امن مراد ہے۔ جہاں انسان، حیوان ہر ایک کو امن ہے)

{أخذ} باب (افتعال) سے فعل امر، جمع مذکر (پکڑو تم)

مَقَامٍ {ق و م} باب (ن) سے ظرف مکان ہے۔ اصل میں ”مَقْوَمٌ“ تھا واؤ (و) متحرک ما قبل حرف ”ق“ ساکن۔ واؤ (و) کی

حرکت نقل کر کے ما قبل ”ق“ کو دی اور واؤ (و) کو الف (ا) سے بدل دیا۔ ”مَقَامٍ“ ہو گیا ”مِن“ حرف جار کی وجہ سے

”مَقَامٍ“ حالت جر میں ہے (کھڑا ہونے کی جگہ) ”مَقَامٍ اِبْرَاهِيمَ“ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے

بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا)

مُصَلَّى {ص ل و} باب (تفعیل) سے ظرف مکان، اصل میں اسم ظرف ”مُصَلَّى“ تھا۔ باب تفعیل کے مضارع مجہول کے وزن

پر۔ ی کی جگہ میم لائی گئی اور مُصَلَّى میں الف۔ و۔ سے بدلہ ہوا ہے۔ ما قبل زبر کی وجہ سے و کو الف سے بدلہ تو مُصَلَّى

ہو گیا۔ مفعول (نماز پڑھنے کی جگہ)

{عہد} باب (س) سے فعل ماضی، جمع متکلم (فاعل) عہد کا معنی تاکید کی حکم دینا (ہم نے عہد لیا)

{طہر} باب (تفعیل) سے فعل امر، تثنیہ مذکر (پاک صاف رکھنا)

لِلطَّائِفِينَ {ل + الطَّائِفِينَ} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر اصل میں الطَّائِفِينَ تھا، واؤ (و) اسم فاعل کے الف کے

بعد آئی۔ واؤ (و) کو ہمزہ (ء) سے بدلہ ”الطَّائِفِينَ“ ہو گیا (طواف کرنے والے) (طَافَ يَطُوفُ) گھومنا، چکر لگانا۔

{عكف} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر ہے، اس کا واحد ”عَاكِفٌ“ ہے یہاں حالت جر ہے کیونکہ ”لِلطَّائِفِينَ“ پر

اس کا عطف ہے (الگ بیٹھنے والا) (تعظيماً کسی جگہ پر ٹھہرنا۔ خود کو روکنا)

{ركع} باب (ف) سے اسم فاعل (جمع مکسر) اس کا واحد ”رَاكِعٌ“ ہے۔ ”لِلطَّائِفِينَ“ پر عطف ہونے کی وجہ سے

حالت جر ہے (رکوع کرنے والے، جھک جانے والے)

{سجد} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، مکسر، اس کا واحد ”سَاجِدٌ“ ہے۔ یہ اَلرَّكْعَةِ کی صفت ہے اور موصوف صفت

مل کر معطوف ہے (زمین پر پیشانی رکھنا / بطور عبادت سجدہ کرنا)

تفسیری نکات: ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی اور اس کو لوگوں کے لئے امن و اجتماع کی جگہ بنا

دیا۔ یہاں ہر لحاظ سے امن ہے اور اس مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس طرح ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو یہ

عظیم اعزاز بخشا کہ طواف کرنے والوں کے لئے، اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے بیت اللہ کی صفائی

رکھنے کا حکم دے دیا۔ اللہ کے گھر کی صفائی رکھنا یہ رب کریم کا بہت بڑا انعام ہے اور یہ ان عظیم قربانیوں کا صلہ ہے جو ابراہیم علیہ

السلام نے دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

وَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا

وَ	إِذْ	قَالَ	إِبْرَاهِيمُ	رَبِّ + (بِ)	اجْعَلْ	هَذَا
اور	جب	کہا/ دعا کی	ابراہیم علیہ السلام نے	(اے) رب + میرے	بناتو	اس
عاطفہ	تظرف	ماضی	فاعل	منادی مضاف + مضاف الیہ	فعل امر (اَنْتَ فاعل)	اسم اشارہ (مفعول)

بَدَدًا اٰمِنًا وَّ اٰرْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ

بَدَدًا	اٰمِنًا	وَّ	اٰرْزُقْ	اَهْلًا + ؕ	مِنَ	الثَّمَرَاتِ	مَنْ
شہر (مکہ) کو	امن والا	اور	تو رزق دے	رہنے والوں کو + اس کے	سے	پھلوں	جو
موصوف	صفت (مفعول 2)	عاطفہ	فعل امر (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	جار	مجرور	اسم موصول

اٰمِنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط قَالَ

اٰمِنَ	مِنْ + هُمْ	بِ + اللّٰهِ	وَ	الْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	قَالَ
ایمان لائے	سے + ان میں	ساتھ + اللہ کے	اور	دن	آخرت کے	کہا (اللہ نے)
ماضی	جار + مجرور	جار + مجرور معطوف علیہ	عاطفہ	موصوف	صفت / معطوف	فعل ماضی (فاعل)

وَمَنْ كَفَرَ فَاَمْتِعْهُ قَلِيْلًا

وَ	مَنْ	كَفَرَ	ف	اَمْتِعْ + ؕ	قَلِيْلًا
اور	جو شخص	کفر کرے گا	تو	میں فائدہ دوں گا + اس کو	تھوڑا
عاطفہ	موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	عاطفہ	فعل مضارع واحد يتكلم (فاعل) + مفعول	صفت (موصوف محذوف)

ثُمَّ اَصْطَرُّوْا اِلَى عَذَابِ النَّارِ ط

ثُمَّ	اَصْطَرُّوْا + ؕ	اِلَى	عَذَابِ	النَّارِ
پھر	میں مجبور کروں گا + اس کو	طرف	عذاب (کی)	جہنم (کے)
عاطفہ (تراتی)	فعل مضارع واحد يتكلم (فاعل) + مفعول	جار	مضاف	مضاف الیہ / مجرور

وَبَسَّ الْبَصِيرُ {126}

وَبَسَّ	بَسَّ	الْبَصِيرُ
اور	براہے	ٹھکانہ
عاطفہ	فعل ذم	مخصوص بالذم (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آپ کی دعا قبول ہے) لیکن جس نے کفر کیا تو اس کو دنیا کا تھوڑا سا فائدہ دوں گا لیکن (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کروں گا جو کہ بہت بری جگہ ہے۔

لغوی نکات:

- إِدًّا** یہ ظرف مکان ہے اور فعل امر مخذوف اُذْكُرْ کا مفعول ہے (اس وقت کو یاد کرو) (جب)
- رَبِّ** {رب ب} اسم منادئی ہے اور حرف ندایا مخذوف ہے اور ”رَبِّ“ اصل میں ”رَبِّي“ تھا، ہی متکلم کو حذف کر دیا ہے، ب کے نیچے زیر ”مخذوف ی“ پر دلالت کر رہی ہے (اے! میرے رب)
- هَذَا** اسم اشارہ قریب برائے واحد (مشار الیہ مکة المکرمة) مکہ کے اندر دعا ہو رہی ہے اس لئے مکہ کا نام نہیں لیا یہ ”اجعل“ کا مفعول ”اَوَّلُ“ ہے (اس کو)
- بَكْدًا** {بل د} واحد ہے اس کی جمع ”بِکَادٌ“ ہے، موصوف ہے۔ (ایک شہر، مراد مکہ کو)
- اٰمِنًا** {عمر ن} باب (ن) سے اسم فاعل (صفت) موصوف صفت مل کر اجعل کا مفعول نمبر 2 ہے۔ ہر لحاظ سے (امن والا بنا)
- ارزُقْ** {رزق} باب (ن) سے فعل امر/ واحد مذکر، اَنْتَ فاعل۔ (تو رزق عطا فرما)
- اَهْلَهُ** اَهْلٌ مضاف + مضاف الیہ۔ یہ اُزْرِقُ کا مفعول ہے (اس) (مکہ) میں رہنے والوں کو)
- التَّهْرَاتِ** یہ جمع سالم مؤنث ہے (مجرد ہے) (واحد/ تَهْرَاتٌ) (پھلوں)
- اٰمِنَ** {عمر ن} باب (افعال) سے ماضی واحد مذکر غائب (وہ ایمان لائے)
- الْيَوْمِ الْاٰخِرِ** اَلْيَوْمِ، موصوف، الْاٰخِرِ، صفت اس کا عطف (بِاللّٰهِ) پر ہے (آخرت کا دن)
- كَفَّرَ** {ک ف ر} باب (ن) سے ماضی معروف، واحد مذکر غائب، هُوَ فاعل (انکار کیا، کفر کیا)
- فَاَمْبَعَهُ** فَا + اَمْبَعْتُ + هُوَ {م ت ع} باب تفعیل سے مضارع معروف واحد متکلم، اَنَا فاعل (میں فائدہ دوں گا) وَ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مفعول (اس کو) یعنی (کافر کو)
- قَلِيلًا** {ق ل ل} فَعِيلٌ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے، (قَلِيلًا) سے پہلے موصوف متاعاً مخذوف ہے (فائدہ تھوڑا سا)

أَضْرَبَهُ {ض ر ب} باب (افتعال) سے مضارع معروف، واحد متکلم اصل میں أَضْرَبَ رُتھا، رکار میں ادغام کر دیا "ت" کو "ط" میں بدلا کا ضمیر مفعول۔ (میں مجبور، لاچار کروں گا)

عَذَابِ النَّارِ عَذَابٍ مِضَافٍ + النَّارِ مِضَافٍ الیہ۔ اور پہلے الی۔ حرف جار، اور عَذَابِ النَّارِ مَجْرُور ہے، (جہنم کا عذاب) یہ افعال ذم میں سے ہے فعل ذم بِئْسَ اور سَاءَ صرف دو ہیں جس طرح فعل مدح دو ہیں، یہ بطور ماضی استعمال ہوتے ہیں، ان کا مضارع امر وغیرہ نہیں ہوتا۔ اصل میں (بِئْسَ تھ، برون سِمَاءً) عین کلمہ پر زیر اور فاکلمہ پر زبر ہے، روانی سے لفظ کی ادائیگی کے لئے فاکلمہ پر بھی زیر دے دی۔ پھر تَخْفِيفًا عین کلمہ کو ساکن کر دیا گیا بِئْسَ ہو گیا۔ ان افعال مدح و ذم کا فاعل معرف بِاللَّامِ ہوتا ہے یا مِضَاف ہوتا ہے۔ (بُرا ہے)

الْمَصِيدِ {ص ی ر} باب (ض) صَارَ يَصِيدُ سے ظرف مکان ہے۔ اور بِئْسَ کا فاعل ہے (لوٹنے کی جگہ، ٹھکانہ قرار گاہ) یہاں مراد جہنم ہے جو کافر کا اصل ٹھکانہ ہے۔

تفسیری نکات: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے دعا فرمائی، اے میرے رب اہل مکہ کو امن و سکون عطا فرما اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ساتھ کہہ دیا کہ جس نے ان نعمتوں کے استعمال کے بعد میرے ساتھ کفر کیا اس کی سزا سخت ترین ہوگی۔ دنیا میں تھوڑا عرصہ فائدہ دوں گا لیکن آخرت میں جہنم کی آگ میں ڈال دوں گا۔ جو انتہائی برا ٹھکانہ ہے۔ دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں بالکل معمولی ہے اس جہان میں انسان تکلیف اٹھا کر اپنی آخرت کو سنوارے، جو نبی سانس ختم ہوا، آگے اس کے لئے جنت ہے یا دوزخ ہے۔ نَسَأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ۔

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

وَ	اِذْ	يَرْفَعُ	اِبْرٰهٖمُ	الْقَوَاعِدَ	مِنَ	الْبَيْتِ
اور	جب	اٹھا رہے تھے	ابراہیم علیہ السلام	بنیادوں کو	(سے) کی	گھر (بیت اللہ)
عاطفہ	ظرف زمان	مضارع واحد	فاعل (معطوف علیہ)	مفعول	حرف جار	مجرور

وَ اِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط

وَ	اِسْمٰعِیْلُ	رَبَّنَا	تَقَبَّلْ	مِنَّا
اور	اسماعیل علیہ السلام	اے رب + ہمارے	قبول فرماؤ	سے + ہم
عاطفہ	فاعل (معطوف)	حرف ندا محذوف، مِضَاف + مِضَاف الیہ	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور

إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ {127}

إِنَّ + كَ	أَنْتَ	السَّمِيعُ	الْعَلِيمُ
بے شک + تو	تو ہی	(خوب) سننے والا	(خوب) جاننے والا
حرف مشبہ بالفعل + اسم	ضمیر منفصل	خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو (بنانے کیلئے) اٹھا رہے تھے (اور دعا فرما رہے تھے) (اے) ہمارے رب (ہماری اس محنت کو) قبول فرما یقیناً تو (ہماری دعا کو) خوب سننے والا (ہمارے اعمال کو) خوب جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

إِذْ حرف شرط (غیر جازمہ) عموماً فعل مضارع پر استعمال ہوتا ہے اور مَحَلًّا منصوب ہوتا ہے (جب)

يَرْفَعُ {رف ع} باب (ف) سے مضارع معروف واحد مذکر غائب (بلند کرنا، اٹھانا)

الْقَوَاعِدَ {ق ۶ د} باب (ن) سے (الْقَوَاعِدَةُ) اسم فاعل واحد مؤنث کی جمع الْقَوَاعِدُ ہے، یہ (يَرْفَعُ) کا مفعول ہے، اصل معنی (بیٹھنا، بیٹھ رہنا) ہے۔ دیوار کی بنیاد کو بھی الْقَوَاعِدَةُ کہا جاتا ہے کیونکہ بنیاد نیچے بیٹھی ہوتی ہے اور عمارت کو اس پر کھڑا کیا جاتا ہے، (بنیادیں) دیوار کا نیچے والا حصہ جس پر پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔

تَقْبَلُ {ق ب ل} باب (تفعّل) سے فعل امر حاضر واحد مذکر (أَنْتَ فاعل) (تو قبول فرما)

أَنْتَ ضمیر منفصل مخاطب برائے تاکید (تو ہی)

السَّمِيعُ {س م ع} باب (س) سے اسم مبالغہ فَعِيلٌ کا وزن (بہت سننے والا)

الْعَلِيمُ {ع ل م} باب (س) سے اسم مبالغہ فَعِيلٌ کا وزن (بہت علم والا)

تفسیری نکات: جب خانہ کعبہ کی بنیادوں کو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام (باپ بیٹا) اوپر اٹھا رہے تھے (اس سے مترشح ہوتا ہے کہ بیت اللہ کا وجود پہلے بھی تھا) اس کی تعمیر کے وقت دونوں اللہ تعالیٰ سے دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ ہماری اس محنت کو قبول فرما۔ کیونکہ سب کی دعاؤں کو تو ہی سننے والا ہے۔ تیرا علم بھی بہت زیادہ ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ

رَبِّ + نَا	وَ	اجْعَلْ + نَا	مُسْلِمِينَ	لَكَ + نَا
(اے) رب + ہمارے	اور	بنا تو + ہم کو	اطاعت کرنیوالے	واسطے + تیرے
مضاف + مضاف الیہ (منادی)	عاطفہ	فعل امر (فاعل) + مفعول اول	تشبیہیہ مذکر مفعول ثانی	جار + مجرور

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَّكَ

و	مِنْ	ذُرِّيَّتِنَا	أُمَّةٌ	مُّسْلِمَةٌ	لَكَ
اور	سے	اولاد + ہماری	جماعت	فرمانبرداری کرنے والی	واسطے + تیرے
عاطفہ	حرف جار	مضاف + مضاف الیہ / مجرور	موصوف	صفت (مفعول)	جار + مجرور

وَأَرْسَلْنَا مَنَّا سَكَنًا وَتُبَّ عَلَيْنَا

و	أَرْسَلْنَا	مَنَّا	سَكَنًا	و	تُبَّ	عَلَيْنَا
اور	دکھا تو + ہم کو	احکام حج + ہمارے	اور	رجوع کرتو/ توبہ قبول کر	اوپر + ہمارے	
عاطفہ	فعل امر (فاعل) + مفعول 1	مضاف + مضاف الیہ / مفعول 2	عاطفہ	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	

إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ {128}

إِنَّكَ	أَنْتَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيمُ
بے شک + تو	تو ہی ہے	توبہ قبول کرنے والا	بہت مہربان
حرف مشبہ بالفعل + اسم	ضمیر منفصل (برائے حصر)	إِنَّ کی خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں دونوں (باپ بیٹا) کو اپنا مطیع بنا اور ہماری اولاد سے ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں حج کے احکامات سکھا اور ہم پر رجوع فرما، بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

لغوی نکات:

إِجْعَلْنَا {جعلنا} باب (ف) سے فعل امر واحد مذکر + مفعول (بنا تو + ہم کو)

مُسْلِمِينَ {س ل م} باب (افعال) سے اسم فاعل مُسْلِمٌ کا شنیہ حالت نصب۔ کیونکہ یہ ”إِجْعَلْنَا“ کا مفعول ثانی ہے (فرمانبرداری کرنیوالے)

ذُرِّيَّتِنَا {ذری} یہ واحد ہے اس کی جمع ”ذُرَارِيْنَا“ ہے (مضاف + نَا۔ مضاف الیہ) پہلے مِنْ ہے اس لئے حالت جری ہے عموماً چھوٹی اولاد کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن عرف عام میں چھوٹی بڑی اولاد سب کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

أُمَّةٌ {امر م} ہر چیز کی اصل کو اُمّہ کہا جاتا ہے، حالت نصب (موصوف)، دینی لحاظ سے ہم خیال گروہ / جماعت کو اُمَّةٌ کہتے ہیں اس کی جمع ”أُمَّمٌ“ ہے۔ مُسْلِمَةٌ باب (افعال) سے اسم فاعل واحد مونث صفت۔ موصوف صفت مل کر فعل محذوف۔ إِجْعَلْنَا کا مفعول ہوا (بناتو) اطاعت کرنے والی جماعت۔

أَرْسَلْنَا {رعی} باب (افعال) سے فعل امر حاضر واحد مذکر۔ نَا۔ ضمیر جمع متکلم مفعول نمبر 1 (دکھا تو + ہم کو)

مَنَّا سِکًا + نَا {ن س ک} مَنَّا سِکًا کی جمع مَنَّا سِکًا اسم ظرف مضاف ہے اور ”نا“ مضاف الیہ۔ مضاف + مضاف الیہ مل کر ”اَرِنَا“ کا مفعول نمبر 2 ہوا۔ (ہمارے حج کے احکامات، عبادت کا طریقہ)

تُبُّ {ت و ب} باب (ن) تَابَ یَتُوْبُ تَوْبَةً سے فعل امر حاضر، واحد مذکر۔ فعل مضارع یَتُوْبُ سے فعل امر اس طرح بنایا۔ علامت مضارع ”ئی“ گرا دی آخر میں (ب) کو حالت جزم دی، باقی رہ گیا ”تُوْبُ“ اور واؤ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا۔ باقی رہ گیا ”تُبُّ“ (رجوع کر، توبہ قبول فرما)

التَّوَابُ {ت و ب} باب (ن) سے مبالغہ کا صیغہ، بہت توبہ قبول کرنے والا۔ (خبر اول ہے)

الرَّحِیْمُ {ر ح م} باب (س) رَحِمَ یَرْحَمُ سے صفت مشبہ ہے (بڑا مہربان) (خبر ثانی ہے)

تفسیری نکات: اسلام کا معنی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے جو شخص اسلام کے احکام کے مطابق چلے گا وہی حقیقی مسلمان کہلائے گا۔ صرف اسلام کا دعویٰ کر لینا اور اس پر عمل نہ کرنا اس سے مسلمان نہیں بنتا۔ تمام عبادات حج، نماز وغیرہ میں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کر کے دکھایا ہے، اس طرح اس پر عمل کرنا چاہئے۔ وَتُبُّ عَلَیْنَا۔ یہ لفظ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انسان جس قدر بھی عظیم بن جائے اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہے اور اللہ سے رابطہ منقطع نہیں کرتا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ

رَبَّ + نَا	وَ	ابْعَثْ	فِي + هُمْ	رَسُولًا	مِنْ + هُمْ
(اے) رب + ہمارے	اور	بھیج تو	میں + ان	رسول کو	سے + ان
مضاف + مضاف الیہ (منادی)	عاطفہ	فعل امر (اَنْتَ فاعل)	جار + مجرور	مفعول بہ	جار + مجرور

يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُكُمُ

يَتْلُوا	عَلَيْكُمْ + هُمْ	وَ	آيَاتِكَ	وَيُعَلِّمُكُمْ + هُمْ
جو پڑھے	اوپر + ان کے	اور	آیتیں + آپ کی	تعلیم دے + ان کو
فعل مضارع (هُوَ فاعل)	جار + مجرور	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	فعل مضارع + مفعول نمبر 1

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

الْكِتَابَ	وَ	الْحِكْمَةَ	وَ	يُزَكِّيهِمْ + هُمْ
کتاب کی	اور	حکمت (سنت) کی	اور	پاک کرے وہ + ان کو
مفعول نمبر 2 / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	فعل مضارع (فاعل) + مفعول

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ {129}

اِنَّكَ	اِنَّكَ	اِنَّكَ	اِنَّكَ
یقیناً + تو	تو ہی ہے	بہت غالب	بہت حکمت والا
حرف مشبہ بالفعل + ام	ضمیر منفصل	(اِنَّ کی) خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: (اے) ہمارے رب ان میں انہی سے ایک رسول بھیج دے جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب (فرمان الہی) اور حکمت (سنت) کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے یقیناً تو بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔

لغوی نکات:

رَبَّنَا اصل میں يَا رَبَّ + نَا تھا ”یا“ حرف ندا کو گرا دیا گیا اور ”رَبَّنَا“ منادٰی کو باقی رکھا گیا۔ ”رَبَّ“ منادٰی مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (اے ہمارے رب)

وَاَبَعَثْ وَاَبَعَثْ {بَعَثَ} باب (ف) سے فعل امر۔ واحد مذکر اَنْتَ فاعل ہے۔ (تو بھیج)

مِنْهُمْ (مِنْ + هُمْ) مرکب جاری (اُن میں سے) (یعنی ان اہل مکہ سے)

يَتْلُوْا {ت ل و} باب (ن) سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب۔ اصل میں ”يَتْلُوْا“ واو (و) پر پیش تھی۔ جواب امر کی وجہ سے گر گئی (پڑھے، تلاوت کرے)

اٰیٰتِكَ اٰیٰتِكَ۔ آیتہ کی جمع ”آیات“ ہے۔ جمع مؤنث (حالت نصب) مضاف + كَ۔ ضمیر خطاب (مضاف الیہ) (مفعول) (تیری آیتیں)

يُزَكِّيْهِمْ (يُزَكِّيْ + هُمْ) {ز ك ي} باب (تفعیل) سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب + هُمْ ضمیر جمع غائب مفعول (پاک کرے وہ + ان کو)

الْعَزِيْزُ {ع ز ز} باب (ض) عَزَّ يَعَزُّ عَزَّ سے صفت مشبہ / خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اس سے پہلے ”اَنْتَ“ کی ضمیر لگا کر اس کو معرفہ بنا کر حصر کا معنی پیدا کیا گیا ہے (سخت، جو سب پر غالب ہو اور طاقتور ہو)

الْحَكِيْمُ {ح ك ه} باب (ن) حَكَمَ يَحْكُمُ سے ”فَعِيْلُ“ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے (بہت حکمت و دانائی والا)

تفسیری نکات: جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ان لوگوں میں ان ہی سے ایک رسول بھیج (مِنْ اَنْفُسِهِمْ) (انکی ہی جانوں میں سے) اس سے ان لوگوں کا نظریہ غلط ثابت ہوا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ“ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں، باپ، دادا سبھی کچھ تھے، کھاتے پیتے تھے، آپکی بیویاں، اولاد سبھی تھے، تو حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر تھے۔ فرق اتنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی جس طرح سابقہ

قرآن مجید کی لغوی تشریح

انبیاء پر وحی آتی تھی۔ جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ** (النسا: 163/4) ”ہم نے جس طرح نوح و دیگر انبیاء پر وحی بھیجی آپ پر وحی بھیجی ہے“۔ دوسری جگہ صاف فرمایا: **قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** (الکہف: 110/18) (يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب نبوت، کتاب الہی کی تلاوت کیساتھ ساتھ حکمت دین و دنیا کی تعلیم دینا بھی ہے (حکمت سے مراد سنت ہے) معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن جت ہے اسی طرح حدیث بھی جت ہے۔ حدیث قرآن کے اجمال کی تفسیر و تشریح کرتی ہے۔ مثلاً نماز کا حکم قرآن میں ہے۔ جبکہ تشریحات و تفصیلات حدیث (حکمت) میں ملیں گی۔ (يُذَكِّرُهُمْ) تزکیہ سے مراد دل کی صفائی، نیتوں کا اخلاص، عمل میں لاپہیت اور خشیت الہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کا اسی طرح تزکیہ فرمایا۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ

وَمَنْ	يَرْغَبْ	عَنْ	مِلَّةِ	إِبْرَاهِيمَ	إِلَّا	مَنْ
اور	بے رغبتی کرتا ہے	سے	دین (طریقہ)	ابراہیم علیہ السلام (کے)	مگر	جو شخص
مستانفہ	مضارع	جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف استثناء	موصولہ

سَفَهَ نَفْسَهُ ط وَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا

سَفَهَ	نَفْسَهُ + كُ	وَ	لَ + قَدِ	اصْطَفَيْنَاهُ + هُ	فِي	الدُّنْيَا
بیوقوف بنائے	نفس کو + اپنے	اور	یقیناً + یقیناً	چن لیا ہم نے + اس کو	میں	دنیا
فعل ماضی (فاعل)	مفعول/مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	تحقیق در تحقیق	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل) + مفعول	جار	مجرور

وَ إِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ {130}

وَ	إِنَّ + كُ	فِي	الْآخِرَةِ	لَ + مِّنَ	الصَّالِحِينَ
اور	بے شک + وہ	میں	آخرت	یقیناً + سے	نیک لوگوں میں
عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + اسم	جار	مجرور	تاکید + جار	إِنَّ کی خبر، مجرور۔ اسم الفاعل جمع

بامحاورہ ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے وہی شخص بے رغبتی کرتا ہے جو اپنے آپ کو بے وقوف بناتا ہے اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کر لیا تھا اور آخرت میں بھی یقیناً وہ نیک لوگوں سے ہوں گے۔

لغوی نکات:

مَنْ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ (کون شخص ہے)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

رَغِبُ {ر غ ب} باب (س) سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب۔ جب اس فعل (رَغِبَ) کے بعد ”عَنْ“ ہو تو معنی (روگردانی کرنا، منہ پھیرنا) ہوتا ہے اور جب اس کا صلہ الی یا فِی آجائے تو معنی (رغبت کرنا، چاہنا) ہوتا ہے۔ تو یہاں بعد میں عَنْ آیا ہے اس لئے معنی ”بے رغبتی“ کیا جائے گا۔

سَفَهَ {س ف ہ} باب (س) سے ماضی، واحد مذکر غائب ”سَفَهَ“ مصدر ہے (بے وقوف، احمق، خفیف العقل ہونا / بننا) **اِصْطَفَيْتَنَا** {ص ف ی} باب (افتعال) سے ماضی، جمع متکلم (فاعل) + كُضْمِرِ مَفْعُولِ (ہم نے چن لیا + اس کو) **اِنَّ** {ا ن} (اِنَّ حرف مشبہ بالفعل + اِس کا اسم) بے شک + وہ (ابراہیم علیہ السلام) **لَمِنْ** {ل م ن} لام مفتوحہ تاکید کے لئے ہے اور ”مِنْ“ حرف جار (یقیناً + سے)

الصَّالِحِينَ {ص ل ح ی ن} باب (ک) سے اسم الفاعل جمع مذکر ”الصَّالِحِينَ“ واحد ہے اور الصَّالِحِينَ اس کی جمع ہے جری حالت ہے کیونکہ اس سے پہلے حرف جار ”مِنْ“ آیا ہے (نیک لوگوں)

تفسیری نکات: ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے اولوالعزم پیغمبر ہیں اور انکا دین / طریقہ عین اسلام ہے۔ فرمایا جو اس طریقہ سے روگردانی کرتا ہے، وہ بڑا احمق ہے اور ابراہیم علیہ السلام یقیناً آخرت میں وہ ہمارے نیک لوگوں سے ہیں اور انکا مقام بہت اونچا ہوگا۔

اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ

اِذْ	قَالَ	لَهُ	رَبُّهُ	اَسْلِمْ	قَالَ
جب	کہا	کے لئے + اس	رب + اس کے نے	مطیع ہو جا	اس نے کہا
ظرف زمان	فعل ماضی	جار + مجرور	مضاف + مضاف علیہ (فاعل)	فعل امر (افعال)	فعل ماضی

اَسَلْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ {131}

اَسَلْتُ	لِ	رَبِّ	الْعَالَمِينَ
میں تابع فرمان ہو گیا	واسطے	رب کے	جہانوں کے
فعل ماضی واحد متکلم (فاعل) (افعال)	جار	مضاف	مضاف الیہ (مجرور)

بامحاورہ ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے ابراہیم میرے احکام ماننے کے لئے سر تسلیم خم کر دو تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے آپ کو جہانوں کے رب کے لئے مطیع کر لیا ہے۔

لغوی نکات:

اِذْ ”اِذْ“ ظرف زمان ہے جو (اِذْ كُنْ) فعل امر محذوف (غیر موجود) کا مفعول ہے (جب)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

رَبُّكَ (رَبُّ + كُ) باب (ن) سے ”رَبُّ“ مصدر، مضاف ہے اور ”كَ“ ضمیر واحد مضاف الیہ۔ یہ مضاف + مضاف الیہ مل کر ”قَالَ“ کا فاعل ہوا۔ (اس کے رب نے)

أَسْلِمَ {س ل م} باب (افعال) سے فعل امر، واحد مذکر (مطیع ہو جا، یا مطیع کرنا)

أَسَلَمْتُ {س ل م} باب (افعال) سے فعل ماضی واحد متکلم (میں نے مطیع کر لیا)

الْعَالَمِينَ {ع ل م} عالم کی جمع ”عَالَمُونَ“ ہے۔ یہاں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ قرآن مجید میں لفظ واحد استعمال نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئی کو عالم میں شمار کرتے ہیں، خواہ وہ مخلوق جاندار یا بے جان ہو، چاہے آسمان میں ہو یا زمین میں۔ (تمام جہانوں)

تفسیری نکات: اسلام کا معنی یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے زندگی کا ہر لمحہ اس کی اطاعت میں گزارے اور اس کی نافرمانی سے ہر لمحہ بچے۔ جس قدر انسان اللہ کا مطیع ہوگا اسی قدر اللہ کے ہاں اس کا مقام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنا فرمانبردار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَنِيهِ

وَّ	وَصَّىٰ	بِهَا	إِبْرَاهِيمَ	بَنِيهِ
اور	وصیت کی	ساتھ + اس کے	ابراہیم علیہ السلام نے	بیٹوں + اپنوں کو
عاطفہ	فعل ماضی (تفعیل)	جار + مجرور	فاعل (معطوف علیہ)	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)

وَيَعْقُوبُ ۖ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ

وَّ	يَعْقُوبُ	يَا بَنِيَّ	إِنَّ	اللَّهِ	اصْطَفَىٰ
اور	يعقوب علیہ السلام نے	(کہا) اے + میرے بیٹو	بے شک	اللہ تعالیٰ	پسند کر لیا
عاطفہ	معطوف	حرف ندا + منادئ	حرف مشبہ بالفعل	اسم	ماضی (بعد از جملہ ان کی خبر)

لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا

لَكُمْ	الدِّينَ	فَلَا	تَمُوتُنَّ	إِلَّا
لئے + تمہارے	دین کو	تو + نہ	فوت ہو تم	مگر
جار + مجرور	مفعول	عاطفہ + نافیہ	مضارع / جمع مخاطب	حرف استثناء

وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ط {132}

و	أَنْتُمْ	مُسْلِمُونَ
اس حال میں	(کہ) تم	مسلمان ہو
حالیہ	مبتدا	خبر (اسم الفاعل) جمع مذکر

بامعاورہ ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پوتے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو چن لیا ہے اور جب تم مرو تو اس حالت میں مرو کہ تم مسلمان ہو۔

لغوی نکات:

وَصَّى "وَصَّى" کا مادہ {وص ی} باب (تفعیل) سے ماضی معروف۔ واحد مذکر غائب، اصل میں (وَصَّوْ) تھا، "می" سے پہلے زبر ہے مطابقت کے قاعدے سے "می" کو الف (ا) سے بدل دیا، "وَصَّى" ہو گیا، باب تفعیل میں مبالغہ اور کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے (متواتر وصیت کرنا، کثرت سے وصیت کرنا)

بَيْنِي "بَيْنِي" مرکب اضافی ہے اور "وَصَّى" کا مفعول ہے، "بَيْنِي" اصل میں "بَيْنَيْنِ" تھا ضمیر کی طرف اضافت کی وجہ سے ن گر گیا "بَيْنِ" کی جمع ہے جو حالت نصب میں ہے کیونکہ مفعول ہے (اپنے بیٹوں کو)

يَعْقُوبُ "يَعْقُوبُ" کی "ب" پر پیش (ع) اس لئے ہے کہ اس کا عطف "إِبْرَاهِيمَ" پر ہے اور یہ بھی "وَصَّى" کا فاعل ہے۔ یہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے باپ تھے۔

بَيْنِي "بَيْنِي" حرف ندا "بَيْنِي" اصل میں "بَيْنَيْنِ" + ی۔ ضمیر متکلم تھا "منادئ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں "بَيْنَيْنِ" ہے اور اس کے آخر کا "ن" اضافت کی وجہ سے گر گیا اور یہ "بَيْنِي" رہ گیا اس لئے کہ آگے "می" متکلم کی طرف مضاف ہے۔ ی کا ی میں ادغام کر دیا۔ "بَيْنِي" ہو گیا۔ (اے میرے بیٹوں)

أَصْطَفَى {ص ف و} باب (افتعال) سے "أَصْطَفَوُ" سے تعلیل کے بعد "أَصْطَفَى" ماضی واحد مذکر غائب [اس (اللہ) نے چن لیا] **الدِّينِ** {د ی ن} باب (ض) دَانَ يَدِينُ سے مصدر ہے۔ اس کی جمع "أَدْيَانُ" ہے۔ آیت میں "ن" پر زبر اس لئے ہے کہ "أَصْطَفَى" کا مفعول ہے۔ اس سے مراد دین اسلام ہے جس طرح قرآن میں ہے "إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ" یقیناً دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

لَا تَمُوتُنَّ {م ر و ت} باب (ن) (مَاتَ يَمُوتُ) سے مضارع منفی "ب + لا" (فعل نفی لیکن فعل نہی کا مفہوم) ہے۔ جمع مذکر حاضر۔ نون ثقیلہ برائے تاکید مستقبل (نہ مرو تم)

مُسْلِمُونَ {س ل م} باب (افعال) سے اسم الفاعل۔ جمع مذکر سالم۔ حالت رفع کیونکہ یہ مبتدا ہے اور "أَنْتُمْ" کی خبر ہے (اسلام)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

(لانے والے)

تفسیری نکات: تمام اہل کتاب اور مشرکین اپنے آپ کو ملت ابراہیم علیہ السلام پر سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح فرمایا: کہ دیکھو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اسلام قبول کر لو۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پوتے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اسلام کو اختیار کرنے کی ہی تلقین کی تھی اور کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند فرمایا ہے اور تمہاری موت اسلام پر ہی آنی چاہئے۔ جب انسان کی زندگی اسلام پر گزرے تو پھر موت بھی ان شاء اللہ اسلام پر ہی آئے گی۔

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ

أَمْ	كُنْتُمْ	شُهَدَاءَ	إِذْ	حَضَرَ	يَعْقُوبَ	الْمَوْتُ	إِذْ
کیا	تم تھے	گواہ (جمع)	جب	حاضر ہوئی	یعقوب علیہ السلام کو	موت	جب
عاطفہ	فعل ناقص + اسم	خبر	نظرف زمان	ماضی / واحد مذکر (ن)	مفعول مقدم	فاعل مؤخر	نظرف زمان

قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنِّي

قَالَ	لِ	بَنِي	مَا	تَعْبُدُونَ	مِنِّي
اس نے کہا	واسطے + بیٹوں کے + اپنے	کیا / کس کی	عبادت کرو گے تم	سے	جار
فعل ماضی (فاعل)	جار + مضاف + مضاف الیہ / مجرور	استفہامیہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	جار	

بَعْدِي ط قَالُوا تَعْبُدُ إِلَهَكَ

بَعْدِي	قَالُوا	تَعْبُدُ	إِلَهَكَ
بعد + میرے	انہوں نے کہا	ہم عبادت کریں گے	الہ (معبود) + تیرے کی
مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	مضارع جمع متکلم	مضاف + مضاف الیہ (مفعول) معطوف علیہ

وَإِلَٰهَ آبَائِكِ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ

وَ	إِلَٰهَ	إِبْرَاهِيمَ	وَ	اسْمَاعِيلَ	وَ	إِسْحٰقَ
اور	الہ، معبود	ابراہیم علیہ السلام	اور	اسماعیل علیہ السلام	اور	اسحاق علیہ السلام
عاطفہ	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ (معطوف)	بدل	عاطفہ	بدل نمبر 2	عاطفہ	بدل نمبر 3

إِلَهًا وَاحِدًا ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ {133}

إِلَهًا	وَاحِدًا	وَ	نَحْنُ	لَهُ	مُسْلِمُونَ
(جو) معبود	ایک / اکیلا	اور	ہم	کے لئے + اس	مطیع و فرمانبردار
موصوف	صفت	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	خبر۔ اسم فاعل جمع مذکر

بامعاورہ ترجمہ: (وہ وقت یاد کرو) جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی (موت سے پہلے) اس نے اپنے بیٹوں کو (اکٹھا کر کے) پوچھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو سب نے کہا ہم آپ کے الہ (معبود) اور ابراہیم و اسماعیل و اسحاق علیہم السلام کے الہ (معبود) کی عبادت کریں گے جو ایک (ہی) الہ ہے اور ہم تو اس کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔

لغوی نکات:

أَمْ منقطعہ کا معنی دیتا ہے، یہ حقیقت میں استفہام انکاری ہے یا استفہامیہ / ”آئی شئیء“ (کس چیز) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (کیا)

شَهِدَ آءٌ {ش ہ د} باب (س) سے اسم فاعل۔ ”شَهِدَ“ کی جمع ”شَهِدَاءٌ“ ہے۔ یہ ”كُنْتُمْ“ کی خبر ہے اس لئے منصوب ہے (حاضر/موجود)

حَضَرَ {ح ض ر} باب (ن) سے فعل ماضی۔ واحد مذکر غائب۔ اس کا فاعل ”موت“ ہے۔ عربی زبان میں لفظ ”موت“ مذکر ہے جبکہ اردو زبان میں مؤنث ہے لہذا ترجمہ کریں گے (حاضر ہوئی)

تَعْبُدُونَ {ع ب د} باب (ن) سے مضارع معروف۔ جمع مذکر مخاطب كُنْتُمْ (فاعل) آگے لفظ ”بَعْدِي“ ہے یعنی میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟

مِنْ بَعْدِي مِنْ + بَعْدِي (مِنْ) حرف جار ہے اور ”بَعْدِي“ (مضاف + مضاف الیہ) (مجرور) ”بَعْدُ“ اسم ظرف بنی علی الضم ہوتا ہے لیکن اس سے پہلے ”مِنْ“ ہے اس لئے ”بَعْدُ“ کی ”د“ پر مِنْ کی وجہ سے زیر ہے۔ (میرے بعد)

تَعْبُدُ {ع ب د} باب (ن) سے فعل مضارع۔ جمع متکلم سباق و سابق کا لحاظ رکھتے ہوئے اس لفظ کا معنی مستقبل میں ہوگا۔ (ہم عبادت کریں گے)

إِلَهًا {أل ہ} باب (س) (إِلَٰهٌ يَأْتِيهِ) سے مصدر مضاف + ن مضاف الیہ ”تَعْبُدُ“ کا مفعول ہونے کی وجہ سے ”إِلَٰهٌ“ منصوب ہے۔ (تیرے معبود کی)

إِلَٰهَ آبَائِكِ إِلَٰهَ مضاف ”آبَاءٌ“ مضاف الیہ بھی اور مضاف بھی اور ”نَ“ مضاف الیہ ہے۔
آبَاءٌ آبٌ کی جمع ”آبَاءٌ“ اسمائے ستہ مکبرہ سے ہے جس کی نفعی حالت ”و“ کے ساتھ نصبی الف کے ساتھ اور جری ”ی“ کے

ساتھ ہوتی ہے۔ (تمہارے باپ دادا کے معبود کی)

إِبْرَاهِمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ یہ تینوں اسماء اہلآء سے بدل ہیں غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ان کے آخر پر فتح (زبر) آئی ہے۔
 الْهَآؤَ اِحْدًا یہ مرکب توصیفی (حالت نصی) ہے اور پہلے الْهَآؤَ سے بدل ہے۔ (ایک معبود کی)
 مُسْلِمُونَ {س ل م} باب (افعال) سے اسم فاعل۔ جمع مذکر سالم۔ حالت رفع (مطیع ہونے والے/ فرمانبرداری کرنے والے/
 اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں یہودیوں کو خطاب ہے کہ تم ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مذہبی رہنما، پیشوا مانتے ہو تو کیا تمہیں علم ہے کہ ان کی دعوت کیا ہے؟ انہوں نے تو اس دعوت کا اہتمام عِنْدَ الْمَوْتِ بھی نہ چھوڑا۔ موت کے وقت بھی انہوں نے اپنی اولاد کو بلا کر ان سے استفسار کیا کہ ہمارے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے ایک اللہ ہی کی عبادت، اسی کی اطاعت کا عہد کیا تھا۔ تو تم بھی اسی ایک اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ اگر تم ملت ابراہیمی علیہ السلام پر چلنے کے دعوے دار ہو۔ اس میں یہ بھی درس ہے کہ صرف دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قولاً دعوے دار نہ بنو بلکہ فعلاً آپ کی تابعداری بھی کرو۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا

تِلْكَ	أُمَّةٌ	قَدْ	خَلَتْ	لَهَا	مَا
وہ (مؤنث)	ایک امت	یقیناً	گزر گئی	لئے + اس کے	جو
مبتدا	خبر	حرف تحقیق	فعل ماضی (فاعل)	جار + مجرور (خبر مقدم)	موصولہ (مبتدا مؤخر)

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا

كَسَبَتْ	وَلَكُمْ	مَا	كَسَبْتُمْ	وَلَا
اس نے کمایا	لئے + تمہارے	جو	تم نے کمایا	اور نہیں
فعل ماضی (ہی ضمیر فاعل)	جار + مجرور (خبر مقدم)	موصولہ مبتدا مؤخر	ماضی جمع مذکر مخاطب	عاطفہ نافیہ

تَسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ {134}

تَسْأَلُونَ	عَمَّا	كَانُوا	يَعْمَلُونَ
سوال کئے جاؤ گے تم	اس کی بابت + جو	وہ تھے	عمل کرتے
مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب	جار + موصولہ/مجرور	فعل ناقص فعل ماضی + اسم كان	فعل مضارع جمع مذکر۔ كانوا کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: وہ ایک امت (جماعت) گزر گئی۔ جو اس نے کیا ہوگا اس کو اس کے مطابق جزا و سزا ملے گی اور جو تم کرو گے، تم کو اس کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔

لغوی نکات:

تِلْكَ	اسم اشاریہ بعید کے لئے (مبتدا) (وہ)
أُمَّةٌ	{امر} باب (ن) سے مصدر واحد مونث (خبر) (جماعت، گروہ)
خَلَتْ	{خل} و {باب (ن) خَلَا يَخْلُو خَلْوًا} (مصدر) سے ماضی معروف۔ واحد مؤنث غائب۔ ہی ضمیر مؤنث۔ اس کا فاعل جو کہ اُمَّةٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (گزر گئی، چلی گئی)
كَسَبَتْ	{كسب} باب (ض) سے فعل ماضی معروف۔ واحد مؤنث غائب (اس (امت) نے کمایا/ عمل کیا)
لَا تُسْأَلُونَ	{سئل} باب (ف) سے مضارع مجہول منفی، جمع مذکر مخاطب (نہ سوال کئے جاؤ تم)
كَانُوا	{كدن} باب (ن) سے فعل ناقص، ماضی معروف، جمع مذکر، اس میں ”هَمْ“ اس کا فاعل یا اسم ہے (وہ تھے)
يَعْمَلُونَ	{عمل} باب (س) سے مضارع معروف۔ جمع مذکر غائب (وہ عمل کرتے تھے)

قاعدہ: فعل مضارع پر ”كان“ داخل کرنے سے فعل مضارع، فعل ماضی استمراری کے معنی میں ہو جاتا ہے۔

تفسیری نکات: یہودی اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہم نبیوں کی اولاد ہیں وہ ہمیں عذاب سے بچالیں گے۔ نیک اعمال کی ضرورت نہیں۔ اسی بناء پر وہ بد اعمالیوں اور نافرمانیوں میں مبتلا ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس گندے عقیدے کی جڑ کاٹ دی اور فرمایا: تِلْكَ أُمَّةٌ... الخ گزشتہ امتیں تو گزر گئیں وہ اپنے اپنے اعمال کی جواب دہ ہوں گی اور تمہارے اپنے اعمال کی جزا و سزا کے تم خود ذمہ دار ہو گے، تم سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصْرًا

وَقَالُوا	كُونُوا	هُودًا	أَوْ	نَصْرًا
اور	ہو جاؤ تم	یہودی	یا	عیسائی
مستانفہ	فعل امر جمع مذکر + اسم	خبر کان۔ معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف

تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

تَهْتَدُوا	قُلْ	بَلْ	مِلَّةَ	إِبْرَاهِيمَ
تم ہدایت پا جاؤ گے	کہہ دو	بلکہ	طریقہ	ابراہیم علیہ السلام کا
مضارع۔ جمع مذکر مخاطب (مجروم)	فعل امر واحد	حرف اضراب	مفعول بہ/ مضاف	(غیر منصرف) مضاف الیہ

حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ {135}

حَنِيفًا	وَ	مَا	كَانَ	مِنَ	الْمُشْرِكِينَ
جو یکسو ہو کر سیدھی راہ پر تھا	اور	نہیں	تھا وہ	سے	مشرکوں
باب (س) حال	حالیہ	نافیہ	فعل ماضی ناقص هُوَ ضمیر اس کا اسم	حرف جر	مجرور، اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے (یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں سے) کہا کہ تم یہودی یا عیسائی بن جاؤ تو تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ گئے (تو اللہ نے فرمایا) (اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرمادیں کہ ہدایت یافتہ تب ہو گئے جب ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلو گئے جو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے والا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

لغوی نکات:

{ک دن} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر مخاطب۔ کونوا میں جمع کی واؤ (اسم) ہے اور هوذا اور نصاریٰ اسکی خبر ہے (ہو جاؤ تم) **كُونُوا**
 {ہ دی} باب (افتعال) سے فعل مضارع معروف۔ جمع مذکر مخاطب۔ اصل میں ”تَهْتَدُونَ“ تھا، فعل امر ”كُونُوا“ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے ”ن“ گر گیا (ہدایت پا جاؤ گے تم)

یہ حرف اضراب ہے یعنی اس سے پہلی بات کی نفی اور بعد والی چیز کا اثبات مقصود ہوتا ہے (بلکہ) **بَلْ**
 {مر ل} یہ واحد ہے اس کی جمع ”مَلَلٌ“ ہے یہ فعل محذوف ”تَنْبِغٌ“ فعل مضارع جمع متکلم کا مفعول ہے۔ یعنی آیت کا مفہوم اس طرح ہے ”بَلْ تَنْبِغٌ مَلَّةَ اِبْرَاهِيمَ“ (بلکہ ہم اتباع کرتے ہیں) ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی۔

{حرف ف} باب (س) سے ”فَعِيلٌ“ کے وزن پر صفت مشبہ ہے اور یہ ”اِبْرَاهِيمُ“ سے حال ہے (یکسو ہو جانے والا) **حَنِيفًا**
 {ش ر ک} باب (افعال) سے اسم الفاعل جمع مذکر سالم، حالت جر (شُرک کرنے والے) **الْمُشْرِكِينَ**

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ ہر ایک اپنے آپکو ابراہیم علیہ السلام کا تبع اور ہدایت یافتہ گردانتے تھے اور ہر ایک ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مذہب کا بانی سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نفی فرمادی کہ یہودیت و نصرانیت تو بعد کی پیداوار ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ نیز ابراہیم علیہ السلام یکسو ہو کر ایک رب کی طرف متوجہ ہونے والے تھے۔ وہ شرک نہ کرتے تھے اور تم شرک کرتے ہو۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا

قُولُوا	آمَنَّا	بِ + اللّٰهِ	وَ	مَا	أُنزِلَ	إِلَيْنَا + نَا	وَ
تم کہو	ہم ایمان لائے	ساتھ + اللہ (کے)	اور	جو	اتارا گیا	طرف + ہماری	اور
فعل امر جمع مذکر	فعل ماضی جمع متکلم	جار + مجرور	عاطفہ	موصولہ	ماضی مجہول	جار + مجرور	عاطفہ

قرآن مجید کی لغوی تشریح

آلۃ / البقرة ۲

مَا أَنْزَلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

مَا	أَنْزَلَ	إِلَىٰ	إِبْرَاهِيمَ	وَ	إِسْمَاعِيلَ	وَ	إِسْحَاقَ
جو	اتارا گیا	طرف	ابراہیم علیہ السلام (کی)	اور	اسماعیل علیہ السلام	اور	اسحاق علیہ السلام
موصولہ	ماضی مجہول	جار	مجرور، معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	معطوف

وَيَعْقُوبَ وَالْإِسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَ

وَ	يَعْقُوبَ	وَ	الْإِسْبَاطِ	وَ	مَا	أُوتِيَ	مُوسَىٰ	وَ
اور	يعقوب علیہ السلام	اور	اولاد (ان کی)	اور	جو	دیئے گئے	موسیٰ علیہ السلام	اور
عاطفہ	معطوف	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	موصولہ	ماضی مجہول واحد	نائب فاعل، معطوف علیہ	عاطفہ

عِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا

عِيسَىٰ	وَ	مَا	أُوتِيَ	النَّبِيُّونَ	مِنْ	رَبِّهِمْ	لَا
عیسیٰ علیہ السلام	اور	جو	دیئے گئے	انبیاء علیہم السلام	سے	رب + ان کے	نہیں
معطوف	عاطفہ	موصولہ	ماضی مجہول	نائب فاعل	حرف جر	مضاف + مضاف الیہ مجرور	نافیہ

فَرَّقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ {136}

فَرَّقَ	بَيْنَ	أَحَدٍ	مِنْهُمْ	وَ	نَحْنُ	لَهُ	مُسْلِمُونَ
فرق کرتے ہم	درمیان	کسی کے	سے + ان	اور	ہم	کے لئے + اس	فرمانبردار ہیں
مضارع، جمع متکلم (فاعل)	مضاف	مضاف الیہ	حرف جر + مجرور	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	خبر، اسم فاعل جمع

بامعاورہ ترجمہ: تم کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف اتارا گیا (قرآن) اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولادوں پر اتارا گیا اور موسیٰ اور عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اس (اللہ) کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

لغوی نکات:

تَوَلَّوْا {قول} باب (ن) سے فعل امر، جمع مذکر (کہو تم اے لوگو)

اَمَّنَا	{ء من باب (افعال) سے ماضی جمع متکلم ”اَمَّنَا“ ”ن“ کا ”ن“ میں ادغام کیا ہے (ہم ایمان لائے)
اُنزِلَ	{نزل باب (افعال) سے ماضی مجہول، واحد مذکر غائب (اتارا گیا)
يَعْقُوبَ	غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ”ب“ پر زبر ہے جبکہ حالت جر ہونے سے زیر ہونی چاہئے تھی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کا لقب اسرائیل تھا۔
الْاَسْبَاطِ	{س ب ط} ”سَبَطٌ“ کی جمع ”اَسْبَاطٌ“ ہے، حالت جر میں ہے (ایک دادے کی اولاد)
اَوْتِيَ	{ء ت ی} باب (افعال) سے ماضی مجہول، واحد مذکر غائب (دیئے گئے)
التَّيِّبُونَ	{ن ب ء} نبی کی جمع سالم ”التَّيِّبُونَ“ ہے۔ حالت رفع ہے۔ ”اَوْتِيَ“ کا نائب فاعل ہے (انبیاء علیہم السلام)
لَا تُفَرِّقُ	{ف ر ق} باب تفعیل سے مضارع جمع متکلم، شروع میں لا نافیہ ہے (ہم فرق نہیں کرتے)
بَيْنَ	{ب ی ن} ظرف اور زبر پر مبنی ہے، لفظ ”بَيْنَ“ ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس کی اضافت ”اَيَّدِيهِمْ“ کی طرف ہو تو اس کا معنی آگے، سامنے، قریب ہوتا ہے جس طرح قرآن میں ہے ”ثُمَّ لَا تَبْيِئُهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيَّدِيهِمْ“ (الاعراف: 17/7) شیطان نے کہا کہ میں ان کے آگے سے آؤں گا۔ یہاں معنی ”درمیان“ ہے
نَحْنُ	جمع متکلم کی ضمیر ہے، مبتدأ مبنی ہے (ہم)
مُسْلِمُونَ	{س ل م} باب افعال سے اسم الفاعل، جمع مذکر سالم، حالت رفع ہے کیونکہ خبر ہے (مطیع ہونے والے، اطاعت کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان پر اتاری ہوئی کتابوں کو مانتے ہوئے ان پر عمل کرتے ہیں۔ ہم یہود و نصاریٰ کی طرح نہیں ہیں کہ بعض نبیوں کو مان لیا اور بعض سے انکار کر دیا بلکہ ہم تو سبھی کو مانتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے، ہاں اللہ کے ہاں ان کے مراتب میں فرق ہے۔ جس طرح فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (البقرہ: 253/2)

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ

فَ + إِنَّ	آمَنُوا	بِ + مِثْلِ	مَا	آمَنْتُمْ
تو + اگر	وہ ایمان لائیں	ساتھ + مانند	جو	تم ایمان لائے ہو
عاطفہ + حرف شرط	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	حرف جر + مجرور	موصولہ	فعل ماضی، جمع مخاطب (فاعل)

بِه فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ

بِ + اِ	فَ + قَدِ	اهْتَدَوْا	وَ	اِنْ
ساتھ + اس کے	تو + یقیناً	ہدایت پاگئے وہ	اور	اگر
جار + مجرور	عاطفہ + حرف تحقیق	فعل ماضی جمع غائب (فاعل)	عاطفہ	حرف شرط

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ

تَوَلَّوْا	فَ + اِنَّمَا	هُم	فِي	شِقَاقٍ
وہ پھر جائیں	تو + صرف	وہ	میں	بدبختی
فعل ماضی جمع مذکر غائب	جزائیہ + کلمہ حصر	ضمیر جمع غائب مبتدا	حرف جر	مجرور خبر

فَسَيَكْفِيكُمْ اللهُ وَ هُوَ

هُوَ	وَ	الله	فَ + سَ + يَكْفِيكُمْ + كَ + هُمْ
وہ	اور	اللہ تعالیٰ	تو + عنقریب + کفایت کرے گا + تجھ کو + اُن کے بارے میں
مبتدا	عاطفہ	فاعل	عاطفہ + حرف استقبال + مضارع + ضمیر منصوب مفعول 1 + ضمیر جمع مفعول 2

السَّيِّئِ الْعَلِيمِ {137}

السَّيِّئِ	الْعَلِيمِ
خوب سننے والا	خوب جاننے والا
خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: اگر وہ (غیر مسلم) اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ کرام) ایمان لائے ہو تو پھر وہ ہدایت یافتہ سمجھے جائیں گے اور اگر وہ اس (کلمہ) سے اعراض کر لیں تو وہ بدبختی میں مبتلا ہو گئے ہیں (آپ گھبراہٹ میں مت) عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کے مقابلہ میں کفایت کرے گا اور وہ بہت سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

اٰمَنُوْا {اٰمَنُوْا} باب افعال سے ماضی معروف / جمع مذکر غائب (فاعل) (ایمان لائیں وہ)

قرآن مجید کی لغوی تشریح

پُوشِل {ہا دی} باب (افتعال) سے ماضی معروف جمع مذکر غائب (فاعل)۔ اصل میں "اِهْتَدَيْوَا" تھا، تعلیل کے بعد "اِهْتَدَوْا" ہو گیا، (ہدایت پانا، صحیح راستہ پر چلنا)

تَوَلَّوْا {ول ی} باب (تفعل) سے ماضی معروف۔ جمع مذکر غائب۔ اصل میں "تَوَلَّيْوَا" تھا، تعلیل ہونے کے بعد "تَوَلَّوْا" رہ گیا (پھر جائیں وہ) (بات نہ مانیں)

فَاتَمَّا {ف} جزائیہ ہے اور "اِتِّمَّا" کلمہ حصر ہے جس کا معنی (صرف، محض)

شَقَّاقٍ {ش ق ق} باب (مفاعلہ) سے مصدر حالت جر ہے "شَقَّاقٌ يُّشَاقِقُ" "شَقَّاقٌ" (دوری، مخالفت، عداوت)

فَسَيِّئِيكَهْمُ {ف جزائیہ ہے اور س حرف استقبال کیلئے ہے، "س" جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو مضارع کو مستقبل قریب کے معنی میں کر دیتا ہے اور "يَكْفِي" {ك ف ی} باب (ض) "كَفَى يَكْفِي" سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب (کفایت کرے گا) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) "اللہ" فاعل ہے جو بعد میں آیا ہے "ك"۔ ضمیر واحد مخاطب۔ مفعول نمبر 1 (آپ کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "هَمْ" ضمیر جمع مذکر غائب۔ مفعول نمبر 2 (ان کے بارے میں، مشرکوں کے بارے میں)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلمین کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو پھر ان کے ایمان کا اعتبار ہوگا۔ اور وہ ہدایت یافتہ سمجھے جائیں گے اور اگر اس سے اعراض کر لیا تو یہ ان کی ہٹ دھرمی اور ضدی ہونے اور بدبختی کی بہت بڑی دلیل ہوگی۔ اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کی مخالفت کی پروا نہ کریں، آپ اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں آپ کو کفایت کرے گا۔ وہ سب کچھ سن رہا اور سب کچھ خوب جانتا ہے۔

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ

صِبْغَةَ	اللَّهِ	وَ	مَنْ	أَحْسَنُ	مِنْ
(لازم پکڑو) رنگ (دین) (کو)	اللہ کے	اور	کون	زیادہ اچھا ہے	سے
فعل محذوف (الرَّمَوْا) کا مفعول، مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ	استفہامیہ مبتدا	اسم تفضیل خبر	حرف جار

اللَّهُ صِبْغَةٌ وَنَحْنُ لَهُ عِيدُونَ {138}

اللَّهُ	صِبْغَةٌ	وَ	نَحْنُ	لَهُ	عِيدُونَ
اللہ تعالیٰ	رنگ (دین) میں	اور	ہم	کے لئے، کی	عبادت کرنے والے ہیں
مجروح	تیز	عاطفہ	مبتدا	جار + مجروح	اسم فاعل جمع مذکر۔ خبر

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بامحاورہ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رنگ (دین) کو (لازم پکڑو) اللہ تعالیٰ کے رنگ (دین) سے بہتر کس کا رنگ (دین) ہو سکتا ہے اور ہم اسی (اللہ) کی عبادت کرنے والے ہیں۔

لغوی نکات:

صِبْغَةَ اللَّهِ "صِبْغَةَ" مضاف ہے اور "اللہ" مضاف الیہ ہے اور فعل مَحْذُوفِ الزَّمُومِ کا مفعول بنتا ہے (اللہ کے رنگ (دین) کو اختیار کرو۔ لازم پکڑو) أَحْسَنُ باب (ک) سے اسم تفضیل مرفوع۔ مَن مَبْتَدَا کی خبر ہے (بہت زیادہ اچھا)

عِبَادُونَ {ب د} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، حالت رفع نَحْنُ مَبْتَدَا کی خبر ہے (عبادت کرنے والے)

تفسیری نکات: (صِبْغَةَ اللَّهِ) (اللہ تعالیٰ کے رنگ) سے مراد ہے، اس کے دین پر چلنا۔ اللہ کے دین کو اختیار کرنا۔ اس کے دین کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لو۔ یہودی، عیسائی اس طرح کرتے تھے کہ جو ان کے مذہب میں داخل ہوتا، اس کو غسل دیتے اور یہ سمجھتے کہ سابقہ گناہ سب دھل گئے ہیں۔ یہ ان کا بد عقیدہ تھا۔ اصل کام اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور اللہ کا دین سب سے عمدہ ہے، اسی کو اختیار کرنا چاہئے، باقی مذاہب تحریف کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس لئے وہ قابل اعتماد نہیں رہے۔ صرف غسل سے کام نہیں بنتا بلکہ اللہ کے دین پر عمل کرنا چاہئے۔ اسلام میں داخل ہونے کے لئے بھی غسل واجب ہے لیکن ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

قُلْ أَتَحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ

قُلْ	آ	تَحَاجُّونَنَا	فِي	اللَّهُ
کہہ دیجئے	کیا	تم جھگڑا کرتے ہو + ہم سے	میں/متعلق	اللہ تعالیٰ
فعل امر واحد مذکر	استفہام	فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (فاعل) + مفعول	حرف جر	مجرور

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ

وَهُوَ	رَبُّنَا	وَ	رَبُّكُمْ
اور وہ	رب ہے + ہمارا	اور	رب ہے + تمہارا
حالیه	مضاف + مضاف الیہ/خبر/معطوف علیہ	عاطفہ	مضاف + مضاف الیہ معطوف

وَلَنَّا أَعْمَالُنَا وَلكُمْ

وَلَنَّا	أَعْمَالُنَا	وَ	لكُمْ
اور لئے + ہمارے	عمل + ہمارے	اور	لئے + تمہارے
عاطفہ	مضاف + مضاف الیہ/مبتدا مؤخر	عاطفہ	جار + مجرور (خبر مقدم)

أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ {139}

أَعْمَالُ + كُمْ	وَ	نَحْنُ	لَ + كُمْ	مُخْلِصُونَ
اعمال + تمہارے	اور	ہم	کے لئے + اس	مخلص ہیں
مضاف + مضاف الیہ / مبتدا مؤخر	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	خبر۔ اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: (اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ فرمادیں) کیا (تم) ہم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ وہ تو ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمیں ہمارے عمل کام دیں گے اور تمہیں تمہارے عمل۔ ہم تو اسی (اللہ) کے لئے اخلاص رکھتے ہیں۔

لغوی نکات:

آ ہمزہ استفہام کے لئے ہے (کیا)
 تُحَاوِرُنَا {۳۳۳} باب مفاعلہ سے مضارع / جمع مذکر مخاطب (فاعل) اور نَا مفعول ہے (ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا)
 رَبَّنَا (رَبُّ + نَا) باب (ن) سے مصدر، حالت رفع، نَا مضاف الیہ / ہُوَ مبتدا کی خبر ہے۔ (ہمارا رب)
 لَنَا + نَا مرکب جاری، خبر مقدم ہے (ہمارے لئے)
 أَعْمَالُنَا + نَا۔ مرکب اضافی / مبتدا مؤخر۔ (ہمارے عمل)
 أَعْمَالُكُمْ عَمَلٌ کی جمع اَعْمَالٌ ہے۔ مرکب اضافی یہ بھی مبتدا مؤخر اور اس سے پہلے لَكُمْ خبر مقدم ہے (تمہارے عمل ہیں)
 مُخْلِصُونَ {خ ل ص} باب (افعال) سے اسم الفاعل، جمع مذکر، نَحْنُ مبتدا کی خبر ہے عمل کو اللہ کے لئے خالص کرنے والے (کسی چیز کو ملاوٹ سے پاک و صاف رکھنا)

تفسیری نکات: ہر انسان کو اس کے اعمال ہی کام آئیں گے۔ رب تو وہ سب کا ہے ہمارا بھی اور تمہارا بھی۔ لیکن اعمال اپنے اپنے کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلص ہو کر پکارنا چاہئے اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کریں گے تو فائدہ و گرنہ نقصان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال (جو کتاب و سنت کے مطابق ہوں) کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

أَمْ	تَقُولُونَ	إِنَّ	إِبْرَاهِيمَ	وَ	إِسْمَاعِيلَ
کیا	تم کہتے ہو	یقیناً	ابراہیم علیہ السلام	اور	اسماعیل علیہ السلام
حرف استفہام	مضارع۔ جمع مخاطب (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل	إِنَّ کا اسم۔ معطوف علیہ	عاطفہ	إِنَّ کا اسم۔ معطوف

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا

وَ	إِسْحَاقَ	وَ	يَعْقُوبَ	وَ	الْأَسْبَاطَ	كَانُوا
اور	اسحاق علیہ السلام	اور	یعقوب علیہ السلام	اور	اولادیں (ان کی)	وہ تھے
عاطفہ	إِنَّ كَا اِسْمِ - معطوف	عاطفہ	إِنَّ كَا اِسْمِ معطوف	عاطفہ	إِنَّ كَا اِسْمِ معطوف	فعل ناقص + اسم

هُودًا أَوْ نَصْرًا قُلْ عَأَنْتُمْ

هُودًا	أَوْ	نَصْرًا	قُلْ	عَأْ	أَنْتُمْ
یہودی	یا	عیسائی	کہہ دیجئے	کیا	تم
کَانُوا کی خبر / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	فعل امر	حرف استفہام	ضمیر منفصل (مبتدا)

أَعْلَمُ أَمِ اللَّهِ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

أَعْلَمُ	أَمِ	اللَّهُ	وَ	مَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ
زیادہ علم والے ہو	یا	اللہ تعالیٰ	اور	کون	زیادہ ظالم ہے	اُس سے + جو
اسم تفضیل معطوف علیہ (خبر)	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	حرف استفہام (مبتدا)	اسم تفضیل (خبر)	حرف جر + موصولہ

كُتِبَ شَهَادَةٌ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ

كُتِبَ	شَهَادَةٌ	عِنْدَ	كَ	مِنَ	اللَّهِ	وَ	مَا	اللَّهُ
ماضی	گواہی	(جو) پاس (ہے) + اس کے	سے	اللہ تعالیٰ	اور	نہیں	اللہ تعالیٰ	اسم
مفعول	ظرف مکان مضاف + مضاف الیہ	حرف	مجرور	عاطفہ	نافیہ	اسم		

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ {140}

بِغَافِلٍ	عَمَّا	تَعْمَلُونَ
ساتھ + بے خبر	اُس سے + جو	عمل کرتے ہوئے
جار + مجرور (خبر)	حرف جر + (موصولہ) مجرور	مضارع جمع مذکر حاضر

قرآن مجید کی لغوی تشریح

بامحاورہ ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ سے مخاطب ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولادیں یہ سب یہودی یا عیسائی تھے۔ تو آپ (اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو فرمادیتے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے گواہی کو چھپالے اور اللہ تعالیٰ تو تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

لغوی نکات:

آءِ	آءِ حرف اضراب۔ کبھی یہ انکار کے لئے آتا ہے / اور کبھی بِنَ (لیکن) کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں پہلا معنی ہے۔
تَقُولُونَ	{ق و ل} باب (ن) سے مضارع معروف، جمع مذکر مخاطب (تم کہتے ہو)
إِنَّ	حرف مشبہ بالفعل۔ آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور دیگر جو انبیاء کے اسماء ہیں، وہ سب ”إِنَّ“ کے اسم ہیں۔
كَانُوا	{ك و ن} باب (ن) سے ماضی معلوم جمع مذکر غائب، فعل ناقص اس کا اسم ہُنَّ اسی میں ہے اس کی خبر بعد میں ہے اور یہ جملہ بن کر اِنَّ کی خبر بنتی ہے (وہ تھے)
أَعْلَمَ	{ع ل م} باب (س) سے اسم تفضیل اَنْتُمْ مبتدا کی خبر ہے (بہت زیادہ علم والا)
أَظْلَمَ	{ظ ل م} باب (ض) سے اسم تفضیل مَنْ مبتدا کی خبر ہے (بہت زیادہ ظلم والا)
كُنتُمْ	{ك ت م} باب (ن) سے ماضی معلوم۔ واحد مذکر غائب (چھپانا)
شَهَادَةً	{ش ه ا د} باب (س) سے مصدر۔ ”كُنتُمْ“ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (گواہی)
بِعَاقِلٍ	بِ + عَاقِلٍ {غ ف ل} باب (ض) سے اسم الفاعل۔ واحد مذکر۔ حالت جر (بے خبر)
تَعْمَلُونَ	{ع م ل} باب (س) سے مضارع معلوم۔ جمع مذکر مخاطب (تم عمل کرتے ہو)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ۔ سیدنا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ یہودی یا عیسائی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان سے کہو کہ اُنکے بارے میں تم کو زیادہ علم ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ (ظاہر ہے جس نے سب کو پیدا کیا اور کب پیدا کیا اسی کو زیادہ علم ہے حالانکہ پہلے گزر گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودیت و نصرانیت سے پہلے کے ہیں کیونکہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تو ابراہیم علیہ السلام کے کافی عرصہ بعد میں ہوئے بہر حال ان یہود و نصاریٰ کو تنبیہ کر دی گئی کہ تمہارے اعمال سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہے۔ تمہیں تمہارے اعمال کی بات پوچھ گچھ ہوگی۔ نسبت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنے اپنے اعمال پر نجات و عذاب منحصر ہے۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ

تِلْكَ	أُمَّةٌ	قَدْ	خَلَتْ	لَهَا	مَا	كَسَبَتْ
وہ	امت	یقیناً	گزر گئی	لئے+ اس کے	جو	اس نے کمایا
مبتدا	خبر	حرف تحقیق	فعل ماضی (فاعل)	جار+ مجرور	اسم موصول	فعل ماضی (فاعل)

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تَسْأَلُونَ

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ	وَلَا	تَسْأَلُونَ
اور	اور	تم سوال کئے جاؤ گے
عاطفہ	عاطفہ	مضارع مجہول، جمع مذکر حاضر
جار+ مجرور (خبر مقدم)	نافیہ	موصولہ (مبتدا مؤخر)
ما	کَسَبْتُمْ	وَلَا
جو	تم نے کمایا	نہ
عاطفہ	عاطفہ	جمع مذکر غائب (انْتُمْ فاعل)
موصولہ (مبتدا مؤخر)	عاطفہ	نافیہ

عَبَا كَانُوا يَعْمَلُونَ {141}

عَبَا كَانُوا يَعْمَلُونَ	كَانُوا	عَنْ مَّا
وہ عمل کرتے	تھے وہ	(اس) سے + جو
مضارع جمع مذکر غائب بمعنی ماضی (كَانُوا کی خبر)	فعل ناقص (ماضی) + هُمْ اسم ہے	جار+ (موصولہ) مجرور

بامحاورہ ترجمہ: (اے یہود و نصاریٰ) وہ (ابراہیم علیہ السلام وغیرہ) ایسی جماعت تھی جو گزر چکی ہے۔ ان کے اعمال ان کے کام آئیں گے اور تمہارے اعمال تمہارے کام آئیں گے اور تمہیں ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

لغوی نکات:

تِلْكَ اسم اشارہ (مؤنث) بعید کے لئے مبتدا۔ (وہ)

حَكَّتْ {خل و} باب (ن) سے ماضی معلوم۔ واحد مؤنث غائب ہی فاعل۔ خبر (گزر گئی)

كَسَبَتْ {ك س ب} باب (ض) سے ماضی معلوم۔ واحد مؤنث غائب [اس (امت) نے کمایا]

مَّا كَسَبْتُمْ مَّا موصولہ ہے (جو) {ك س ب} باب (ض) سے ماضی معلوم۔ جمع مذکر مخاطب (تم نے جو عمل کمایا)

لَا تَسْأَلُونَ {س ع ل} باب (ف) سے مضارع مجہول (منفی) جمع مذکر مخاطب (نہ سوال کیا جائے گا تم سے)

يَعْمَلُونَ {ع م ل} باب (س) سے مضارع معلوم۔ جمع مذکر غائب (وہ عمل کرتے ہیں/ تھے)

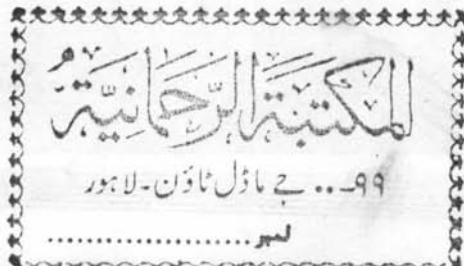
تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے ان کا زمانہ ختم ہو گیا وہ تو ایسے اعمال کرتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور حقیقت میں وہ کامیاب انسان تھے، باقی تمہارے اعمال اگر ان کی اتباع میں ہیں تو ٹھیک ہے۔ انسان کو اس کے اپنے اعمال کے متعلق سوال و جواب ہوگا، کسی دوسرے کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہوگی۔



www.KitaboSunnat.com

WWW.KitaboSunnat.COM

قرآن - اعراب
فہم قرآن



قرآن مجید کی لغوی تشریح

سب تقریبن اُس اللہ کیلئے ہیں جو پوری کائنات کا خالق ہے اور اگنت درود و سلام اللہ کے پیارے محبوب نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ پر جن پر اُس نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید فرمایا تا کہ نازل فرمایا تا کہ بھیجی ہوئی انسانیت کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف راہنمائی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَلَّمَكَ اللَّهُ لَمْ يُرَ، وَكَلَّمَكَ اللَّهُ لَمْ يُرَ، وَكَلَّمَكَ اللَّهُ لَمْ يُرَ﴾ [یعنی ہم نے تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے (کفری) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاؤ اس زبردست خوبیوں والے (اللہ) کی راہ کی طرف]

اہل عرب کی زبان عربی تھی اور اللہ رب العزت نے قرآن مجید بھی عربی میں ہی نازل فرمایا تا کہ اللہ کا کلام مجھے میں مشکل پیش نہ آئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [یعنی ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم مجھ کو] برصغیر پاک و ہند میں اکثر و بیشتر مسلمان قرآن مجید کو صرف ثواب حاصل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں، اس میں کوئی حلق نہیں کہ قرآن مجید کو بغیر سمجھے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ سو چنانہ یہ کہ کیا بغیر سمجھے قرآن مجید پڑھنے سے اس کے نزل کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ پاک کتاب انسانیت کے لئے قیامت تک ایک ضابطہ حیات ہے اور بغیر سوچے سمجھے پڑھنے سے انسان اس ضابطے پر عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔

عربوں کے علاوہ بھی لوگوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کیلئے عربی زبان کیلئے نازل کرنا پڑتی ہے اور عربی زبان اس وقت تک سمجھ نہیں آئی ہے جب تک عربی کے ابتدائی قواعد سیکرے براہ راست قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ نے اکتوبر 1995ء میں قرآن مجید کا مفہوم عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے مفہم قرآن کو رس (بلا معاوضہ) کا آغاز کیا، اس کورس میں ہر وہ شخص حصہ لے سکتا ہے جو صرف عربی اور اردو پڑھ سکتا ہو۔ اس کورس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مقبول کیا اب تک ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی سے لے کر ڈاکٹر، وکلاء اور انجینئرز تک کے ہزاروں لوگ استفادہ کر چکے ہیں۔

پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ نے سب سے پہلے 1996ء میں ایک مختصر سلیبس مرتب کیا جسے ”تیسیر القرآن“ کے نام سے شائع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی ”تیسیر القرآن لکچرز“ کے نام سے ایک سی ڈی (CD) اپنی ہی آواز میں تیار کروائی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ تیسیر القرآن کی ایک گائیڈ بک تیار کی جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی خواہش کو مفہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کی انتظامیہ نے فروری 2007ء میں عملی جامہ پہنایا اور شرح تیسیر القرآن کے نام سے ایک گائیڈ بک شائع کی جس سے مفہم قرآن کے طلبہ بھرپور استفادہ کر رہے ہیں اور قرآن مجید کا ترجمہ سمجھنے میں بہت آسانی ہو گئی ہے۔

پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ نے قرآن مجید کا پیغام گھر گھر پہنچانے کیلئے ستمبر 1999ء میں ماہنامہ ”مجلیہ مفہم قرآن“ کا آغاز کیا جو تادم تحریر نہایت خوش اسلوبی سے مسلسل شائع ہو رہا ہے جس میں شرح تیسیر القرآن، قرآن مجید کی لغوی تشریح، تیسیر القرآن و کسفری، لغت القرآن اور دیگر فرقہ واریت سے پاک خاص و حید و رسالت پر مبنی مضامین ہر ماہ قطعہ وار تسلسل سے شائع ہو رہے ہیں۔

”مجلیہ مفہم قرآن“ کی اشاعت کے بعد مفہم قرآن کے طلبہ نے مشورہ دیا کہ قرآن مجید سے متعلق سلسلوں کو کتابی شکل دی جائے۔ لہذا مفہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ”تیسیر القرآن“ اور ”شرح تیسیر القرآن“ کے فوراً بعد جتنی جلد ممکن ہو سکے ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ کو ایک ایک پارہ کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

الحمد للہ! حافظہ عبدالجبار مدنی صاحب نے پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید ﷺ کی شہادت کے بعد ان تینوں سلسلوں کو اللہ کی توفیق سے مکمل کرنے کی ذمہ داری اٹھائی اور ”قرآن مجید کی لغوی تشریح“ کا پہلا پارہ مکمل کر کے دوسرے پارے پر کام شروع کر دیا ہے۔

مفہم قرآن کورس کو مزید آسان بنانے کیلئے انتظامیہ مفہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کثیر سرمائے سے تیسیر القرآن لکچرز کی ڈی وی ڈی (DVD) کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ جس کا تین چوتھائی کام مکمل ہو چکا ہے جس سے مفہم قرآن کورس آسان سے آسان تر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو قرآن کا مفہم حاصل کر کے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابوعاصم مرزا رحمت بیگ
فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

ISBN 978-969-8738-11-2



9 789698 738112

ولایت سنسر (پبلشرز)
محمدی ہاؤس، 14- ایبٹ روڈ
لاہور۔ 54000 پاکستان

فون: 363 11 514 363 11 513 042-363 11 512

ای میل: walayatsons@yahoo.com

پبلشرز اینڈ

ڈسٹری بیوٹرز